تعلیم اسلام

☆اسلام کے بنیادی عقائد
☆عبادات کے ضروری مسائل
☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت
☆روزمرہ کی مسنون دعاؤں کا مجموعہ

مرتّب

حضرت مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

(ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)

afif.in2008@gmail.com

تفصیلات

کتاب: تعلیم اسلام

مرتب: مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

سن طباعت: ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء

ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

Visit us:

www.afif.in

facebook.com/alfalahislamicfoundation

AlfalahIslamicfoundation.blogspot.in

afif.in2008@gmail.com

alfalahislamicfoundation@gmail.com

انتساب

اس خالص دینی کاوش کو میں

☆ اپنے محسن والدین محترمین کے نام جن کی دعاؤں نے اس خدمت کے لائق بنایا۔

☆ جملہ مشفق اساتذۂ کرام کے نام جن کی توجہات نے علم آگہی نصیب کی۔

☆ اپنے مرشد و مربی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ (مفتیِ اعظم گجرات) کے نام جنھوں نے ہمیشہ پدری شفقتوں سے نوازا۔

☆ مدرسہ نورِ محمدی کے نام جس سے منسلک ہونے پر میرا یہ دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔

☆ ان تمام محبین، متعلقین و معاونین کے نام جنہوں نے اپنی دعاؤں و مختلف النوع تعاون سے معاونت فرمائی۔

خاکسار

ندیم احمد انصاری عفا اللہ عنہ

اجمالی فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	علماءِ اکابرین ومشاہرین ہند کی تائیدات وتقریظات اور دعائیہ کلمات	۴۰
۲	علم اور اہلِ علم کی فضیلت واہمیت	۶۵
۳	طالبینِ علم کے آداب	۶۸
۴	اسلام کے بنیادی عقائد	۷۳
۵	اصطلاحاتِ فقہ	۸۷
۶	طہارت کے احکام ومسائل	۹۵
۷	وضوء کے احکام ومسائل	۹۷
۸	غسل کے احکام ومسائل	۱۰۳
۹	تیمم کے احکام ومسائل	۱۰۷
۱۰	نماز کے احکام ومسائل	۱۱۱

۱۱	نماز کا مکمل مندوب طریقہ	۱۲۴
۱۲	نماز کے اوقات کے احکام ومسائل	۱۳۳
۱۳	اذان واقامت کے احکام ومسائل	۱۳۶
۱۴	جماعت کے احکام ومسائل	۱۳۹
۱۵	امامت کے احکام ومسائل	۱۴۲
۱۶	مدرک، مسبوق، لاحق کے احکام ومسائل	۱۴۴
۱۷	سنت ونفل نمازوں کے احکام ومسائل	۱۴۶
۱۸	نفل ومستحب نمازیں	۱۴۹
۱۹	نمازِ وتر کے احکام ومسائل	۱۶۰
۲۰	نمازِ تراویح کے احکام ومسائل	۱۶۲
۲۱	نمازِ جمعہ کے احکام ومسائل	۱۶۵
۲۲	نمازِ عیدین کے احکام ومسائل	۱۶۸
۲۳	نمازِ مسافر کے احکام ومسائل	۱۷۱
۲۴	سجدۂ سہو کے احکام ومسائل	۱۷۴
۲۵	سجدۂ تلاوت کے احکام ومسائل	۱۷۸
۲۶	نمازِ مریض کے احکام ومسائل	۱۸۱
۲۷	قضاءِ عمری کے احکام ومسائل	۱۸۳
۲۸	نمازِ جنازہ کے احکام ومسائل	۱۸۶

۲۹	روزہ کے احکام ومسائل	۱۹۳
۳۰	اعتکاف کے احکام ومسائل	۲۰۲
۳۱	زکوۃ کے احکام ومسائل	۲۱۱
۳۲	صدقۂ فطر کے احکام ومسائل	۲۱۷
۳۳	حرمین شریفین کے بعض متبرک مقامات اور مشہور اعمال کے اصطلاحی نام	۲۲۳
۳۴	حج کے احکام ومسائل	۲۳۰
۳۵	حج کا مکمل مندوب طریقہ	۲۳۹
۳۶	عمرہ کے احکام ومسائل	۲۵۲
۳۷	جنایات کے احکام ومسائل	۲۵۶
۳۸	زیارتِ رسول ﷺ کے احکام ومسائل	۲۶۱
۳۹	قربانی کے احکام ومسائل	۲۶۸
۴۰	عقیقہ کے احکام ومسائل	۲۷۷
۴۱	مسنون دعائیں	۲۸۳
۴۲	رسول اللہ ﷺ کی سنتیں	۳۰۱
۴۳	سیرتِ رسول اللہ ﷺ	۳۰۹
۴۴	مصادر ومراجع	۳۳۳

* * *

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
❁	علماءِ اکابرین ومشاہیرین ہند کی تائیدات وتقریظات اور دعائیہ کلمات	❁
۱	حضرت اقدس مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی زید مجدہٗ	۴۰
۲	حضرت اقدس مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیر آبادی زید مجدہٗ	۴۱
۳	حضرت اقدس مولانا سید رابع حسنی صاحب ندوی زید مجدہٗ	۴۲
۴	حضرت اقدس مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب رحمانی زید مجدہ	۴۳
۵	حضرت اقدس مولانا مفتی محمد اسلام صاحب قاسمی زید مجدہ	۴۵
۶	حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری زید مجدہٗ	۴۶
۷	حضرت اقدس مولانا سعید الرحمٰن اعظمی صاحب ندوی زید مجدہٗ	۴۷
۸	حضرت اقدس مولانا مفتی محمد طاہر صاحب مظاہری زید مجدہٗ	۴۸
۹	حضرت اقدس مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری زید مجدہ	۵۰
۱۰	حضرت اقدس مولانا مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری صاحب زید مجدہٗ	۵۰
۱۱	حضرت اقدس مولانا مفتی عبید اللہ اسعدی صاحب زید مجدہٗ	۵۱
۱۲	حضرت اقدس مولانا زبیر الحسن کاندھلوی صاحب زید مجدہٗ	۵۲
۱۳	حضرت اقدس مولانا مفتی عبد اللہ پھولپوری صاحب زید مجدہٗ	۵۲
۱۴	حضرت اقدس مولانا اسرار الحق صاحب قاسمی صاحب زید مجدہٗ	۵۳

۱۵	حضرت اقدس مولانا منیر احمد صاحب جونپوری زیدمجدہٗ	۵۵
۱۶	حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حارث صاحب پالن پوری زیدمجدہٗ	۵۶
۱۷	حضرت اقدس مولانا مفتی محی الدین صاحب قاسمی زیدمجدہٗ	۵۷
۱۸	عرضِ مرتب	۵۹

علم اور اہلِ علم کی فضیلت واہمیت

۱۹	فضائلِ علم وعلماء	۶۵
۲۰	علم کا حکم	۶۶

طالبین علم کے آداب

۲۱	اخلاصِ نیت	۶۸
۲۲	بری باتوں سے بچنا	۶۸
۲۳	اساتذہ کا ادب	۶۸
۲۴	اساتذہ کی خدمت	۶۸
۲۵	دین کی کتابوں کا احترام	۶۹
۲۶	رفیقوں کے ساتھ ہمدردی	۶۹
۲۷	علم حاصل کرنے میں محنت کرنا	۶۹
۲۸	علم کی حرص اور اس کے لئے سفر کرنا	۷۰
۲۹	علم میں ثابت قدمی	۷۰
۳۰	اصلاحی تعلق قائم کرنا	۷۰

اسلام کے بنیادی عقائد

۳۱	عقیدہ کسے کہتے ہیں؟	۷۳
۳۲	ایمان واسلام	۷۳
۳۳	توحید	۷۴
۳۴	شرک	۷۴
۳۵	بدعت	۷۵
۳۶	رسالت	۷۵
۳۷	معراج	۷۵
۳۸	حضرت مہدی	۷۶
۳۹	صحابہ	۷۷
۴۰	فرشتے	۷۷
۴۱	کتابیں	۷۸
۴۲	تقدیر	۷۸
۴۳	نزولِ حضرت عیسیٰؑ	۷۹
۴۴	برزخ	۸۰
۴۵	قیامت	۸۰
۴۶	حوضِ کوثر	۸۱
۴۷	پل صراط	۸۱
۴۸	شفاعت	۸۲

۴۹	جنت	۸۲
۵۰	جہنم	۸۳
۵۱	اعراف	۸۳

اصطلاحاتِ فقہ

۵۲	فرض	۸۷
۵۳	تعریف	۸۷
۵۴	حکم	۸۷
۵۵	اقسامِ فرض	۸۷
۵۶	فرضِ عین	۸۷
۵۷	فرضِ کفایہ	۸۷
۵۸	واجب	۸۸
۵۹	تعریف	۸۸
۶۰	حکم	۸۸
۶۱	مقدماتِ فرض وواجب	۸۸
۶۲	سنت	۸۸
۶۳	تعریف	۸۸
۶۴	حکم	۸۹
۶۵	اقسامِ سنت	۸۹
۶۶	سنتِ ھدیٰ	۸۹

۶۷	سنتِ زائدہ	۸۹
۶۸	اقسامِ سنتِ مؤکدہ	۹۰
۶۹	سنتِ مؤکدہ علیٰ العین	۹۰
۷۰	سنتِ مؤکدہ علیٰ الکفایہ	۹۰
۷۱	مستحب	۹۰
۷۲	تعریف	۹۰
۷۳	حکم	۹۰
۷۴	مباح	۹۱
۷۵	تعریف	۹۱
۷۶	حکم	۹۱
۷۷	مکروہِ تنزیہی	۹۱
۷۸	تعریف	۹۱
۷۹	حکم	۹۱
۸۰	مکروہِ تحریمی	۹۱
۸۱	تعریف	۹۱
۸۲	حکم	۹۱
۸۳	حرام	۹۲
۸۴	تعریف	۹۲
۸۵	حکم	۹۲

طہارت کے احکام و مسائل

۸۶	طہارت کے معنی	۹۵
۸۷	طہارت کی قسمیں	۹۵
۸۸	استنجاء کے متعلق چند آداب	۹۵
۸۹	استنجاء کے متعلق چند مکروہات	۹۶

وضوء کے احکام و مسائل

۹۰	وضوء	۹۷
۹۱	وضوء کے فرائض	۹۷
۹۲	وضوء کے سنن و مستحبات	۹۷
۹۳	وضوء کے مکروہات	۹۹
۹۴	نواقضِ وضو	۹۹
۹۵	وضوء کا مکمل مندوب طریقہ	۱۰۰

غسل کے احکام و مسائل

۹۶	غسل	۱۰۳
۹۷	غسل کے فرض ہونے کے اسباب	۱۰۳
۹۸	غسل کے فرائض	۱۰۳
۹۹	غسل کی سنتیں	۱۰۴
۱۰۰	مستحباتِ غسل	۱۰۴

۱۰۱	مکروہاتِ غسل	۱۰۵
۱۰۲	مکمل مندوب طریقۂ غسل	۱۰۵

تیمّم کے احکام ومسائل

۱۰۳	تیمّم	۱۰۷
۱۰۴	تیمّم کے معنی	۱۰۷
۱۰۵	تیمّم صحیح ہونے کی شرطیں	۱۰۷
۱۰۶	تیمّم کرنا کب جائز ہے؟	۱۰۸
۱۰۷	کن چیزوں پر تیمّم جائز ہے اور کن چیزوں پر نہیں؟	۱۰۹
۱۰۸	نواقضِ تیمّم	۱۰۹
۱۰۹	تیمّم کا مکمل مندوب طریقہ	۱۱۰

نماز کے احکام ومسائل

۱۱۰	نماز	۱۱۱
۱۱۱	نماز کی اہمیت اور اس کی تاثیر	۱۱۱
۱۱۲	شرائطِ نماز	۱۱۲
۱۱۳	ارکانِ نماز	۱۱۲
۱۱۴	واجباتِ نماز	۱۱۳
۱۱۵	سُننِ نماز	۱۱۴
۱۱۶	قیام کی گیارہ سنتیں	۱۱۵

۱۱۷	قرأت کی سات سنتیں	۱۱۵
۱۱۸	رکوع کی آٹھ سنتیں	۱۱۶
۱۱۹	سجدہ کی بارہ سنتیں	۱۱۶
۱۲۰	قعدہ کی تیرہ سنتیں	۱۱۷
۱۲۱	نماز کے مستحبات	۱۱۸
۱۲۲	عورتوں کی نماز کا فرق	۱۱۹
۱۲۳	مکروہاتِ نماز	۱۲۰
۱۲۴	مکروہاتِ تحریمہ	۱۲۰
۱۲۵	مکروہاتِ تنزیہہ	۱۲۱
۱۲۶	مفسداتِ نماز	۱۲۲
❁	**نماز کا مکمل مندوب طریقہ**	❁
۱۲۷	نماز شروع کرنے سے پہلے	۱۲۴
۱۲۸	نماز شروع کرتے وقت	۱۲۵
۱۲۹	قیام میں	۱۲۵
۱۳۰	رکوع میں	۱۲۶
۱۳۱	قومہ	۱۲۷
۱۳۲	سجدے میں جاتے وقت	۱۲۷
۱۳۳	سجدے میں	۱۲۷

۱۳۴	جلسہ	۱۲۸
۱۳۵	دوسرے سجدے سے اٹھنا	۱۲۹
۱۳۶	سلام	۱۲۹
۱۳۷	دعا	۱۳۰
۱۳۸	بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۳۰
۱۳۹	سواری پر نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۳۱
۱۴۰	نماز کے بعد مسنون اذکار کا حکم	۱۳۱
❁	**نماز کے اوقات کے احکام ومسائل**	❁
۱۴۱	اوقاتِ نماز	۱۳۳
۱۴۲	نماز کے مستحب اوقات	۱۳۳
۱۴۳	فجر	۱۳۳
۱۴۴	ظہر	۱۳۴
۱۴۵	عصر	۱۳۴
۱۴۶	مغرب	۱۳۴
۱۴۷	عشاء	۱۳۴
۱۴۸	وتر	۱۳۵
❁	**اذان واقامت کے احکام ومسائل**	❁
۱۴۹	اذان	۱۳۶

۱۵۰	اذان کا حکم	۱۳۶
۱۵۱	اذان کا وقت	۱۳۶
۱۵۲	اذان کے مستحبات	۱۳۶
۱۵۳	اقامت	۱۳۷
۱۵۴	اقامت کا مستحب طریقہ	۱۳۷
۱۵۵	اذان واقامت کے درمیان فصل	۱۳۸
	جماعت کے احکام ومسائل	
۱۵۶	جماعت	۱۳۹
۱۵۷	جماعت کے فضائل	۱۳۹
۱۵۸	جماعت ترک کرنے پر وعید	۱۳۹
۱۵۹	عورت اور جماعت	۱۳۹
۱۶۰	وہ باتیں جن کی وجہ سے جماعت میں حاضر ہونا ضروری نہیں	۱۴۰
۱۶۱	وہ باتیں جن کی وجہ سے جماعت کی تاکید جاتی رہتی ہے	۱۴۰
۱۶۲	جماعت کن نمازوں میں ضروری ہے؟	۱۴۰
۱۶۳	جماعت میں کم سے کم تعداد کتنی ہونی چاہئے؟	۱۴۰
۱۶۴	صفوں کی ترتیب	۱۴۱
۱۶۵	نفل نماز کی جماعت	۱۴۱
	امامت کے احکام ومسائل	
۱۶۶	امامت	۱۴۲

۱۶۷	امام کی ذمہ داری	۱۴۲
۱۶۸	امامت کے شرائط	۱۴۲
۱۶۹	امامت کا حقدار	۱۴۳
❁	مدرک، مسبوق اور لاحق کے احکام اور مسائل	❁
۱۷۰	مدرک	۱۴۴
۱۷۱	مسبوق	۱۴۴
۱۷۲	لاحق	۱۴۴
۱۷۳	مسبوق اپنی بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟	۱۴۴
۱۷۴	لاحق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کس طرح پوری کرے؟	۱۴۵
❁	سنت و نفل نمازوں کے احکام و مسائل	❁
۱۷۵	سنت و نفل نمازیں	۱۴۶
۱۷۶	سنتِ مؤکدہ نمازیں	۱۴۶
۱۷۷	سنتِ غیر مؤکدہ نمازیں	۱۴۷
۱۷۸	سنتوں کی نیت	۱۴۸
۱۷۹	فرضوں اور سنتوں کے درمیان وقفہ	۱۴۸
❁	نفل و مستحب نمازیں	❁
۱۸۰	تحیۃ الوضوء	۱۴۹
۱۸۱	تحیۃ الوضوء کا وقت	۱۴۹

۱۸۲	تحیۃ المسجد	۱۴۹
۱۸۳	نمازِ تہجد	۱۵۰
۱۸۴	نمازِ تہجد کا وقت	۱۵۰
۱۸۵	نمازِ تہجد کی رکعات	۱۵۰
۱۸۶	نمازِ اشراق	۱۵۰
۱۸۷	نمازِ اشراق کا وقت	۱۵۱
۱۸۸	نمازِ چاشت	۱۵۱
۱۸۹	نمازِ چاشت کی رکعات	۱۵۱
۱۹۰	نمازِ چاشت کا وقت	۱۵۱
۱۹۱	نمازِ اوابین	۱۵۱
۱۹۲	نمازِ کسوف (یعنی سورج گرہن کی نماز)	۱۵۲
۱۹۳	نمازِ کسوف کا وقت	۱۵۲
۱۹۴	نمازِ کسوف کی کیفیت	۱۵۲
۱۹۵	عورت اور نمازِ کسوف	۱۵۳
۱۹۶	نمازِ خسوف (یعنی چاند گرہن کی نماز)	۱۵۳
۱۹۷	سخت آندھی، گھبراہٹ اور زلزلہ کے وقت نماز	۱۵۳
۱۹۸	نمازِ استسقاء	۱۵۳
۱۹۹	نمازِ استخارہ	۱۵۴

۲۰۰	نمازِ حاجت	۱۵۵
۲۰۱	نمازِ توبہ	۱۵۶
۲۰۲	نمازِ سفر	۱۵۶
۲۰۳	نمازِ منزل	۱۵۶
۲۰۴	سفر سے واپسی پر نماز	۱۵۶
۲۰۵	صلاۃ التسبیح	۱۵۷
۲۰۶	صلاۃ التسبیح کا وقت	۱۵۷
۲۰۷	صلاۃ التسبیح کا طریقہ	۱۵۷
۲۰۸	تسبیح کی گنتی	۱۵۸
۲۰۹	کسی رکن کی تسبیح بھول جانا	۱۵۸
۲۱۰	سجدۂ سہو میں تسبیح	۱۵۹
۲۱۱	نمازِ شکر	۱۵۹

نمازِ وتر کے احکام و مسائل

۲۱۲	وتر کی نماز	۱۶۰
۲۱۳	وتر کی نماز کا وقت	۱۶۰
۲۱۴	وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۶۰
۲۱۵	رمضان میں وتر کی جماعت	۱۶۰
۲۱۶	دعائے قنوت	۱۶۱

نمازِ تراویح کے احکام و مسائل

۲۱۷	تراویح کیا ہے؟	۱۶۲
۲۱۸	تراویح کی شرعی حیثیت	۱۶۲
۲۱۹	تراویح کی رکعات	۱۶۲
۲۲۰	تراویح کا وقت	۱۶۲
۲۲۱	تراویح کی جماعت	۱۶۳
۲۲۲	تنہا عورتوں کی جماعت	۱۶۳
۲۲۳	تراویح کی نیت	۱۶۳
۲۲۴	تراویح میں ختمِ قرآن	۱۶۳
۲۲۵	تراویح کی کیفیت	۱۶۳
۲۲۶	تراویح کی قضاء	۱۶۴

نمازِ جمعہ کے احکام و مسائل

۲۲۷	جمعہ کی فرضیت کے شرائط	۱۶۵
۲۲۸	جمعہ کے صحیح ہونے کے شرائط	۱۶۶
۲۲۹	جمعہ کی سنت نمازیں	۱۶۶
۲۳۰	جمعہ کی اذانِ ثانی	۱۶۶
۲۳۱	خطبہ سے متعلق چند مسائل	۱۶۷
۲۳۲	خطبہ صرف عربی میں	۱۶۷

نمازِ عیدین کے احکام ومسائل

۲۳۳	عیدین	۱۶۸
۲۳۴	عیدین کی نماز صحیح رواجب ہونے کی شرطیں	۱۶۸
۲۳۵	نمازِ عیدین کا وقت	۱۶۸
۲۳۶	عورتیں اور نمازِ عیدین	۱۶۸
۲۳۷	نمازِ عیدین کی نیت	۱۶۹
۲۳۸	ترکیب نمازِ عیدین	۱۶۹
۲۳۹	عیدین کا خطبہ	۱۷۰
۲۴۰	عیدین میں مبارکباد	۱۷۰
۲۴۱	عیدین میں مصافحہ ومعانقہ	۱۷۰
۲۴۲	نمازِ عیدین کے بعد دعا	۱۷۰

نمازِ مسافر کے احکام ومسائل

۲۴۳	سفرِ شرعی	۱۷۱
۲۴۴	مسافتِ سفر	۱۷۱
۲۴۵	مسافتِ سفر کا اعتبار کہاں سے؟	۱۷۱
۲۴۶	مسافر کب تک قصر کرے؟	۱۷۲
۲۴۷	مسافر کا قصر نہ کرنا	۱۷۳
۲۴۸	مسافر کا مقیم کی اقتداء کرنا	۱۷۳

۲۴۹	مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا	۱۷۳

سجدۂ سہو کے احکام و مسائل

۲۵۰	سجدۂ سہو کیا ہے؟	۱۷۴
۲۵۱	سجدۂ سہو کیوں ہے؟	۱۷۴
۲۵۲	سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے؟	۱۷۴
۲۵۳	سجدۂ سہو سے تلافی کا حکم	۱۷۵
۲۵۴	سجدۂ سہو کا طریقہ	۱۷۵
۲۲۵	سجدۂ سہو سے پہلے ایک سلام پھیرنا	۱۷۵
۲۵۶	سجدۂ سہو کب تک کر سکتا ہے؟	۱۷۵
۲۵۷	وتر کی رکعتوں میں شک	۱۷۶
۲۵۸	نمازِ عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو	۱۷۶
۲۵۹	سجدۂ سہو سے متعلق اختلاف	۱۷۶

سجدۂ تلاوت کے احکام و مسائل

۲۶۰	سجدۂ تلاوت	۱۷۸
۲۶۱	سجدۂ تلاوت کے شرائط	۱۷۸
۲۶۲	کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے؟	۱۷۸
۲۶۳	سجدۂ تلاوت کب کرے؟	۱۷۹
۲۶۴	سجدۂ تلاوت کا طریقہ	۱۷۹

۲۶۵	مکروہ اوقات میں سجدۂ تلاوت کا حکم	۱۸۰
۲۶۶	سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں	۱۸۰

نمازِ مریض کے احکام ومسائل

۲۶۷	مریض کی نماز	۱۸۱
۲۶۸	مریض کا صحت مند ہونا	۱۸۲

قضاءِ عمری کے احکام ومسائل

۲۶۹	قضاءِ عمری سے متعلق احادیثِ نبوی ﷺ	۱۸۳
۲۷۰	قضاءِ عمری سے متعلق علماء کا موقف	۱۸۳
۲۷۱	قضاءِ عمری کا صحیح طریقہ	۱۸۴
۲۷۲	قضاءِ عمری کی نیت	۱۸۴
۲۷۳	قضاء نمازوں کا فدیہ	۱۸۴
۲۷۴	قضاءِ عمری کی اہمیت	۱۸۵
۲۷۵	قضاءِ عمری میں سہولت کی ایک صورت	۱۸۵

نمازِ جنازہ کے احکام ومسائل

۲۷۶	نمازِ جنازہ	۱۸۶
۲۷۷	نمازِ جنازہ کا حکم	۱۸۶
۲۷۸	نمازِ جنازہ صحیح ہونے کی شرطیں	۱۸۶
۲۷۹	نمازِ جنازہ کا وقت	۱۸۷

۲۸۰	نمازِ جنازہ میں امامت	۱۸۸
۲۸۱	نمازِ جنازہ کا مکمل مندوب طریقہ	۱۸۸
۲۸۲	مفسداتِ نمازِ جنازہ	۱۹۰

روزہ کے احکام ومسائل

۲۸۳	روزہ کیا ہے؟	۱۹۳
۲۸۴	روزہ کی قسمیں	۱۹۳
۲۸۵	فرضِ معین روزے	۱۹۳
۲۸۶	فرضِ غیر معین روزے	۱۹۳
۲۸۷	واجب معین روزے	۱۹۴
۲۸۸	واجب غیر معین روزے	۱۹۴
۲۸۹	مسنون روزے	۱۹۴
۲۹۰	مستحب روزے	۱۹۴
۲۹۱	مکروہِ تنزیہی روزے	۱۹۵
۲۹۲	مکروہِ تحریمی یا حرام روزے	۱۹۵
۲۹۳	روزہ کس پر فرض ہے؟	۱۹۵
۲۹۴	چاند کی تلاش	۱۹۵
۲۹۵	مطلع صاف نہ ہونے پر چاند کا حکم	۱۹۶
۲۹۶	مطلع صاف ہونے پر چاند کا حکم	۱۹۶

۲۹۷	اس شخص کا حکم جس نے چاند دیکھا ہو	۱۹۷
۲۹۸	روزہ کی نیت کا بیان	۱۹۷
۲۹۹	روزہ کے مباحات	۱۹۸
۳۰۰	روزہ کے سنن ومستحبات	۱۹۸
۳۰۱	روزہ کے مکروہات	۱۹۹
۳۰۲	وہ باتیں، جن سے روزہ کی صرف قضا واجب ہوتی ہے	۲۰۰
۳۰۳	وہ باتیں جن سے روزے کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے	۲۰۱
۳۰۴	روزہ کا کفارہ	۲۰۱
✻	**اعتکاف کے احکام ومسائل**	✻
۳۰۵	اعتکاف کیا ہے؟	۲۰۲
۳۰۶	اعتکاف کیوں ہے؟	۲۰۲
۳۰۷	اعتکاف کے لئے بہترین جگہ	۲۰۲
۳۰۸	اعتکاف کی قسمیں	۲۰۳
۳۰۹	واجب اعتکاف	۲۰۳
۳۱۰	سنتِ مؤکدہ اعتکاف	۲۰۳
۳۱۱	مستحب اعتکاف	۲۰۴
۳۱۲	اعتکاف درست ہونے کی شرطیں	۲۰۴
۳۱۳	مستحبات وآداب اعتکاف	۲۰۴

۳۱۴	مباحاتِ اعتکاف	۴۰۵
۳۱۵	وہ اعذار جن کی بناء پر معتکف مسجد سے باہر نکل سکتا ہے	۴۰۵
۳۱۶	طبعی ضروریات	۴۰۵
۳۱۷	شرعی ضروریات	۴۰۵
۳۱۸	اضطراری حالت	۴۰۶
۳۱۹	مکروہاتِ اعتکاف	۴۰۶
۳۲۰	مفسداتِ اعتکاف	۴۰۶
۳۲۱	اعتکاف کی قضاء	۴۰۷
۳۲۲	اعتکاف کا فدیہ	۴۰۷
❁	زکوۃ کے احکام ومسائل	❁
۳۲۳	زکوۃ کیا ہے؟	۴۱۱
۳۲۴	زکوۃ کس پر فرض ہوتی ہے؟	۴۱۱
۳۲۵	زکوۃ کب فرض ہوتی ہے؟	۴۱۲
۳۲۶	زکوۃ کس مال میں فرض ہے؟	۴۱۲
۳۲۷	کس مال پر زکوۃ فرض نہیں ہے؟	۴۱۳
۳۲۸	زکوۃ میں کتنا مال دینا فرض ہے؟	۴۱۳
۳۲۹	زکوۃ کی ادائیگی کی شرطیں	۴۱۴
۳۳۰	زکوۃ کے مصارف	۴۱۴

۳۳۱	زکوٰۃ کی ادائیگی کے مراتب	۲۱۵
۳۳۲	وہ لوگ جنہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں	۲۱۶

صدقۂ فطر کے احکام و مسائل

۳۳۳	صدقۂ فطر کیا ہے؟	۲۱۷
۳۳۴	صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟	۲۱۷
۳۳۵	صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے؟	۲۱۷
۳۳۶	صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت	۲۱۸
۳۳۷	صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت	۲۱۸
۳۳۸	صدقۂ فطر کی شرعی مقدار	۲۱۹
۳۳۹	صدقۂ فطر کے مصارف	۲۱۹

حرمین شریفین کے بعض متبرک مقامات اور مشہور اعمال کے اصطلاحی نام

۳۴۰	احرام	۲۲۳
۳۴۱	آفاقی	۲۲۳
۳۴۲	اضطباع	۲۲۳
۳۴۳	استلام	۲۲۳
۳۴۴	باب السلام	۲۲۴
۳۴۵	باب العمرہ	۲۲۴

۳۴۶	جمرات	۲۲۴
۳۴۷	جحفہ	۲۲۴
۳۴۸	جبل قرن	۲۲۴
۳۴۹	جبل یلملم	۲۲۴
۳۵۰	حجر اسود	۲۲۵
۳۵۱	حطیم	۲۲۵
۳۵۲	حرم	۲۲۵
۳۵۳	حِل	۲۲۵
۳۵۴	حلق	۲۲۵
۳۵۵	حلال	۲۲۵
۳۵۶	دم	۲۲۶
۳۵۷	ذاتِ عرق	۲۲۶
۳۵۸	ذوالحلیفہ	۲۲۶
۳۵۹	رمل	۲۲۶
۳۶۰	رمی	۲۲۶
۳۶۱	روضۂ اطہر	۲۲۶
۳۶۲	ریاض الجنۃ	۲۲۶
۳۶۳	سعی	۲۲۶
۳۶۴	صفا	۲۲۷

۳۶۵	طواف	۲۲۷
۳۶۶	طوافِ زیارت	۲۲۷
۳۶۷	طوافِ صدر	۲۲۷
۳۶۸	طوافِ عمرہ	۲۲۷
۳۶۹	طوافِ قدوم	۲۲۷
۳۷۰	قرن	۲۲۸
۳۷۱	قصر	۲۲۸
۳۷۲	میقات	۲۲۸
۳۷۳	مقام ابراہیم	۲۲۸
۳۷۴	ملتزم	۲۲۸
۳۷۵	مروہ	۲۲۸
۳۷۶	مزدلفہ	۲۲۸
۳۷۷	منیٰ	۲۲۹
۳۷۸	مسجد خیف	۲۲۹
۳۷۹	مسجد نمرہ	۲۲۹
۳۸۰	مسجد مشعر حرام	۲۲۹

حج کے احکام ومسائل

۳۸۱	حج کیا ہے؟	۲۳۰

۳۸۲	فرضیتِ حج	۲۳۰
۳۸۳	حج کے فضائل	۲۳۰
۳۸۴	حج میں تاخیر اور کوتاہی پر وعید	۲۳۱
۳۸۵	حج کس پر اور کب واجب ہوتا ہے؟	۲۳۱
۳۸۶	عورت اور حج	۲۳۱
۳۸۷	میقات کا بیان	۲۳۲
۳۸۸	حج کے فرض ہونے کی شرطیں	۲۳۳
۳۸۹	حج کے ارکان	۲۳۴
۳۹۰	حج کے فرائض	۲۳۴
۳۹۱	حج کے واجبات	۲۳۵
۳۹۲	حج کی سنتیں	۲۳۶
۳۹۳	حج کے مستحبات	۲۳۷
۳۹۴	حج کی قسمیں	۲۳۸

حج کا مکمل مندوب طریقہ

۳۹۵	احرام کہاں سے باندھیں؟	۲۳۹
۳۹۶	احرام باندھنے کا مسنون طریقہ	۲۳۹
۳۹۷	بیت اللہ میں حاضری	۲۴۱
۳۹۸	صفا ومروہ کی سعی	۲۴۴
۳۹۹	سر کے بال منڈوانا/کتروانا	۲۴۵

۴۰۰	عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام	۲۴۵
۴۰۱	منیٰ کے لئے روانگی	۲۴۶
۴۰۲	عرفات کے میدان میں	۲۴۶
۴۰۳	مزدلفہ کو روانگی	۲۴۷
۴۰۴	مزدلفہ سے واپسی	۲۴۸
۴۰۵	دوبارہ منیٰ میں	۲۴۹
۴۰۶	طوافِ زیارت	۲۴۹
۴۰۷	رمی جمار	۲۵۰
۴۰۸	مکہ معظّمہ واپسی اور طوافِ وداع	۲۵۰
❁	**عمرہ کے احکام ومسائل**	❁
۴۰۹	عمرہ کیا ہے؟	۲۵۲
۴۱۰	عمرہ کا حکم	۲۵۲
۴۱۱	عمرہ کے فضائل	۲۵۲
۴۱۲	عمرہ اور حج میں فرق	۲۵۳
۴۱۳	عمرہ کے فرائض	۲۵۴
۴۱۴	عمرہ کے واجبات	۲۵۴
۴۱۵	افعالِ عمرہ میں ترتیب	۲۵۴
۴۱۶	عمرہ کا مکمل مندوب طریقہ	۲۵۵

جنایات کے احکام و مسائل

۴۱۷	جرائم اور ان کی سزائیں	۲۵۶
۴۱۸	حرمِ مقدس میں جرم کا ارتکاب کرنا	۲۵۶
۴۱۹	احرام کی حالت میں ارتکابِ جرم کی ۶؍ قسمیں	۲۵۶
۴۲۰	الھدی	۲۵۹

زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۲۱	رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:	۲۶۱
۴۲۲	مدینۂ منورہ کا سفر	۲۶۱
۴۲۳	مدینۂ منورہ کی فضیلت و اہمیت	۲۶۲
۴۲۴	مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضری	۲۶۳
۴۲۵	روضۂ اطہر پر حاضری	۲۶۴
۴۲۶	حضرت ابوبکرؓ پر سلام	۲۶۵
۴۲۷	حضرت عمرؓ پر سلام	۲۶۶
۴۲۸	دربارِ رسالت میں مکرر حاضری	۲۶۶
۴۲۹	درود و سلام کے بعد دو رکعات	۲۶۷
۴۳۰	مسجدِ نبوی میں نمازوں کی فضیلت	۲۶۷
۴۳۱	مدینہ کے قابلِ زیارت مقامات	۲۶۷

قربانی کے احکام ومسائل

۴۳۲	عشرہ ذی الحجہ کے فضائل	۲۶۸
۴۳۳	عشرہ ذی الحجہ میں بال وناخن کا حکم	۲۶۹
۴۳۴	تکبیر تشریق	۲۶۹
۴۳۵	قربانی کیا ہے؟	۲۶۹
۴۳۶	قربانی کی فضیلت	۲۷۰
۴۳۷	قربانی نہ کرنے پر وعید	۲۷۰
۴۳۸	قربانی کس پر واجب ہے؟	۲۷۰
۴۳۹	قربانی کا وقت	۲۷۳
۴۴۰	قربانی کے جانور	۲۷۴
۴۴۱	قربانی کے چند مستحبات وآداب	۲۷۴
۴۴۲	قربانی کی کھال کا حکم	۲۷۵
۴۴۳	قربانی کے گوشت کا حکم	۲۷۵
۴۴۴	حلال جانور کی حرام اشیاء	۲۷۶
۴۴۵	قربانی کی قضاء	۲۷۶

عقیقہ کے احکام ومسائل

۴۴۶	عقیقہ کیا ہے؟	۲۷۷
۴۴۷	عقیقہ کا حکم	۲۷۷

۴۴۸	عقیقہ کون کرے؟	۲۷۷
۴۴۹	عقیقہ کا وقت	۲۷۸
۴۵۰	عقیقہ کا جانور	۲۷۸
۴۵۱	بچّہ اور بچّی کے عقیقہ میں فرق	۲۷۸
۴۵۲	عقیقہ کی دعا	۲۷۸
۴۵۳	عقیقہ کے جانور کی کھال اور گوشت کا حکم	۲۷۹

مسنون دعائیں

۴۵۴	سوتے وقت کی دعا	۲۸۳
۴۵۵	سوکر اٹھنے کی دعا	۲۸۳
۴۵۶	لباس پہننے کی دعا	۲۸۳
۴۵۷	نیا لباس / جوتا وغیرہ پہننے کی دعا	۲۸۳
۴۵۸	کسی کو نیا لباس پہنا ہوا دیکھنے کی دعا	۲۸۴
۴۵۹	لباس اتارنے کی دعا	۲۸۴
۴۶۰	آئینہ دیکھنے کی دعا	۲۸۴
۴۶۱	بیت الخلاء میں جاتے وقت کی دعا	۲۸۴
۴۶۲	بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کی دعا	۲۸۵
۴۶۳	وضوء شروع کرنے کی دعا	۲۸۵
۴۶۴	وضوء کے درمیان کی دعا	۲۸۵

۴۶۵	وضوء کے بعد کی دعا	۲۸۵
۴۶۶	صبح کے وقت کی دعا	۲۸۶
۴۶۷	شام کے وقت کی دعا	۲۸۶
۴۶۸	اذان کے بعد کی دعا	۲۸۶
۴۶۹	گھر سے نکلنے کی دعا	۲۸۷
۴۷۰	گھر میں داخل ہونے کی دعا	۲۸۷
۴۷۱	مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۲۸۷
۴۷۲	مسجد سے نکلنے کی دعا	۲۸۸
۴۷۳	نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کی دعا	۲۸۸
۴۷۴	نماز کے بعد پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر پڑھنے کی دعا	۲۸۸
۴۷۵	روزہ افطار کی دعا	۲۸۹
۴۷۶	روزہ افطار کے بعد کی دعا	۲۸۹
۴۷۷	کسی کے یہاں افطار کے موقع کی دعا	۲۸۹
۴۷۸	کھانا کھانے کی دعا	۲۸۹
۴۷۹	کھانا کھانے کے بعد کی دعا	۲۹۰
۴۸۰	دسترخوان اٹھانے کی دعا	۲۹۰
۴۸۱	پانی پینے کے بعد کی دعا	۲۹۰
۴۸۲	دودھ پینے کے بعد کی دعا	۲۹۰
۴۸۳	کچھ کھلانے / پلانے والے کو دی جانے والی دعا	۲۹۱

۴۸۴	چاند دیکھنے کی دعا	۲۹۱
۴۸۵	نیا چاند دیکھنے کی دعا	۲۹۱
۴۸۶	شب برأت میں پڑھی جانے والی دعا	۲۹۱
۴۸۷	شب قدر میں پڑھی جانے والی دعا	۲۹۲
۴۸۸	جب کسی کو ہنستا دیکھے تو یوں کہے	۲۹۲
۴۸۹	جب کسی کو کسی پریشانی میں مبتلا دیکھے تو یوں کہے	۲۹۲
۴۹۰	بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کے وقت کی دعا	۲۹۲
۴۹۱	تیز ہوا/آندھی چلنے کے وقت کی دعا	۲۹۳
۴۹۲	بارش کے وقت کی دعا	۲۹۳
۴۹۳	جب آگ لگی دیکھے تو بار بار یہ پڑھے	۲۹۳
۴۹۴	کسی کو وداع کرنے کی دعا	۲۹۳
۴۹۵	سفر شروع کرنے کی دعا	۲۹۴
۴۹۶	سواری پر سوار ہونے کی دعا	۲۹۴
۴۹۷	جب کسی منزل پر اترے تو یہ دعا پڑھے	۲۹۵
۴۹۸	جس بستی میں جانا ہے جب وہ نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے	۲۹۵
۴۹۹	جب اس بستی میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے	۲۹۵
۵۰۰	سفر سے واپسی کی دعا	۲۹۶
۵۰۱	عیادت کی دعا	۲۹۶
۵۰۲	تعزیت کی دعا	۲۹۶

۵۰۳	استخارہ کی دعا	۲۹۶

رسول اللہ ﷺ کی سنتیں

۵۰۴	کھانا کھانے کی سنتیں	۳۰۱
۵۰۵	پانی پینے کی سنتیں	۳۰۱
۵۰۶	سونے کی سنتیں	۳۰۲
۵۰۷	سوکر اٹھنے کی دعا	۳۰۲
۵۰۸	مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں	۳۰۳
۵۰۹	مسجد سے نکلنے کی سنتیں	۳۰۳
۵۱۰	لباس کی سنتیں	۳۰۳
۵۱۱	جمعہ کی سنتیں	۳۰۴
۵۱۲	سفر کی سنتیں	۳۰۴
۵۱۳	سلام کی سنتیں	۳۰۴

سیرتِ رسول اللہ ﷺ

۵۱۴	نورِ محمد ﷺ	۳۰۹
۵۱۵	رسول اللہ ﷺ کا انتخاب	۳۰۹
۵۱۶	آپ ﷺ کے فضائل	۳۰۹
۵۱۷	رسول اللہ ﷺ کا مبارک نسب	۳۰۹
۵۱۸	رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام ونسب	۳۱۱

۵۱۹	رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا واقعہ	۳۱۱
۵۲۰	ولادت کا دن اور تاریخ	۳۱۲
۵۲۱	رسول اللہ ﷺ کے والد	۳۱۲
۵۲۲	ایامِ رضاعت	۳۱۲
۵۲۳	والدہ ماجدہ کی وفات	۳۱۳
۵۲۴	دادا کی وفات	۳۱۳
۵۲۵	چچا ابو طالب کے ساتھ	۳۱۳
۵۲۶	تجارت کے لئے شام کا دوسرا سفر	۳۱۴
۵۲۷	حضرت خدیجہؓ سے نکاح	۳۱۵
۵۲۸	وحی کا آغاز	۳۱۵
۵۲۹	ورقہ بن نوفل	۳۱۶
۵۳۰	وحی میں توقف	۳۱۶
۵۳۱	تبلیغِ اسلام (خفیہ)	۳۱۷
۵۳۲	تبلیغِ اسلام (اعلانیہ)	۳۱۷
۵۳۳	حبشہ کی ہجرت	۳۱۷
۵۳۴	حبشہ کی دوسری ہجرت	۳۱۸
۵۳۵	قوم کی طرف سے بائکاٹ	۳۱۸
۵۳۶	ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات	۳۱۹
۵۳۷	جنات کی حاضری اور اسلام	۳۱۹

۵۳۸	طائف کا سفر	۳۱۹
۵۳۹	معراج	۳۲۰
۵۴۰	انصار کا قبولِ اسلام	۳۲۰
۵۴۱	بیعتِ عقبہ ثانیہ	۳۲۱
۵۴۲	مدینہ کی طرف ہجرت کی ابتداء	۳۲۲
۵۴۳	رسول اللہ ﷺ کا سفرِ ہجرت	۳۲۲
۵۴۴	رسول اللہ ﷺ کا استقبال مدینہ میں	۳۲۳
۵۴۵	غزوات	۳۲۷
۵۴۶	رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور امہات المؤمنین کا ذکر	۳۲۸
۵۴۷	رسول اللہ ﷺ کی اولاد	۳۳۱
۵۴۸	رسول اللہ ﷺ کے خلفاءِ راشدین	۳۳۲
❁	مصادر و مراجع	❁

❁ ❁ ❁

علماءِ اکابرین ومشاہرین ہند کی تائیدات وتقریظات اور دعائیہ کلمات

حضرت اقدس مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی زید مجدہٗ

استاذِ تفسیر، فقہ وادب، ونائب مہتمم دارالعلوم، دیوبند

علمائے کرام وداعیانِ اسلام تحریری وتقریری طور پر ملتِ اسلامیہ کی برابر علمی ودینی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور زندگی میں پیش آنے والے مسائل واحکامِ اسلام جو دنیا وآخرت میں نجات وکامیابی کا باعث ہیں، ان کو پیش کرتے رہتے ہیں، **اسی سلسلہ کی ایک سنہری کڑی کتاب "تعلیمِ اسلام" ہے جس کو عزیز مکرم جناب مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے، بندے نے جستہ جستہ اس پر نظر ڈالی، کتاب پسند آئی، اپنے موضوع پر یہ موصوف کی عمدہ کاوش** ہے، خاص کر مبتدی لوگوں کے لئے عام فہم اردو زبان میں ہونے کے باعث نہایت مفید ثابت ہوگی (ان شاء اللہ) ترتیب بہت مناسب ہے کہ آغازِ کتاب میں علم اور اہلِ علم کی فضیلت، طالبینِ علم کے آداب، اسلام کے بنیادی عقائد نیز فقہ کی اصطلاحات اور طہارت کے احکام اور نماز کے مسائل سے لیکر نمازِ جنازہ، روزہ کے احکام وغیرہ اچھے انداز میں بیان کئے گئے ہیں، اور روضۂ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کے ضروری احکام کے ساتھ ساتھ مسنون دعائیں نیز سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختصر انداز میں شاملِ کتاب کردی گئی ہے۔

کتاب یوں بھی وقیع ہوگئی ہے کہ ہر مسئلہ بحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبولِ عام فرمائے اور مزید اس طرح کی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

خیر خواہ: عبدالخالق سنبھلی
خادم دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۳/۸/۲۱ھ

حضرت اقدس مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی زید مجدہٗ

(مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آله وصحبه اجمعین ، وبعد:

جب تک آدمی کے اندر اسلامی زندگی نہ آئے۔ اس میں اخلاق، شرافت اور انسانیت پیدا نہیں ہوتی، وہ انسان نما حیوان ہوتا ہے۔ اسلامی زندگی پیدا کرنے کے لئے، اسلامی عقائد، عبادات، اخلاق ومعاملات کا علم حاصل کرنا ضروری ہے، موجودہ دور میں اس کی ضرورت کا احساس شدید تر ہوگیا ہے کہ امتِ مسلمہ کے بھٹکے ہوئے راہی اپنی منزل سے بے خبر اور مقصدِ حیات سے یکسر ناآشنا ہوچکے ہیں، اس لئے ان کی فکری اور عملی اصلاح کرنی چاہئے، آج ہمارے گردوپیش میں ضلالت، الحاد، وبے دینی، بدعات اوراور بے عملی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں، قرآن وسنت سے ہمارا تعلق روز بروز ٹوٹتا چلا جارہا ہے، قلوب واذہان پر مادہ پرستی کا غلبہ ہے، محبتِ الٰہی اور محاسبۂ اخروی کا احساس ناپید ہے، اس پر طرّہ یہ کہ متاع کارواں کے یوں کھو جانے کے باوجود ہمارے اندر احساس زیاں نام کو بھی نہیں پایا جاتا۔ اپنی اس دینی واخلاقی تہی دستی پر کفِ افسوس ملنے کے بجائے الٹے خوش ہیں کہ ہم نے اپنی ترقی کا راز پالیا ہے، حالانکہ مسلمان کی ترقی کا راز نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال شریعت کی اتباع میں مضمر ہے۔

ان حالات میں اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد دلایا جائے اور ان کو شریعتِ مطہرہ کے علوم سے آشنا کیا جائے، اسی اہم مقصد کے

پیشِ نظر یہ کتاب لکھی گئی ہے، اس کتاب میں مؤلفِ کتاب مولانا ندیم احمد انصاری بجنوری نے نہایت سلیس زبان پر تعلیماتِ اسلام کو پیش فرمایا ہے، ساتھ ہی روضۂ نبوی کی زیارت اور سیرتِ رسول کو بھی اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس گراں قدر کاوش کو قبولیت سے نوازے، لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے، مؤلف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

حبیب الرحمٰن خیرآبادی عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

حضرت اقدس مولانا سید رابع حسنی صاحب ندوی زید مجدہٗ

(صدر مسلم پرسنل لا بورڈ، ہند وناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ من لانبي بعدہ۔

پیشِ نظر کتاب ”تعلیمِ اسلام“ مولوی ندیم احمد انصاری صاحب نے مرتب کی ہے، جس میں علم کی اہمیت وضرورت، اسلام کے بنیادی عقائد، طہارت ووضو کے مسائل واحکام، نماز، زکوۃ، حج وعمرہ، اور قربانی وعقیقہ کے احکام ومسائل معتبر کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے لکھے گئے ہیں، اور کتاب کے اخیر میں سرورِ کائنات خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرتِ پاک کو مستند حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، کتاب کی زبان سادہ اور آسان ہے، یہ کتاب مذکورہ احکام ومسائل سے کم واقف لوگوں کے لئے مفید ہوگی۔

اس سے پہلے مصنف کے دو رسالے ”نمازِ احمد“ اور ”صومِ محمود“ شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں، مصنف کی ان کوششوں پر میں قدر کا اظہار کرتا ہوں اور امید ہے کہ لوگ اس سے

فائدہ اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے (آمین)۔

محمد رابع حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۱۱/ربیع الآخر/۱۴۳۳ھ مطابق ۵/مارچ/۲۰۱۲ء

حضرت اقدس مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب رحمانی زید مجدہ

جنرل سکریٹری فقہ اکیڈمی، ہند وناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نظام حیات ہے، جو انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک پوری زندگی کے مسائل کا احاطہ کرتا ہے، یہ ہدایات آخرت میں تو ہیں ہی نجات و کامیابی کا باعث، دنیا میں بھی انسان کے لئے نافع اور خوش گوار زندگی کی ضامن ہیں، ان تعلیمات کا خلاصہ دو باتیں ہیں، ایک یہ کہ بندہ کا اپنے رب سے کیا تعلق ہے؟ دوسرے یہ کہ ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ کیا رویہ ہو؟ پہلی قسم کے احکام کو 'عبادات' کہتے ہیں، عبادت انسان کو روحانی سکون عطا کرتی ہے، برائیوں سے بچاتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں گھر کرتی ہے، انسان کے اندر ضبط نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور جو لوگ عبادت گذار ہوتے ہیں، ان کا رویہ عام زندگی میں بھی لوگوں کے ساتھ بہت بہتر ہوتا ہے۔

عبادات کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں اس کے مقاصد بھی متعین کردئے گئے ہیں اور ان کا طریقہ بھی واضح کردیا گیا ہے، عبادت کا تعلق چوں کہ ہر صاحب ایمان سے ہے، بالغ ہونے کے بعد ان کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ اپنے فریضہ کو ادا کریں، اور بچوں کے لئے اس لئے اہم ہے کہ ان کی تربیت ہو سکے، اسی پس منظر میں علماء

نے مختلف معیار کی کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں، خاص کر مبتدی لوگوں کے لئے اردو زبان میں بڑی مفید کاوشیں ہوئی ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی محب عزیز مولانا ندیم احمد انصاری بجنوری سلمہ اللہ تعالٰی کی پیش نظر تالیف "تعلیمِ اسلام" ہے، راقم الحروف نے اس کتاب کے اکثر مقامات پر نظر ڈالی، خوشی ہوئی کہ ایک اچھا کام ہوگیا ہے، مؤلف نے اس میں علم کی فضیلت، حصول علم کے آداب، فقہی اصطلاحات، وضو، غسل، تیمم، استنجاء، نماز، روزہ، صدقۂ فطر، اعتکاف، حج وعمرہ، عقیقہ، روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کے ضروری احکام ذکر کرنے کے علاوہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اختصار کے ساتھ اور ضروری مسنون دعاؤں کو شامل کرتے ہوئے دینیات کا ایک بہترین اور نافع مجموعہ مرتب کیا ہے؛ جو بچوں کے لئے بھی مفید ہے، نوجوانوں کے لیے بھی، ان لوگوں کے لئے بھی جو دعوت وتبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور عام مسلمانوں کے لئے بھی۔

استفادہ کے اعتبار سے دو باتیں اہم ہیں، ایک یہ کہ مؤلف نے تمام مسائل عربی کتب فقہ اور اردو کتب فتاویٰ کے حوالہ سے لکھے ہیں اور اہم کتابوں سے استفادہ کیا ہے، دوسرے یہ کہ زبان آسان اور عام فہم رکھی ہے اور ضروری مسائل کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، انشاء اللہ یہ مکاتب کے نصاب کے لئے بھی ایک بہتر تالیف ثابت ہوگی اور عام لوگوں کی علمی زندگی میں رہنمائی کے اعتبار سے بھی، دعاء ہے کہ اللہ تعالٰی اسے نفع کا ذریعہ بنائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ واللہ هو الموفق۔

خالد سیف اللہ رحمانی
خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد
۲۳؍ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۷؍مارچ ۲۰۱۲ء

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد اسلام صاحب قاسمی زید مجدہ

استاذِ حدیث وصدر شعبہ عربی ادب، دار العلوم (وقف)، دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلي علیٰ رسولہ الکریم

زیر نظر کتاب "تعلیم اسلام" ایک نوجوان، صالح اور دیندار عالم جناب مولانا ندیم احمد حفظہ اللہ کی تالیف ہے جن میں لکھنے پڑھنے کا شوق اور تصنیف وتالیف سے رغبت ہے، خود مسلم بچوں کو درس دیتے ہیں اور ان کی دینی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں، اس تجربے کی روشنی میں ابتدائی درجات میں دینیات کی تعلیم وتربیت کے لیے کئی رسالے مرتب کر چکے ہیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب ہے جسمیں انہوں نے عبادات وغیرہ پر مشتمل ضروری مسائل کو یکجا کر دیا ہے، ترتیب بہت عمدہ، زبان وبیان سہل اور دلنشین ہے، اور اخلاص نیت وعمل کا نمونہ ہے۔ کتاب کی مشمولات میں علم کی فضیلت، فقہی اصطلاحات، ضروری مسائل اور مسنون دعاؤں کے ساتھ سیرت نبوی کا ایک حصہ مختصر انداز میں موجود ہے، اس لحاظ سے ابتدائی درجات مدارس دینیہ اور قرآنی مکاتب کے بچوں کیلئے بیحد ضروری اور مفید کتاب ہے اور عام مسلمانوں کیلئے بھی نفع بخش ہے۔

مؤلف موصوف نے یہ کتاب ممبئی میں ایک اجلاس کے موقع پر راقم الحراف کو دکھائی اور اس کا مرتب کردہ مسودہ بھی پیش کیا تا کہ اس کے مطالعہ کے بعد اپنے تأثرات تحریر کرسکوں، کتاب کے عنوانات اور بعض تحریروں پر فوری نظر ڈال کر اسکی افادیت کا احساس ہوا، مگر جو بات قابل ستائش ہے وہ یہ کہ موصوف نے اس کتاب میں جو ضروری مسائل تحریر کئے ہیں، وہ سب مستند مراجع کے مطالعہ اور حوالے سے ہیں، اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنے

مسودات معروف علمائے دین اور مفتیان کرام کی خدمت میں پیش کر کے ان سے تصدیق وتائید حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، تا کہ اس کی صحت اور افادیت میں کوئی کمی نہ ہو، ان کی یہ مخلصانہ کوشش لائق استحسان اور قابل قدر ہے اللہ رب العزت ان کی اس تالیف کو مقبولیت عطا فرمائے اور مزید خدمتِ علوم دینیہ کی توفیق دے۔ واللہ ھو الموفق۔

محمد اسلام قاسمی

استاذ حدیث وصدر شعبۂ عربی ادب، دارالعلوم وقف دیوبند

۲۰۱۲/۳/۱۵

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری زید مجدہٗ

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

باسمہ تعالیٰ

ہر مسلمان کیلئے علم کی وہ مقدار جو فرض عین کا درجہ رکھتی ہے حاصل کرنا ضروری ہے، عام طور پر ہمارے مکاتب میں مسلمان بچوں کو دی جانے والی تعلیم اسی نوع کی ہوا کرتی ہے، اس کیلئے مختلف علاقوں میں مختلف نصاب تعلیم رائج ہیں اور ان نصاب سے مقصد بھی بحسن وخوبی حاصل ہورہا ہے لیکن چونکہ بچوں کی تعلیم کا نہج آسان اور تفصیلی ہونے کی وجہ سے مکاتب کا یہ نصاب کئی سال پر مشتمل ہوتا ہے دوسری طرف بالغان میں بھی اچھی خاصی تعداد ایسی موجود ہے جن کو بچپن میں مکتبی تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا، آجکل اس کی طرف بھی اہل علم توجہ دے رہے ہیں اور یہ سلسلہ بھی بحمد اللہ دن بہ دن فروغ پارہا ہے، عزیز گرامی مولوی ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ پچھلے چند سالوں سے یہ کام انجام دے رہے ہیں انہوں نے اپنی اس خدمت کے دوران محسوس کیا کہ بچوں کیلئے جو نصاب مکتب کے لیے تیار کیا گیا ہے وہ

بڑوں کیلئے مفید نہیں اس لئے کہ وہ کئی سال پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ بڑے اتنا وقت نکال نہیں پاتے، ضرورت تھی کہ ان کیلئے کوئی ایسا نصاب ترتیب دیا جائے جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی تمام ضروریات پر مشتمل ہو۔ عزیز موصوف نے اس سلسلہ میں محنت وسعی کر کے زیر نظر نصاب تیار فرمایا ہے جسمیں ان ساری باتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرما کر پڑھنے والوں کو اس سے بیش از بیش فائدہ پہنچائے، دل سے دعا کرتا ہوں۔ فقط

املاہ: احمد خانپوری

۲۳؍ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۳ھ

حضرت اقدس مولانا سعید الرحمٰن اعظمی صاحب ندوی زید مجدہٗ

مدیر مجلّہ البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم گرامی جناب مولانا ندیم احمد بن محمد یامین انصاری صاحب بجنوری

استاذ مدرسہ نورِ محمدی، باندرہ، ممبی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی بھیجی ہوئی کتاب ''تعلیمِ اسلام'' چند دنوں پہلے مل گئی تھی، لیکن تعلیمی مشغولیات کی بناء پر فوراً جواب نہ دے سکا، کتاب کے بارے میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی کی معیاری رائے دیکھ کر ایک خوشگوار مسرت کا احساس ہوا، میں نے بھی کتاب پر ایک نظر ڈالی اور اس کو عام مسلمانوں کے لئے مفید پایا، مدارس کے متوسطہ اور ثانویہ کے طلبہ کے لئے مفید اور معلومات افزا ہے، اور اس کتاب میں جو مسائل بیان کئے گئے ہیں دراصل ان کے جاننے اور ان پر عمل کرنے کی

ضرورت سب ہی کو ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس کام کو قبول فرمایا، اور سہولت کے ساتھ آپ نے اس میں زندگی کے تمام ضروری مسائل جمع کر دئے، اور حضور پاک ﷺ کے بعد دین کی اجمالی معلومات حاصل ہوجانا موجودہ معاشرے کی ایک اہم ضرورت ہے، آپ نے انسانی زندگی کے لئے اسلامی نظام کی ضرورت، اس کے فوائد اور اس کے آداب وفضائل اور اس کی حقیقت آسان زبان میں لکھ کر کرامت کے نوجوانوں اور طالب علموں پر احسان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس عمل کو قبول فرمائیں، اور اس کی بہترین جزاء دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون﴾۔

صدق الله العظيم والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خیر اندیش سعید الرحمن الاعظمی ندوی
مدیر مجلہ البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۱۴۳۳/۵/۱۹ھ مطابق ۲۰۱۲/۴/۱۲ء

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد طاہر صاحب مظاہری زید مجدہٗ

استاذِ حدیث ونائب مفتی مظاہرِ علوم (جدید) سہارنپور

بسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

اس دنیا رنگ وبو میں انسان کی تخلیق کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت ہے، جس کی تکمیل کے لئے علم درکار ہے، اس لئے حدیثِ نبوی میں اتنے علم کو فرض قرار دیا گیا ہے جس سے یہ مقصد پورا ہوسکے، طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم، وفي رواية: ومسلمة۔

اس وقت امتِ مسلمہ کا المیہ یہ ہے کہ علمِ دین کی جس قدر ضرورت ہے وہ اس کے حصول سے اسی قدر غافل ہے، کہا جاتا ہے کہ موجودہ مسلم معاشرہ میں تعلیمی بیداری پیدا ہوئی ہے، مگر یہ صرف دنیوی تعلیم کے حوالہ سے ہے، دینی تعلیم کے حوالہ سے وہ بدستور خوابِ غفلت میں محو ہے، بلکہ اس طرف سے اس کی محویت میں دن بدن اضافہ ہی نظر آتا ہے، اس کا ایک موٹا سا اندازہ اِس سے کیا جاسکتا ہے کہ دینی اعمال وفرائض میں نماز کی اہمیت سب سے زائد ہے، مگر زندگی بھر نماز پڑھنے کے باوجود نماز کے متعلقہ ضروری مسائل سے بھی عام لوگ ناواقف ہی رہتے ہیں، دیگر دینی فرائض کے بارے میں ان کا مبلغِ علم کیا ہوگا؟ وہ اس سے ظاہر ہے۔

اس کے باوجود مسلم معاشرہ دینی تعلیم کی طرف سے مجرمانہ غفلت میں مبتلا ہے، اور عامۃً اس کا عذر وقت کی تنگ دامانی پیش کیا جاتا ہے، حالاں کہ وقت اتنا تنگ ہے کہ جدید تعلیم کے نام پر فضول اور ایمان سوز مصروفیات: کمپیوٹر، انٹرنیٹ وغیرہ میں نسلِ نو کا وقت صرف ہو رہا ہے اور دوبارہ ہاتھ نہ آنے والی زندگی کی متاعِ گرانمایہ اس طرح لٹائی جارہی ہے، اور احساسِ زیاں کی معدومی اس پر مستزاد ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ دین اور اعمالِ دین سے متعلق اس قسم کی کتابیں تحریر کی جائیں جو وقت کی زبان سے بھی ہم آہنگ ہوں اور اِس دور کی نام نہاد مصروف زندگی سے بھی، زیرِ نظر کتاب "تعلیمِ اسلام" اس ضرورت کے پیشِ نظر ترتیب دی گئی ہے، جو علماءِ امت کی طرف سے مسلم معاشرہ کو دینی علم سے آراستہ کرنے کی عمدہ کوشش بھی ہے اور اس پر اتمامِ حجت بھی، احقر نے اس کتاب کو جستہ جستہ دیکھا ہے، اس کی باتیں درست اور باحوالہ ہیں، اللہ تعالیٰ اس کی نافعیت کو عام فرمائے اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ
مظاہرِ علوم سہارنپور
۱۴۳۳/۲/۱۲ھ

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری زید مجدہ

نائب مفتی مدرسہ مظاہر علوم (وقف)، سہارن پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أحمده وأصلي علىٰ رسوله الكريم أما بعد۔

محترم مولانا ندیم احمد صاحب حفظہ اللہ ما شاء اللہ "شاب صالح نشأ في عباد اللہ" کے مصداق ہیں، لکھنے پڑھنے کا شوق وذوق اور نسل کی ذہنی فکری استقامت کے لئے فکرمندی کا جذبہ قابل قدر ولائق تحسین ہے، موصوف نے دینی مدارس ومکاتب کے نونہالوں کے لئے اپنے تجربات کی روشنی میں کئی مفید کتابچے ترتیب دئے اور مقبول ہوئے، اسی ذیل میں مولانا نے ابتدائی نصاب "تعلیم اسلام" عمدہ اسلوب، سہل عبارت، دلچسپ پیرایہ میں بچوں کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب فرمایا ہے جس کو جستہ جستہ دیکھنے اور استفادہ کا موقع ملا اندازہ ہوا کہ مولانا موصوف کی یہ کوشش وکاوش نئی نسلوں کے لئے مفید وسودمند ثابت ہوگی۔ اللہ تعالی اس سلسلہ کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دوام نصیب فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے۔ وما ذلک علیٰ اللّٰہ بعزیز۔ والسلام

مفتی محمود عالم مظاھری
خادم التدریس والافتاء مظاہر علوم (وقف)، سہارنپور
۳/۲/۱۴۳۳ھ

حضرت اقدس مولانا مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری صاحب زید مجدہٗ

مفتی اعظم، مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدرسہ نورِ محمدی کے استاذ مولانا ندیم احمد انصاری سلمہ الباری ایک حساس دردمند

دل رکھنے والے باصلاحیت نوجوان عالمِ دین ہیں، جنہیں امت کی فکر اور اپنی منصبی ذمہ داریوں کا احساس بھی ہے پیشِ نظر کتاب "تعلیمِ اسلام" میں مولانا موصوف نے بنیادی عقائد، روزمرّہ پیش آنے والے مسائل اور ان تمام احکام کو جمع کردیا ہے جن سے ہر مسلمان کو بہر حال واقف ہونا چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرتِ طیبہ اور جو دعائیں آپ سے منقول ہے بقدرِ ضرورت وہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں، امید ہے کہ یہ ایک بہتر اور مفید کاوش ثابت ہوگی، اللہ پاک مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبولیت سے نوازے اور اسے امت کے لئے مفید اور نافع بنائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

املاء: العبد عزیز الرحمٰن عفی عنہ
مؤرخہ: یکم رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

حضرت اقدس مولانا مفتی عبید اللہ اسعدی صاحب زید مجدہٗ

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ، یوپی

احقر نے مولانا ندیم احمد صاحب کا مرتب کردہ مجموعہ بنام تعلیمِ اسلام دیکھا، عوام نیز بچوں کے لئے بڑا ہی مفید مجموعہ ہے اس میں بنیادی چیزیں جمع کردی گئی ہیں، احقر نے متفرق مقامات سے اس کو دیکھا اور مفید محسوس کیا، حق تعالیٰ قبول فرمائے اور نفع کو عام فرمائے۔ فقط

محمد عبید اللہ الاسعدی
۱۴۳۳/۴/۲۵ھ مطابق ۲۰۱۲/۳/۲۰ء

حضرت اقدس مولانا زبیر الحسن کاندھلوی صاحب زید مجدہٗ

رئیس التبلیغ مرکز نظام الدین، نئی دہلی

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

مکرم ومحترم جناب مولانا ندیم احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکی کتاب ''تعلیم اسلام'' موصول ہوئی، اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ آپکی کاوشوں کو قبول فرمائے، ترقیات سے مالا مال فرمائے، دارین کی عافیت نصیب فرمائے، لوگوں کو علم وعمل کی دولت نصیب فرمائے، بندہ دعا کرتا ہے۔

بنگلہ والی مسجد

فقط والسلام

بندہ: محمد زبیر الحسن

۱۹/ مارچ/ ۲۰۱۲ھ

حضرت اقدس مولانا مفتی عبداللہ پھولپوری صاحب زید مجدہٗ

شیخ الحدیث وناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم، سرائمیر، اعظم گڑھ، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصليا و مسلما . اما بعد

علم دین ہر کہ ومہ کے لئے مکمل سلامتی کا ضامن ہے، رب العالمین کی طرف سے اس تربیت گاہ جسم وروح میں نصاب تربیت ہے، جو انسان اس نصاب تربیت سے محروم رہا وہ آخرت تک تمام مراحل میں محروم رہے گا اور شریعت وسنت کا نقص انسان کی روح کو ناقص

رکھتا ہے، اسلئے آپ نے تعلیم بالغان پر جو توجہ فرمائی ہے بہت اہم کام ہے اور علم شریعت سے دور و نامانوس افراد کے لئے یہ سجدۂ سہو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو مشکور فرمائیں اور جو آپ نے معتمد کتابوں سے یہ مختصر نصاب تیار کیا ہے بڑا ہی مبارک و مسعود ذخیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائیں اور مستفیدین کے لئے باعث دلچسپی اور آپ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائیں اور مزید مضامین نافعہ کی تالیف و تصنیف کی خدمت کی توفیق بخشیں۔ (آمین)

بندہ محمد عبد اللہ پھولپوری

۸؍ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰؍ مئی ۲۰۱۲ء

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر اعظم گڑھ (یوپی)

حضرت اقدس مولانا اسرار الحق صاحب قاسمی صاحب زید مجدہٗ

ایم پی وصدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاونڈیشن، نئی دہلی

دورِ حاضر کے انسان کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مادیت کی پیچیدگیوں میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ دولت اور شہرت کمانے کی حرص نے اس کو اس کے حقیقی مقصد سے کافی دور پھینک دیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ وسائل و اسباب مہیا کرنے کی تگ و دو میں بہت سے لوگ اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ انہیں دنیا ومافیہا کی بھی کچھ خبر نہیں رہتی، یہاں تک حقوق اللہ اور حقوق العباد تک سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ دراصل انسان کی بڑی ناکامی ہے کیوں کہ اگر انسان نے ڈھیر ساری دولت جمع کر لی یا سماج میں بڑا مرتبہ و مقام حاصل کر لیا مگر وہ اس مقصد سے غافل ہو گیا جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا، تو وہ بڑے خسارے میں ہے۔ دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے جس کے گزرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ جو آخرت میں کامیاب ہو گیا وہ حقیقی معنوں میں کامیاب ہے۔ قرآن مجید میں

ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ﴿**قوا أنفسکم و أهلیکم نارا**﴾ (اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ)۔ گویا کہ انسان کی حد درجہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہو جائے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں نہ تو لوگ اس نہج سے خود اپنی فکر کر رہے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی جد وجہد کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر لوگ اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دلانے میں تو دلچسپی لیتے نظر آتے ہیں جن کے ذریعہ آمدنی کے راستے کھل جاتے ہیں، اس کے برعکس جس تعلیم سے آمدنی کے ذرائع وسیع ہوتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے، اس میں ان کی دلچسپی یا تو ہوتی نہیں یا بہت کم ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بچوں کی دینی تعلیم پر فی زمانہ بہت کم توجہ دی جارہی ہے جس کے خطرناک اثرات یہ ظاہر ہورہے ہیں کہ نئی نسل دینی تعلیم سے بے بہرہ ہوتی چلی جارہی ہے اور صورتِ حال یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو دین کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں ہے۔ ایسے میں جہاں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دین کی معلومات حاصل کریں، وہیں اصلاح ودعوت کے میدان میں کام کرنے والوں کو بھی چاہئے کہ آسان انداز میں انہیں دینی معلومات بہم پہنچائیں تاکہ وہ اس کی روشنی میں اپنی زندگی کو دین کے مطابق ڈھالنے میں کامیاب ہوجائیں۔

اس کے لئے ایک مؤثر طریقہ یہ ہے کہ آسان زبان میں ایسی کتابیں شائع کی جائیں جن کو پڑھ کر لوگ دینی معلومات حاصل کرسکیں۔ الحمدللہ اس جانب پیش رفت کرتے ہوئے محترم مولانا ندیم احمد بن محمد یامین انصاری بجنوری نے پیشِ نظر کتاب ''تعلیمِ اسلام'' تصنیف کی ہے۔ کتاب اپنے موضوع ومواد کے لحاظ سے کافی معیاری ہے۔ کتاب میں جو دینی معلومات پیش کی گئی ہیں، وہ بہت اہم اور بنیادی ہے۔ ہر مسلمان کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔ یہ کتاب بالغوں کو تعلیم دینے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ پیشِ نظر کتاب تعلیم بالغان میں مؤثر ثابت ہوگی۔

علم کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے صاحب کتاب نے سب سے پہلے علم ہی کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی ہے، پھر اسلام کے بنیادی عقائد کو بیان کیا ہے جو ایمان کے لئے ضروری ہے۔ عقائد کے بعد مصنف نے اعمال کی طرف رخ کیا ہے اور مختلف عنوانات کے تحت اہم وروزمرہ پیش آنے والے مسائل بیان کئے ہیں۔ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ان باتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جن کا واسطہ ہر مسلمان کو آئے دن پڑتا ہے۔ مصنف مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے آسان اور سہل زبان میں اہم کتاب تصنیف کر کے لوگوں کے لئے دینی معلومات کا ذخیرہ جمع کیا۔ اللہ رب العزت اسے قبول فرمائے، کتاب کو ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور کتاب کو مقبولیت سے نوازے۔ آمین!

مخلص: محمد اسرار الحق قاسمی

۲۴؍ مئی ۲۰۱۲

حضرت اقدس مولانا منیر احمد صاحب جونپوری زید مجدہٗ

سرپرست تنظیم اتحاد المدارس، ممبئی وامام جامع مسجد کالینا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسان کو پیدا کرنے کا جو عظیم مقصد بیان فرمایا ہے، اسی مقصد کے اردگرد انسانی زندگی گھومتی ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾ اللہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے انسانوں اور جناتوں کو اپنی عبادت اور معرفت کیلئے پیدا کیا ہے“ نیز قرآنِ کریم میں دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے اسی مقصد کا اقرار انسان سے ان الفاظ میں لیا ہے ﴿قل إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين﴾ ”آپ کہئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے“ مذکورہ آیتوں کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر

انسان کے لئے اللہ کی کامل معرفت کا حصول، طاعت وعبادت کی درستگی اور فرمانبرداری وبندگی بنیادی اور لازمی چیز ہے، اور اتنی اہم شی کی انجام دہی بغیر صحیح علم کے ناممکن اور محال ہے، حالاں کہ عبادات دینِ متین کا بہت ہی اہم اور بنیادی شعبہ ہے، اس کی ادائیگی کے لیے شریعت وسنت کی رہبری ضروری ہے، اسی علم شریعت وسنت کی رہنمائی میں انسان اپنی منزل اور مقصدِ حقیقی کو پالیتا ہے، اس شعبہ کی اہمیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے علماءِ امت نے متعدد کتابیں اور رسالے تحریر فرمائے ہیں، اللہ امت کی طرف سے ان سب کو بہترین بدلہ مرحمت فرمائے، اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے محترم مولانا ندیم احمد انصاری مدظلہٗ نے بھی تعلیمِ اسلام کے نام تالیف فرمائی ہے، اس کتاب میں خصوصاً عبادات کے اہم مسائل واحکام ذکر کئے ہیں، نیز علم کی فضیلت اور حصولِ علم کے آداب کے ساتھ روضۂ مبارک پر حاضری کے آداب واحکام اور مختصر سیرتِ طیبہ کا ذکر فرما کر موصوف نے نمایاں کام کیا ہے، کتاب دیکھ کر دلی خوشی ہوئی، مؤلف کی یہ تالیف بھی سابقہ کتابوں کی طرح ان شاء اللہ ہر خاص وعام میں مفید ثابت ہوگی، مستند کتابوں کے حوالے سے مسائل جمع کئے گئے ہیں، زبان آسان اور عام فہم ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کے علم وعرفان میں برکت کے ساتھ مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے، اس محنت کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔ فقط

منیر احمد
جامع مسجد، کالینا

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حارث صاحب پالن پوری زید مجدہٗ

مفتی مدرسہ رشیدیہ، مومن نگر، جوگیشوری، ممبئی

الحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبي بعدہ۔

پیشِ نظر کتاب ''تعلیمِ اسلام'' میں اسلام کے بنیادی عقائد، عبادات کے ضروری

مسائل، ادعیہ مسنونہ اور مختصر طریقہ پر سیرتِ نبویہ کو تحریر کیا گیا ہے، عزیزم مولانا ندیم احمد بن محمد یامین انصاری سلمہٗ نے اس کتاب کو تحریر کرنے میں کافی محنت کی ہے، فقہ کی بڑی کتابوں سے مراجعت کر کے مسائلِ شرعیہ کو باحوالہ تحریر کیا ہے، جس سے کتاب کی جامعیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ مدارس ومکاتب کے ابتدائی نصاب میں داخل کی جائے، یہ نوجوانوں کو پڑھانے کے لئے بھی نہایت مفید ہے اور تبلیغی سفر میں ساتھ رکھنے کے بھی قابل ہے، تاکہ بوقتِ ضرورت اس کی طرف رجوع کر کے استفادہ کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو حسنِ قبول عطا فرما کر پڑھنے، پڑھانے والوں کے لئے مفید اور نفع بخش بنائیں اور آئندہ مزید اس نوع کی خدمات کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین فقط

العبد محمد حارث عفی عنہ پالن پوری
مورخہ ۲۸/ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

حضرت اقدس مولانا مفتی محی الدین صاحب قاسمی زید مجدہٗ

مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم المحمدیہ، سرجن نگر، مرادآباد

باسمہٖ تعالیٰ عزوجل

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم. اما بعد!

اسلام ایسا کامل اور مکمل نظامِ حیات ہے جس کے اصول وضوابط اور فرامین پر عمل حیٰوۃ طیبہ اختیار کرنے کی پوری پوری رہبری کرتا ہے، اعمالِ اسلام پھر اُن کی حسنِ ادائیگی اور خوش اسلوبی سے ان پر مواظبت ومحافظت کاملِ ایمان کے لئے لابدی اور ضروری ہے، عبادات کی کماحقہٗ ادائیگی کا خاصہ ہے کہ صالح معاشرہ کا وجود ہو۔ محبتِ الٰہی اور اُخروی زندگی

کا احساس ہو، بے عملی اور دنیاوی غلائظ سے پاکیزگی ہو، کیوں کہ عبادات سے روح کو سکون ملتا ہے۔ تعلق مع اللہ کی کیفیت کا اثر ہوتا ہے کہ حسنِ معاملات واخلاق میں بھی ممتاز نظر آتا ہے۔ عبادات کے خطوط من جانب اللہ متعیّن ہیں، اور اُن کا منہاجِ نبوت پر ہونا واضح اور روشن ہے، ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اُن کو جانے، سیکھے، جاننے والوں سے معلوم کرے، یا تحریری، تقریری اسباب اختیار کرے جن سے اسلام کی رہنمائی ملے۔ (طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم)

عزیز القدر مولانا ندیم احمد انصاری نے "تعلیمِ اسلام" پر کتاب کی تالیف سے اسلامی ذخیرۂ کتب میں کامیاب اضافہ کیا ہے۔ مؤلفِ گرامی نے فضیلتِ علم، حصولِ علم کے آداب، فقہی اصطلاحات، وضو، غسل، تیمم، نماز، روزہ، وغیرہ وغیرہ پھر حج وعمرہ اور زیارت کے ضروری مسائل اور اخیر میں مختصر سیرت رسولِ اکرم ﷺ اور مسنون دعاؤں کا ذکر کیا ہے جس نے کتاب کا حسن دوبالا کر دیا، کتاب تعلیماتِ اسلام پر ہے، "مختصر مرقعِ اسلام" کہا جائے تو بجا ہے، سطورِ بالا کے لکھنے پر مسرت اس لئے بھی ہے کہ مشمولات کو معتبر کتابوں سے منقول کیا گیا ہے، جس سے مؤلف کے تحقیقی وتنقیحی مزاج کا پتہ چلتا ہے، خدا تعالیٰ موصوف سے بڑا تحقیقی کام لے لے کچھ مشکل نہیں، کتاب لائقِ مطالعہ کیا بلکہ لائقِ عمل ہے، دوسری کتب کی طرح ضروری ہے، بلکہ مدارس میں طلبہ کے لئے مفید ہونے کی توقع ہے، ذاتِ باری عز اسمہٗ سے امید قوی ہے کہ کتاب شرفِ قبولیت حاصل کرے گی۔ اور مؤلف کے لئے باعثِ افتخار ہوگی۔ فقط

العبد الاحقر: محی الدین القاسمی
خادم دارالعلوم المحمدیہ سرجن نگر (مرادآباد)
۱۰ر جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲ر اپریل ۲۰۱۲ء

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبي بعدہٗ، اما بعد!

تقریباً ۱۴۸۳ برس کا عرصہ گزر رہا ہے کہ اس عالم رنگ وبو میں ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا اور گوشہ گوشہ کو اپنے نور سے منور کردیا۔

نگاہیں پریشاں تھیں جس کے لئے
وہی حاصل انتظار آگیا

حضرت محمد ﷺ نے امت کی ہر چھوٹی بڑی چیز میں رہنمائی کی اور اس پر عمل کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ایک طویل زمانہ تقریباً پورا عالم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی وحدانیت کا زمزمہ سنج رہا اور کوئی قابلِ ذکر حکومت وسلطنت ایسی نہ تھی جو مسلمانوں کی باج گزار نہ ہو۔

رکتا نہ تھا کسی سے یہ سیلِ رواں ہمارا

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: **”أنا بعثت معلما“** لیکن افسوس آج ہم سے علم اٹھتا جارہا ہے اور ہمیں احساس تک نہیں، امت کی اکثریت علمِ دین سے بے بہرہ ہے اور بدعت کو سنت سمجھ کر اپنا رہی ہے اور ہمیں پرواہ تک نہیں، ان حالات میں شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ کوئی ایسی کتاب آسان زبان میں مرتب کی جائے جو انسانی زندگی کے روزمرہ کے ضروری مسائل پر حاوی بھی ہو اور معتبر کتابوں کے حوالوں سے مدلل بھی، اسی اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بالکل نامساعد حالات میں راقم الحروف نے آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب ”تعلیم اسلام“ کا کام شروع کیا، جس میں اسلام کے بنیادی عقائد کا بھی بیان ہے اور عبادات کا بھی، رسول اللہ ﷺ کی روزمرہ کی سنتیں بھی ہیں اور مختلف اہم مواقع کی

مسنون دعائیں بھی اور آخر میں خلاصہ کائنات رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا بھی مختصراً ذکر ہے، امید کہ یہ کاوش سودمند ثابت ہوگی۔

ان موضوعات پر بہت سی کتابیں پہلے بھی ترتیب دی جاچکی ہیں اور خود راقم الحروف نے بھی ان میں سے بعض موضوعات پر کچھ خامہ فرسائی کی ہے، جن پر اکابر علماء کی طرف سے حوصلہ افزا کلماتِ بابرکت بھی ہیں، پھر بھی مجھے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہورہی تھی جس میں مذکورہ بالا موضوعات کو مناسب ترتیب سے جمع کیا جاتا، بنابریں ہم نے قدیم وجدید کتب سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے یہ مجموعہ تیار کیا ہے۔ ہم نے اس میں حتی المقدور مفتٰی بہ اقوال جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور ہر مسئلہ کو مکمل احتیاط سے اصل کتابوں کی مراجعت کے بعد ہی نقل کیا ہے، اور حوالہ انہیں کتابوں کا مذکور ہے جن کا ہم نے براہِ راست مطالعہ کیا ہے، پھر بھی راقم الحروف کی حیثیت محض مرتب سے زیادہ کچھ نہیں۔

عمر بھر ایک جنونِ علم رہا
علم کیا ہے؟ ہنوز علم نہیں

قارئین کے لئے اطمینان بخش امر یہ ہے کہ کتاب کا مسودہ بہت سے معتبر علماء و مفتیانِ کرام کی خدمت میں پیش کیا گیا، جسے انہوں نے یا تو ازخود ملاحظہ فرما کر یا اپنے معتمدین سے ملاحظہ کرانے کے بعد اپنے تائیدی وتوثیقی اور حوصلہ افزا کلمات تحریر فرمائے، مرتب کے استاذ حضرت مفتی محمد حارث پالن پوری مدظلہٗ مفتی مدرسہ رشیدیہ، مومن نگر، جوگیشوری۔ ممبئی، اور حضرت مفتی اسعد صاحب خانپوری مدظلہٗ نے ترتیب میں بعض مفید مشورہ دیے، اور مزید طمانیتِ قلب کا باعث یہ امر ہے کہ حضرت اقدس مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب رحمانی جنرل سیکریٹری فقہ اکیڈمی، ہند وناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد اور حضرت اقدس مولانا

مفتی محمود عالم صاحب مظاہری زید مجدھما نے کتاب کے اکثر مقامات ملاحظہ فرمائے۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء في الدارين۔

ہم نے کتاب کو ظاہر وباطن کی ہر خوبی سے آراستہ کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے، پھر بھی اہلِ علم وذوق جو خامی دیکھیں، جس کا ہونا عین ممکن ہے، تو مرتب کو تحریری طور پر ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس پر غور کرکے آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

ازندیم احمد بن محمد یامین انصاری غفرلھما
خادم الطلبہ مدرسہ نورِ محمدی، باندرہ، بمبئی

مشورہ

ہم نے چوں کہ یہ کتاب اصالۃً تعلیمِ بالغاں کے لئے بطورِ نصاب ترتیب دی ہے، اور بحمد اللہ کئی علم دوستوں نے اسے طباعت سے قبل زیراکس کروا کے اپنے ہاں داخلِ نصاب کر بھی لیا ہے، اور توقع ہے کہ دیگر حضرات بھی اسے کو ان شاء اللہ تعالیٰ نصاب میں شامل فرمائیں گے، تو ہم ان مدرسین کی خدمت میں جو کہ "تعلیمِ اسلام" پڑھائیں، بطورِ مشورہ چند باتیں عرض کرتے ہیں، تاکہ کتاب کے درس میں آسانی ہو۔

☆ کتاب کو کم ازکم دو سالوں اور چار حصوں میں تقسیم کرلیں۔

☆ پہلے حصہ میں صرف وضوء، غسل، اور نماز کا مکمل مندوب طریقہ وغیرہ پڑھائیں اور اس کی عملی مشق بھی کروائیں اور اسی کے ساتھ سنت وسیرت کا پورا حصہ بھی پڑھا کر یاد کروادیں، مناسب ہے کہ مسنون دعاؤں میں سے روزمرہ کی چند دعائیں بھی یاد کرادی جائیں۔

☆ دوسرے حصہ میں طہارت، نماز، روزہ اور اعتکاف وغیرہ کے بقیہ تمام مسائل پڑھا دیے جائیں۔

☆ تیسرے حصہ میں بقیہ مسنون دعائیں اور عقائد وغیرہ پڑھانا مناسب ہوگا، اس لئے کہ اب مسلسل پڑھتے رہنے کے باعث طالب علم عقائد کی اہم باتوں کو سمجھ سکے گا۔

☆ چوتھے حصہ میں زکوۃ، صدقۂ فطر، قربانی، عقیقہ، اور حج عمرہ وغیرہ کے مسائل پڑھا دیں، اس طرح کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ آسانی کے ساتھ مکمل ہوجائیگی۔

از ندیم احمد بن محمد یامین انصاری عفا اللہ عنہما
خادم الطلبہ مدرسہ نور محمدی، باندرہ، ممبئی

* * *

علم اور اس کے متعلقات

(علم اور اہلِ علم کی فضیلت اور طالبینِ علم کے آداب)

علم اور اہل علم کی فضیلت واہمیت

فضائل علم وعلماء

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں۔ (الترغیب للمنذری، حدیث: ۱۰۰) ایک حدیث میں فرمایا: اگر کسی شخص کو ایسی حالت میں موت آجائے کہ وہ علم حاصل کررہا تھا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ انبیاء کرام اور اس شخص کے مرتبے میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (ایضاً: ۱۱۰) ایک حدیث میں فرمایا: جس شخص نے علم کا ایک باب اس لئے سیکھا کہ وہ لوگوں کو اسکی تعلیم دے تو اس کو اللہ تعالیٰ ستر صدیقوں کا ثواب عطا فرمائیگا۔ (ایضاً: ۱۱۸) اور ایک حدیث میں فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ علماء سے فرمائے گا کہ میں نے اپنا علم اور حلم تم کو اسی لئے عطا فرمایا تھا کہ تمہارے گناہوں کو اس کی برکت سے معاف کردوں (ایضاً: ۱۲۱) ایک حدیث میں فرمایا: جو شخص علم دین حاصل کرنے کیلئے نکلتا ہے، وہ اللہ ہی کے راستہ میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ واپس لوٹے (ایضاً: ۱۴۸) ایک حدیث میں فرمایا: علم سیکھنا خدا سے ڈرنے کا موجب ہے۔ علم کا سکھانا ایسے شخص کو جو نہ جانتا ہو، صدقہ ہے۔ علم کا ضرورت کے موقع پر خرچ کرنا ثواب ہے۔ علم حلال وحرام کو پہچاننے کی علامت ہے۔ علم اہل جنت اور نیک لوگوں کے راستے کا نشان ہے۔ علم کنج عزلت میں انیس اور غربت میں دوست ہے۔ علم تنہائی میں بات کرنے والا ایک رفیق ہے۔ راحت اور مصیبت دونوں حالتوں میں رہنما ہے۔ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے علم ایک مضبوط ہتھیار ہے۔ دوستوں کے سامنے علم زینت ہے۔ علم کی بدولت اللہ تعالیٰ پست قوموں کو بلند کرتا ہے اور لوگ ان کے افعال کی پیروی کرتے ہیں۔

پست قوموں کو علم کی بدولت یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ان کی رائے ہر معاملہ میں آخری رائے سمجھی جاتی ہے، ملائکہ ان کے دوست بننے کی تمنا کرتے ہیں اور اپنے پروں کو عاجزی کے ساتھ ان سے مس کرتے ہیں۔ ان کیلئے عالم کی ہر تر اور خشک چیز استغفار کرتی ہے، یہاں تک کہ دریاؤں کی مچھلیاں، کیڑے، مکوڑے، جنگل کے درندے اور چوپائے بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ علم دلوں کو جہالت کی موت سے نکال کر عزت کی زندگی بخشتا ہے۔ علم اندھیرے میں روشنی اور چراغ کا کام دیتا ہے۔ علم انسان کو بہترین حضرات کے مرتبہ تک اور دنیا و آخرت کے بلند سے بلند مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ علم کی بات میں فکر کرنا روزہ رکھنے کے ثواب کی مانند ہے اور علم کا پڑھنا رات کی عبادت کے مثل ہے۔ علم سے آدمی کو صلہ رحمی کا سلیقہ آجاتا ہے اور حلال وحرام کو پہچان جاتا ہے۔ عمل، علم کا تابع ہے اور علم، عمل کا امام ہے۔ علم سعید اور نیک لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے، بد بخت اور شقی لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔ (ایضاً ۱۰۷)

علم کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (طلب العلم فریضة علی کل مسلم إلخ (ابن ماجه، حديث: ٢٢٤، مشكاة شريف: ٣٤) یعنی دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس سے مراد ایمانی اور دینی فرائض وضروریات کا وہ علم ہے جس سے خالی رہ کر کوئی مسلمان اپنے دین، ایمان اور آخرت کو نہیں پا سکتا۔ مثلاً: ایک شخص نیا نیا مسلمان ہو تو سب سے پہلے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ یہ جان لے کہ اس کا خالق کون ہے، معبود کون ہے، اس کے صفات کیا ہیں، نبی اور رسول کون ہے اور دیگر وہ چیزیں کیا ہیں جن کو جانے اور مانے بغیر کسی کا ایمان صحیح نہیں ہوتا اگر کوئی ان باتوں کو نہیں جانتا تو چاہے دنیا والوں کی نظر میں مسلمان کہلائے لیکن حقیقت میں اسے مومن اور مسلمان نہیں کہہ سکتے؛ جبکہ اس کو ان باتوں کا علم ہی نہیں جو کسی

شخص کے ایمان واسلام کی اساس اور بنیادیں ہیں۔ پھر ایمان کی ان بنیادی باتوں کا علم حاصل کرنے کے بعد جب عملی فرائض کا وقت آئے گا تو ان فرائض کے احکام کا جاننا اس کے لئے ضروری ہوگا۔ یہی حکم نماز، روزہ، زکوۃ، حج، نکاح، طلاق، حیض، نفاس اور خرید وفروخت وغیرہ کا ہے۔ غرض یہ کہ مسلمان ہونے کے بعد اس کے سامنے جو مرحلہ اور جو جو بات پیش آئیگی اس کے شرعی حکم کا جاننا اور ضروری تفصیلات کا علم حاصل کرنا اس انسان پر فرض ہوگا اور اگر وہ دین کا اتنا علم حاصل نہیں کریگا تو سخت گنہگار رہوگا۔ (دیکھیے تعلیم المتعلم: ١٩-٧١)

نیز شریعت کی جو بات معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ کر عمل کرے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (سورۃ الانبیاء: ٧) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جاہل آدمی کو، جسے شریعت کے احکام معلوم نہ ہوں، عالم کی تقلید واجب ہے کہ عالم سے دریافت کرکے اس پر عمل کرے۔ (معارف القرآن: ٦/ ١٧١)

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دین کی بنیادی اور ضروری چیزوں کا علم حاصل کرے، یہ اس کی ذمہ داری ہے اور اس کے ادا نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوگا، اور اگر اس کے ساتھ عمل بھی نہیں کرتا تو اس کا گناہ مستقل الگ ہوگا، یہ خیال کرنا کہ علم ہی حاصل نہ کیا جائے تا کہ عمل نہ کرنا پڑے، اور علم نہ ہونے کی وجہ سے ترک عمل پر مواخذہ نہ ہو، انتہائی خطرناک شیطانی دھوکہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے "الجهل ليس بعذر" یعنی احکام سے ناواقفیت عذر نہیں ہے۔

* * *

طالبین علم کے آداب

اخلاصِ نیت

طالب علم کو چاہیے کہ علم کے حاصل کرنے میں کوئی فاسد نیت اور دنیوی غرض نہ ہو، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اور اپنی آخرت درست کرنے کے لئے علمِ دین حاصل کرے۔ (آداب المتعلمین، ص:۱۱)

بری باتوں سے بچنا

طالب علم کو چاہئے کہ اپنے نفس کو بری عادات وصفات سے پاک رکھے۔ جھوٹ، غیبت، بہتان، چوری، فضول گفتگو اور بری صحبت سے خود کو ہمیشہ بچاتا رہے، اس لئے کہ علم دل کی عبادت ہے، جو ایک باطنی شئی ہے، پس جس طرح نماز جو کہ ظاہری اعضاء کی عبادت ہے، وہ بغیر طہارت کے درست نہیں ہوتی، اسی طرح علم، جو باطنی عبادت ہے، وہ بھی بغیر باطنی طہارت کے حاصل نہیں ہوتی۔ (ایضاً:۱۹)

اساتذہ کا ادب

طالب علم کو چاہئے کہ اساتذہ کا ادب واحترام اپنے اوپر لازم سمجھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو اور علم کے لئے متانت اور وقار پیدا کرو، جس سے تعلیم حاصل کرو اس سے خاکساری برتو۔ (ایضاً:۲۸)

اساتذہ کی خدمت

طالب علم کو چاہئے کہ اساتذہ کی خدمت کو اپنے لئے فلاحِ دارین کا ذریعہ سمجھے اور استاد

کے کہنے کا انتظار نہ کرے، خود ہی اس کا کام کر دیا کرے، اور اس میں اپنی سعادت سمجھے۔ (ایضا:۳۸)

دین کی کتابوں کا احترام

طالب علم کو چاہئے کہ دین کی کتابوں کی عظمت بھی اس کے دل میں ہو، اس سلسلہ میں ان باتوں کا خیال رکھے:

(۱) کسی کتاب کو بغیر طہارت کے نہ چھوئے۔

(۲) طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کتاب کی طرف پیر نہ پھیلائے اور تفسیر، حدیث، فقہ کی کتابوں کو بقیہ فنون کی کتابوں کے اوپر رکھے، ادب کے ساتھ کتاب اٹھائے، کسی کو دے تو پھینک کر نہ دے۔

(۳) کتاب کے اوپر اور کوئی چیز نہ رکھے۔ (ایضا: ۴۲،۴۳)

رفیقوں کے ساتھ ہمدردی

طالب علم کو چاہئے کہ اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کا احترام کرے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے، اگر کوئی ساتھی غلط عبارت پڑھے تو اس پر نہ ہنسے۔ اگر کسی ساتھی کو سبق سمجھ میں نہ آئے تو اسے حتی الامکان سمجھا دے۔ (ایضا ٤٤)

علم حاصل کرنے میں محنت کرنا

طالب علم کو چاہئے کہ اچھی طرح محنت کرے، اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔ علم حاصل کرنے میں ہرگز سستی نہ کرے، کیونکہ کاہلی اور سستی علم سے محرومی کا باعث ہوتی ہے۔ (ایضا ۲۸)

محنت کے سلسلہ میں ان باتوں کا لحاظ رکھے:

(۱) مطالعہ: اس کے بغیر کسی طرح استعداد حاصل نہیں ہو سکتی، کوئی بھی اس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔

(۲) سبق کی پابندی: طالب علم کو چاہئے کہ سبق کا کبھی ناغہ نہ کرے، اس سے بے برکتی ہوتی ہے۔ بسا اوقات اس ناقدری کا نتیجہ علم سے محرومی کا سبب ہو جاتا ہے

(۳) تکرار و مذاکرہ: طالب علم کو چاہئے کہ سبق غور سے سنے اور اس کے بعد اس کا تکرار کرے، اسکے بغیر استعداد پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی علم باقی رہ سکتا ہے۔ (ایضاً ۴۸۔۷۲)

علم کی حرص اور اس کے لئے سفر کرنا

طالب علم کو علم کا حریص ہونا چاہئے، اگر وطن میں رہ کر تحصیل علم کا موقعہ نہ ہو تو اس کے لئے سفر کرے، پہلے زمانہ میں لوگ ایک ایک حدیث اور دین کے ایک ایک مسئلہ کو سیکھنے کے لئے مہینوں سفر کرتے تھے، اور بہت مشقت اٹھاتے تھے اور ایک مسئلہ معلوم ہو جانے پر ان کو ایسی خوشی ہوتی تھی جیسی کہ دنیا دار کو سلطنت ملنے پر ہوتی ہے۔ (ایضاً ۷۳)

علم میں ثابت قدمی

طالب علم کو چاہئے کہ علم جیسی بے بہا نعمت حاصل کرنے میں جو دشواریاں پیش آئیں، ان کو برداشت کرے اور اپنے اکابرین کی زندگی کو سامنے رکھے کہ انہوں نے علم دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب برداشت کئے اور ہر طرح کی تنگی کے باوجود اس میں لگے رہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج ہم تک دین کس طرح پہنچتا؟ جس کسی سے بھی کچھ فیض پہنچا ہے وہ تقریباً سب ہی ایسے تھے، جنہوں نے طالب علمی کی حالت میں بڑی بڑی مشکلات جھیلی ہیں۔ (ایضاً ۸۲)

اصلاحی تعلق قائم کرنا

طالب علم کو چاہئے کہ زمانہ طالب علمی ہی میں کسی شیخ کامل سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر لے اور ہر کام اس سے دریافت کرنے کے بعد کرے۔ (ایضاً ۱۰۰)

اسلام کے
بنیادی عقائد

اسلام کے بنیادی عقائد

عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

انسان جن باتوں پر دل سے یقین کامل رکھتا ہے اسے عقیدہ کہتے ہیں۔ عقائد، عقیدہ کی جمع ہے۔ (القاموس الوحید ٢/ ١١٠٤، دیکھیے المعجم الوسیط: ٦١٤، المنجد: ٦٦٨، مصباح اللغات: ٥٦٦، بیان اللسان ٥٣٤)

ایمان واسلام

ایمان کے لغوی معنی تصدیقِ قلبی کے ہیں یعنی دل سے کسی بات کو حق اور صدق سمجھنا اور اصطلاح شریعت میں ان تمام دینی امور کی تصدیق قلبی کو ایمان کہتے ہیں، جو دین محمدی سے بطریق ضرورت وتواتر ہم تک پہنچے ہیں۔ دل وجان سے ان تمام امور دین کو، جو نبی کے ذریعے ہم کو بطریق تواتر پہنچے ہیں، نبی کے بھروسہ پر مان لینے کا نام ''ایمان'' ہے اور اسلام کے لغوی معنی گردن جھکا دینے اور تابعداری کے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں خدا کے احکام کو شریعتِ محمدی کے مطابق بجالانے کا نام ''اسلام'' ہے۔ ایمان واسلام کی حقیقت اگر چہ علاحدہ ہے مگر دونوں باہم لازم وملزوم ہیں، جیسے: ظہر وبطن۔ ظہر بغیر بطن کے اور بطن بغیر ظہر کے موجود نہیں ہوسکتا، اسی طرح اسلام بغیر ایمان کے اور ایمان بغیر اسلام کے متحقق نہیں ہوسکتا ہے۔

(اصول الدین لصدر الاسلام البزدوی: ١٥٤، بحوالہ عقائد الاسلام ٢/ ١١٠)

حدیث کے مطابق اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس سے ملنے پر، اس کے پیغمبروں پر، قیامت پر اور اچھی بری تقدیر پر کامل یقین رکھنا، ایمان کہلاتا ہے۔ (خ:٥)

اور اسلام یہ ہے کہ انسان اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں،

اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور استطاعت ہو تو حج کرے۔ ایمان قلبی چیز ہے اور اسلام ظاہر کا نام ہے۔ (احمد:۱۲۲۰۸)

توحید

اللہ ایک ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ ہر بات کو جانتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے، سب سنتا ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے۔

اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا، اس کے پیدا کرنے سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ (شرح فقہ الاکبر:۱۶۔۱۵، شرح عقیدۃ الطحاویۃ:۱۷۷)

شرک

(یعنی اللہ تعالی کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا)

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے (احمد:۱۲۲۶۱) جب سورہ انعام کی آیت:۸۲/نازل ہوئی کہ: ''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا تو انہیں لوگوں کو امن ملیگا اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے۔'' تو صحابہؓ کو یہ بات بڑی مشکل معلوم ہوئی اور وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نہ ہمیں امن ملے گا اور نہ ہدایت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا وہ مطلب نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ اس سے مراد وہ بات ہے جو حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہی تھی کہ ''پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ

ٹھہرانا، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے" (ت: ۳۲۷) شرک کرنے والا اگر بنا توبہ کے مرجائے تو اللہ کا فیصلہ ہے، اسے کبھی معاف نہیں فرمائینگے۔

بدعت

بدعت کا مطلب ہے ہر وہ کام جسے دین سمجھ کر کیا جائے اور قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت اور منشاء موجود نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرتا ہے، جو دین کا حصہ نہ ہو، اسے رد کردیا جائیگا۔ (د: ٤٦٠٦) اور جو شخص گمراہی کی طرف لے جانے والی کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے، جو کہ اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہ ہو تو اس پر عمل کرنے والے افراد کو جتنا گناہ ہوگا، اس ایجاد کرنے والے کو ان تمام کا گناہ ہوگا اور ان میں سے کسی کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی (ت: ٢٦٧٧)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو، دین میں جو بھی نئی بات پیدا کی جائے، وہ گمراہی ہے (د: ٧٠٦٤)۔ جو قوم کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے، اس سے اتنی ہی سنت اٹھالی جاتی ہے۔ (احمد: ١٧٠٩٥)

رسالت

حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ ﷺ تمام نبیوں کے آخر میں اس دنیا میں تشریف لائے، آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اور فضیلت ومرتبے میں آپ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ، حتیٰ کہ اپنے اہل وعیال نیز اپنی جان سے زیادہ محبت رکھنا اور تمام مخلوق میں آپ کی سب سے زیادہ عزت وعظمت اور اطاعت کرنا ہر امتی پر لازم اور ضروری ہے۔ (شرح فقہ الاکبر: ١٣٢، ١٧_١٨)

معراج

معراج کے لفظی معنی سیڑھی اور اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی رات میں،

جسمانی طور پر مسجد حرام سے بیت المقدس، ساتوں آسمان، جنت و جہنم اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے جانا ہے۔

یہ واقعہ ہجرت سے پہلے پیش آیا جبکہ آپ ﷺ مکۃ المکرمہ ہی میں قیام پذیر تھے۔ حضرت جبریلؑ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کا سینہ مبارک چاک کیا، جسے "شقِ صدر" کہتے ہیں۔ اسے زم زم سے دھویا، پھر سونے کی ایک تشتری لائی گئی، جو ایمان و حکمت سے لبریز تھی، اسے آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں انڈیل دیا گیا اس کے بعد حضرت جبریلؑ نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو بند کر کے پہلے جیسا کر دیا۔ (خ: ۳۴۹، ۱۶۳۶، ۳۳۴۲)

رسول ﷺ کی سواری کے لئے "براق" پیش کیا گیا تو وہ شوخی کرنے لگا، یہ دیکھ کر حضرت جبریلؑ نے اس سے کہا، تجھ پر آج تک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ معزز کوئی آدمی سوار نہیں ہوا" ، یہ سن کر وہ پانی پانی ہوگیا۔ (ت: ۳۱۳۱) بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام جمع تھے آپ ﷺ نے تمام انبیاء کرامؑ کی امامت فرمائی اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس رات میں حضرت جبریلؑ نے تین مختلف مقامات پر آپ ﷺ کو سواری سے اتار کر نماز پڑھوائی؛ ایک تو مدینہ طیبہ میں جہاں آپ ﷺ نے بعد میں ہجرت فرمائی، دوسرے طور سیناء جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا تھا، اور تیسرے بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی تھی۔ (ن: ۴۵۱)

حضرت مہدیؒ

امام مہدیؒ کا نام محمد بن عبداللہ اور ان کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے روشن پیشانی اور ستواں ناک والا ایک آدمی خلیفہ نہ بن جائے، وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے قبل ازیں وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی اور وہ سات سال تک خلیفہ رہے گا۔ (احمد: ۱۱۱۴۷ وغیرہ) ان کے زمانے میں آسماں سے خوب بارشیں ہوں گی، زمین اپنی نباتات میں

سے کوئی چیز ذخیرہ کر کے نہیں رکھے گی، یعنی بھرپور پیداوار ہوگی اور مال کی فراوانی ہوگی۔ ایک شخص امام مہدیؒ سے آ کر کہے گا: مجھے کچھ دیجئے وہ اس کے کپڑوں میں اتنا کچھ بھر دیں گے کہ اس کے لئے اٹھانا مشکل ہو جائے گا (احمد: ١١١٨٠ وغیرہ) ان کا اہم ترین اعزاز یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ اپنے نزول کے بعد پہلی نماز ان ہی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ (احمد: ٧٦٦ وغیرہ)

صحابہؓ

صحابیؓ اسے کہتے ہیں، جس نے ایمان کی حالت میں نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو، اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہوا ہو۔ صحابہ، صحابی کی جمع ہے۔ (دیکھیے تدریب الراوی فی تقریب النواوی: ٦٦٧/٢ وغیرہ)

نبی ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہؓ کو برا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو صحابہؓ کے خرچ کئے ہوئے ایک مد بلکہ اس کے نصف کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (خ: ٣٦٧٣)

اور ایک حدیث میں فرمایا: میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، میرے بعد انہیں "نشانہ" مت بنالینا، کیونکہ جو شخص ان سے محبت کریگا، وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کریگا جو ان سے بغض رکھیگا، وہ در حقیقت مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھیگا، جس نے انہیں تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اسے جلد ہی اپنی گرفت میں لے لیگا۔ (ت: ٣٨٦٢)

فرشتے

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے، وہ ہماری ان آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔

اللہ کے بہت سے فرشتے ہیں، جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، چار مقرب فرشتے بہت مشہور ہیں: (۱) حضرت جبریل (۲) حضرت میکائیل (۳) حضرت اسرافیل اور (۴) حضرت عزرائیل۔ فرشتے کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جن کاموں پر اللہ نے انہیں لگایا ہے، ان ہی میں لگے رہتے ہیں۔ علیهم السلام (تفسير العشر الأخير من كتاب زبدة التفسير: ٧٠)

کتابیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں نازل کیں، جن میں یہ چار بہت مشہور ہیں: (۱) تورات (۲) زبور (۳) انجیل اور (۴) قرآن۔

تورات حضرت موسیٰ پر، زبور حضرت داؤدؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر۔ اس کے علاوہ کچھ صحیفے بھی کچھ نبیوں پر نازل کئے گئے۔ ان سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن مجید ان میں سے آخری کتاب ہے، اس لئے قیامت تک حکم قرآن ہی کا چلے گا۔

تقدیر

انسان کی اچھی بری تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ (م:۹۲۰) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ۵۰۰۰۰ ہزار سال پہلے ہی تمام مخلوقات کی تقدیر کو لکھ دیا تھا۔ (م:٦٧٤٨)

البتہ تقدیر کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ تقدیر کے مسئلہ پر بحث میں مشغول تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، بحث کا موضوع سن کر آپ ﷺ کو غصہ آگیا، اور چہرہ مبارک ایسا سرخ ہوگیا گویا کہ اس پر سرخ انار نچوڑ دیا گیا ہو، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں یہی حکم دیا گیا ہے؟ مجھے

تمہارے پاس یہی پیغام دے کر بھیجا گیا ہے؟ یاد رکھو! تم سے پہلے بہت سے لوگ اسی مسئلے میں بحث ومباحثے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے تھے، اس لئے میں تمہیں قسماً تاکید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں جھگڑا مت کرو۔ (ت: ۲۱۲۲) جس شخص نے دنیا میں تقدیر کے مسئلے میں بحث کی ہوگی، اس سے قیامت کے دن اس کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی اور جس نے اس حوالے سے کوئی بحث نہیں کی ہوگی، اس سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ (ہ: ۸۴)

نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی سازش سے بچا کر زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب حضرت عیسیٰؑ زمین پر نازل ہوں گے۔ جب تم انہیں دیکھو تو مندرجہ ذیل علامات سے انہیں پہچان لینا: وہ درمیانہ قد کے ہوں گے، سرخ وسفید رنگ ہوگا، گیروے سے رنگے ہوئے دو کپڑے ان کے جسم پر ہوں گے۔ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہوں گے، گو کہ انہیں پانی کی تری بھی نہ پہنچی ہو۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کروادیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ ان کے زمانے میں اللہ اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو مٹا دیگا اور ان کے ہاتھوں سے دجال کو ہلاک کروائے گا۔ روئے زمین پر امن وامان قائم ہوجائیگا، یہاں تک کہ سانپ اونٹ کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ ایک گھاٹ سے سیراب ہوا کریں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلتے ہوں گے اور سانپ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ اس طرح حضرت عیسیٰؑ چالیس سال تک زمین پر رہ کر انتقال فرمائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ (احمد: ۹۲۵۹ وغیرہ)

برزخ

جب کسی انسان کا انتقال ہو جاتا ہے، تو اگر وہ دفن کیا جائے تو قبر میں، ورنہ جس حال میں ہو، اسی حالت میں، اس کے پاس منکر اور نکیر نام کے دو فرشتے آتے ہیں، اور اس سے سوال کرتے ہیں: (۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے اور (۳) حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں، یہ کون ہیں؟

مؤمن، نیک اعمال شخص، جب ان سوالوں کا جواب دے دیتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اطمینان سے سو جا، اور جو صحیح جواب نہیں دے پاتا، اس کو سزا دی جاتی ہے۔ (خ:۹۲۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر، آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر انسان اس میں نجات پالے، تو بعد کے تمام مراحل آسان ہو جاتے ہیں، اور اگر اس میں نجات نہ ملے تو بعد کے مراحل اس سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ (ت:۲۳۰۸)

قیامت

قیامت کا وقت طے ہے، اور اس سے متعلق بہت سی پیشینگوئیاں کی گئیں ہیں، لیکن اصل وقت اللہ ہی کو معلوم ہے، ایک مرتبہ حضرت جبرئیل نے ایک دیہاتی کی شکل میں آکر نبی ﷺ سے عرض کیا کہ: قیامت کب آئے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ بھی سوال پوچھنے والے سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ (خ:۵۰) جب یہ طے شدہ وقت آئے گا تو صور پھونکا جائے گا، جو ایک سینگ ہے، جس میں پھونک ماری جائیگی، اور اس میں پھونک مارنے والے فرشتے دوسرے آسمان میں ہیں، ان کا سر مشرق میں اور پاؤں مغرب میں ہیں، اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب انہیں حکم ملے اور وہ صور پھونک دیں۔ (احمد:۶۸۰۴،۶۸۰۵) قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع کیا جائے گا، اس وقت لوگ برہنہ جسم،

ننگے پاؤں، اور غیر مختون حالت میں ہوں گے، جیسے پیدائش کے وقت ہوتے ہیں۔ (ت: ۲۴۲۳) ان کے جسم مکمل طور پر زائد بالوں سے پاک ہوں گے، وہ بے ریش ہوں گے، ان کی آنکھیں بغیر سرمہ لگائے ایسی ہوں گی جیسے؛ ان میں سرمہ لگایا گیا ہو، اور ان کی عمر ۳۰/ سال ہوگی۔

(احمد: ۲۲۳۷۴، ۲۲۴۲۲، ۲۲۴۵۷)

قیامت کے دن کوئی بھی شخص ان ۵/ سوالوں کا جواب دیئے بغیر اپنے قدم نہ ہلا سکے گا: (۱) عمر کہاں خرچ کی؟ (۲) جوانی کہاں گزاری؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ اور (۴) کہاں خرچ کیا؟ اور (۵) اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ (ت: ۲۴۱۶، ۲۴۱۷)

حوضِ کوثر

رسول اللہ ﷺ میدان محشر میں حوضِ کوثر پر اپنی امت کا انتظار فرمائیں گے، تا کہ پیاسوں کو سیراب کریں (احمد: ۳۲۲۷) اور یہ کوئی عام حوض نہیں، اس کی وسعت اتنی ہوگی جتنی جرباء اور اذرح یعنی دو شہروں کے درمیان کی مسافت۔ (احمد: ۴۷۲۲) اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اس پر جو برتن اور کٹورے ہوں گے ان کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہوگی، جو شخص ایک مرتبہ اس کا ایک گھونٹ بھی پی لیگا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ (احمد: ۲۱۶۲) حوضِ کوثر پر موجود کٹورے اور پیالے سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ (د: ۴۳۰۵)

پل صراط

پل صراط جہنم پر ایک پل ہوگا، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اس پر کانٹے اور آنکڑے ہوں گے، جو ہر اس شخص کو پکڑ لیں گے جسے اللہ چاہے گا، پھر کچھ لوگ اس پر پلک جھپکنے کی طرح، کچھ بجلی کی طرح، کچھ ہوا کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑوں

کی طرح اور کچھ سواروں کی طرح گزر جائیں گے۔ کچھ لوگ صحیح سالم گزر جائیں گے اور کچھ زخمی ہو کر اور کچھ منہ کے بل جہنم میں گر پڑیں گے۔ (احمد: ٢٥٢٠٢)

شفاعت

شفاعت کے معنٰی سفارش کے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں، لوگوں کی شفاعت کرونگا۔ (م: ٤٨٣) میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہے جو کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ہوں۔ (ت: ٢٤٣٥) دیگر انبیاء کرام بھی شفارش کریں گے۔ (ك: ١١٤١) بلکہ نیک اعمال بھی انسان کی سفارش کریں گے، روزہ عرض کریگا کہ پروردگارا! میں نے دن کے وقت اسے کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے روکے رکھا، لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن کہے گا، کہ میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا، لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ ان کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ (احمد: ٦٦٢٦)

جنّت

جنت نہایت ہی آرام کی جگہ ہے۔ اس میں صرف وہی لوگ جائیں گے، جو مسلمان ہیں۔ جنت میں اللہ نے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گزرا۔ (م: ٢٠٠٥) اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنت میں جو شخص سب سے نچلے درجے میں ہوگا، وہ اپنے باغات، اپنی بیویاں، اپنی نعمتیں، خدام اور تخت وغیرہ دیکھے گا تو وہ ایک ہزار سال کی مسافت پر پھیلے ہوئے ہوں گے۔ (ت: ٢٥٥٣) جنت کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی ہے، اس کا گارا خالص مشک کا ہے، اس کے کنگرے ہیرے اور موتی کے ہیں اور مٹی زعفران

کی ہے۔ (ت: ۲۵۲۶) جنت میں جنتی ہمیشہ رہیں گے اور وہاں انہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ (م: ۷۱۸۱، ۷۱۸۴) جنت کی سب سے بڑی نعمت اللہ کی ایسی رضامندی اور خوشنودی ہے، جس کے بعد وہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔ (م: ۷۱۴۰)

جہنم

جہنم نہایت تکلیف کی جگہ ہے، جو کافروں اور مشرکوں کے لئے تیار کی گئی ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، جبکہ بعض مسلمان جو گنہگار ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہ ایک دن جہنم سے نکال لیگا۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا، اسے جہنم سے نکال لیا جائے گا (م: ۴۵۴)

دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں جزء ہے، گویا جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ گنا زیادہ تیز ہے۔ (م: ۵۱۷) جہنم میں جسے سب سے کم درجے کا عذاب ہوگا، اس کے پاؤں میں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھولتا ہوا ہوگا، حالانکہ یہ سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ لیکن وہ سمجھ رہا ہوگا کہ اسے سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے۔ جہنمی، جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ (م: ۷۱۸۱)

اعراف

جن لوگوں کی نیکی اور بدی برابر ہوگی، نہ دوزخ کے مستحق ہوں گے، نہ جنت کے، لیکن وہ جنت کی طمع رکھتے ہوں گے، وہ شروع میں اعراف میں رہیں گے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں جائیں گے۔

جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے جو جنت کی لذتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پہنچنے سے روکتی ہے، اسی درمیانی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہوگا

اس کو "اعراف" کہتے ہیں۔ اعراف کا ہونا حق ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ (عمدة الفقه: ۱ / ۶۲۔

۲۱)دیکھئے تفسیر عثمانی: ۲۰۸)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ج وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمٰهُمْ ج وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ قف لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ . وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٥

ان دونوں یعنی جنت اور دوزخ کے درمیان "اعراف" نام کی ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے، جو سب کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے اور وہ اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے، مگر امید رکھتے ہوں گے اور جب انکی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ فرما۔ (ترجمه: مولانا فتح محمد جالندهری)

* * *

اصطلاحاتِ فقہ

اصطلاحاتِ فقہ

احکام شریعت کو جاننے سے قبل شریعت کی اصطلاحات کا جاننا اشد ضروری ہے، اسی کے پیشِ نظر یہاں چند موٹی موٹی باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

فرض

تعریف

جس کے کرنے کا لازمی مطالبہ کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

حکم

دل سے یقین اور بدن سے فرض پر عمل ضروری ہے۔ اس کا انکار کفر اور بلاعذر چھوڑنا فسق ہے۔

اقسام فرض

فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرضِ عین اور (۲) فرض کفایہ۔

فرض عین

جس کے کرنے کا لازمی مطالبہ ہر ایک سے ہو، جیسے: پنجوقتہ نمازیں۔

فرض کفایہ

فرض کفایہ اسے کہتے ہیں، جس کے کرنے کا لازمی مطالبہ پوری جماعت و بستی سے اس طور پر ہو کہ بعض افراد ادا کرلیں تو سب سے مطالبہ ساقط ہو جائے، ورنہ سب کے سب گنہگار رہوں، جیسے: نمازِ جنازہ۔

تنبیہ: فقہاء کے نزدیک فرض کا اطلاق مکمل فعل پر بھی ہوتا ہے اور فعل کے ان ضروری اجزاء پر بھی جن کے وجود پر فعل کا شرعی وجود موقوف ہوتا ہے، خواہ وہ اصل فعل سے پہلے کیے جائیں یا اس کے اندر۔ مثلاً: پوری نماز کو بھی فرض کہتے ہیں اور اس کے شرعی وجود واعتبار کے لئے کیے جانے والے اعمال، جو اس سے پہلے کیے جاتے ہیں، جیسے: طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ وغیرہ، انہیں بھی فرض یا شرط کہتے ہیں اور جو اعمال اس کے اندر کیے جاتے ہیں، جیسے؛ رکوع، سجدہ، قرأت وغیرہ ان کو بھی ارکان یا فرض کہتے ہیں۔ (اصول فقہ: ۲۸.۲۰)

واجب

تعریف

واجب اسے کہتے ہیں جس کا ثبوت فرض کے مقابلے میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو۔

حکم

جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہے، بغیر تاویل وعذر واجب کو ترک کرنے والا گنہگار ہے، البتہ واجب کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔

مقدمات فرض وواجب

مقدمات فرض وواجب کا بھی وہی حکم ہے جو فرض وواجب کا ہے، یعنی جن چیزوں پر کسی فرض وواجب کا پورا ہونا یا صحیح ہونا موقوف ہو، وہ بھی فرض وواجب قرار پاتے ہیں، جیسے: نماز کے حق میں وضو۔ (اصول فقہ: ۳۰.۳۱)

سنّت

تعریف

سنت اسے کہتے ہیں، جس کے کرنے کا مطالبہ غیر لازمی، اس طور پر ہو کہ کرنے کی تاکید ہو۔

حکم

اس پر عمل کرنا بغیر لزوم کے، تاکید کے ساتھ ہوتا ہے اور کرنے والا مستحق تعریف و ثواب اور نہ کرنے والا مستحق ملامت اور اگر اصرار کے ساتھ بغیر عذر ترک کرے تو مستحق عتاب ہے۔

اقسامِ سنت

سنت کی دو قسمیں ہیں: (۱) سنت ھدیٰ اور (۲) سنت زائدہ۔

سنت ھدیٰ

وہ امور جن کا ثبوت بطور عبادت اہتمام کے ساتھ ہو، اور وہ فرض و واجب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے ہوں، جیسے: اذان و اقامت، اور جماعتِ نماز وغیرہ، انہیں سنت ھدیٰ کہتے ہیں۔ انہیں کو سنت مؤکدہ بھی کہتے ہیں اور سنت کا اوپر جو حکم بیان کیا گیا، وہ اسی قسم کا ہے۔

سنت زائدہ

وہ امور جن کا ثبوت یا تو بطور عادت ہو، یعنی وہ افعال و اقوال، جن کا تعلق عام انسانی زندگی اور بشری ضروریات و تقاضوں سے ہو، جیسے حضور ﷺ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا وغیرہ۔ یا حضور ﷺ نے انہیں بطور عبادت ہی کیا ہو، لیکن وہ فرض و واجب کے لئے تکمیل کا ذریعہ نہ ہوں اور پابندی کی وجہ سے عادت ہی کے درجے میں ہو گئے ہوں۔ جیسے نماز کے اندر قرأت اور رکوع وسجدہ کو طویل کرنا، یہ سب سنت زائدہ کے حکم میں ہے۔ (اصول فقہ: ۳۴، ۳۳)

اقسام سنت مؤکدہ

تعریف

سنت مؤکدہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) سنت مؤکدہ علی العین اور (۲) سنت مؤکدہ علی الکفایہ۔

سنت مؤکدہ علی العین

اس کا مطلب ہے کہ ایسی سنت جس کے کرنے کا غیر لازمی مطالبہ تاکید کے ساتھ ہر ایک سے ہو، جیسے: پانچ وقت کی نمازوں کی جماعت، تراویح کی نماز۔

سنت مؤکدہ علی الکفایہ

سنت مؤکدہ علی الکفایہ کا مطالب ہے، ایسی سنت کہ جس کے کرنے کا غیر لازمی مطالبہ تاکید کے ساتھ پوری جماعت سے اس طور پر ہو کہ بعض کے کر لینے سے پوری جماعت گرفت سے بری ہو جائے، ورنہ پوری جماعت مستحق گرفت و ملامت ہو، جیسے: تراویح کی جماعت، رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف۔ (اصول فقہ: ۳۵)

مستحب

تعریف

مستحب کا مطلب ہے، وہ امور جن کے کرنے کا غیر لازمی مطالبہ تاکید کے بغیر، پسندیدگی کے ساتھ ہو۔

حکم

مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا باعث ثواب ہے اور نہ کرنے پر کوئی ملامت و گرفت نہیں۔ (اصول فقہ: ۳۵.۳۶)

مباح

تعریف

جس کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہو، اسے مباح کہتے ہیں۔

حکم

جسکا کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہے، نہ کسی میں ثواب، نہ کسی میں ملامت اور عقاب و عتاب، مثلاً: عام انسانی ضروریات؛ کھانا، پینا وغیرہ۔ (اصول فقہ: ۴۱.۴۰)

مکروہ تنزیہی

تعریف

جس کے نہ کرنے کا مطالبہ غیر لازمی اور تاکید کے ساتھ ہو، اسے مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔

حکم

اس کا ترک کرنا موجب تعریف وثواب اور کرنا اچھا ہے، مثلاً: بے وضوء اذان کہنا۔

(اصول فقہ: ۳۹)

مکروہ تحریمی

تعریف

جس کے نہ کرنے کا لازمی مطالبہ کسی ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں کسی اعتبار سے شبہ ہو، اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔

حکم

ممانعت کے ظن غالب کے ساتھ عمل میں احتراز ضروری ہے، بغیر کسی تاویل اسکا

کرنا، گمراہی اور موجب مذمت وعتاب ہے، مثلاً: کالا خضاب استعمال کرنا۔ (اصول فقہ: ۳۸)

حرام

تعریف

جس کے نہ کرنے کا لازمی مطالبہ کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو اسے حرام کہتے ہیں۔

حکم

حرام کے متعلق حکم یہ ہے کہ دل سے ممانعت کا یقین اور عمل میں احتراز ضروری ہے، اس کا انکار کفر اور ایسے عمل کا ترک کرنا تعریف وثواب کا موجب اور بلا عذر کرنا موجب مذمت وعتاب ہے، مثلاً: چوری، قتل وغیرہ۔ (اصول فقہ: ۳۷)

* * *

کتاب الصلوٰۃ

(طہارت ونماز کے احکام ومسائل)

طہارت کے احکام ومسائل

شریعت اسلامی میں طہارت کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ اللہ پاک، پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔(سورۃ التوبۃ: ۱۰۸) نیز طہارت وپاکی آدھا ایمان ہے۔(مسلم: ۲۲۳)

طہارت کے معنی

لغت میں طہارت کے معنی مطلق طور پر صفائی وپاکیزگی کے ہیں، اور شرعاً اس کے معنی حدث ونجاست سے پاکیزگی حاصل کرنا ہیں۔ (الاختیار لتعلیل المختار: ۱/۹) پس یہاں طہارت سے مراد وہ طہارت ہے، جس کے بغیر نماز وغیرہ جائز نہیں ہوتی۔ (الخلاصۃ البھیۃ فی مذھب الحنیفۃ: ۵۳)

طہارت کی قسمیں

نمازی کے بدن کی طہارت چند قسموں پر ہے:

(۱) استنجاء (۲) وضو (۳) غسل (۴) تیمم (ایضا)۔

انسان کا بدن اگر ناپاک ہوجائے تو اس پر سے نجاست زائل کرکے تین مرتبہ پے در پے پانی بہانا کافی ہے۔(المحیط البرھانی: ۱/ ۳۸۱)

جب نجاست مخرج سے ایک درہم تک تجاوز کرجائے تو پانی سے ازالہ نجاست واجب ہوگا، اس صورت میں صرف ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کافی نہیں۔(مراقی الفلاح: ٤٤)

استنجاء سے متعلق چند آداب:

استنجاء کے وقت یہ باتیں پسندیدہ ہیں:

(۱) سر ڈھک کر استنجاء کرنا۔

(۲) بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے داخلہ کی دعا پڑھنا۔

(۳) بیت الخلاء میں پہلے بایاں قدم داخل کرنا ۔

(۴) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالنا۔

(۵) بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد نکلنے کی دعا پڑھنا۔ (شامی: ۱/ ۹ ۵۵ ؛ ھندیہ: ۱/ ۵۰)

استنجاء سے متعلق چند مکروہات:

استنجاء کے وقت یہ باتیں ناپسندیدہ ہیں:

(۱) کھڑے کھڑے پورا ستر کھول دینا۔

(۲) بیت الخلا میں بیٹھے بیٹھے گفتگو کرنا (جبکہ بغیر ضرورت کے ہو)۔

(۳) بیت الخلاء میں زبان سے اللہ کا ذکر کرنا۔

(۴) اپنی شرمگاہ کو بلا ضرورت دیکھنا۔

(۵) سبیلین سے نکلنے والی نجاست کو غور سے دیکھنا۔

(۶) نجاست کی جگہ میں تھوکنا یا ناک سنکنا۔

(۷) بیت الخلاء میں بلا ضرورت کھنکھارنا۔

(۸) بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے، بدن کے کسی حصے سے کھیلنا۔

(۹) قضاء حاجت کے وقت آسمان کی طرف نظر کرنا۔

(۱۰) بلا ضرورت دیر تک بیت الخلاء میں بیٹھے رہنا۔

(۱۱) بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۱۲) قضاء حاجت کے وقت، چہرہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف کرنا بھی سخت منع ہے۔ (شامی:

۱/ ۹ ۵۵ ؛ ھندیہ: ۱/ ۵۰)۔

وضو کے احکام ومسائل

وضو

لغت میں وضو کے معنی پاکیزگی حاصل کرنا اور شرعاً اس کے معنی ایک خاص طریقے پر منہ ہاتھ وغیرہ دھونا ہیں۔ (الاختیار لتعلیل المختار: ۱/ ۹)

وضو کے فرائض

وضو میں یہ چار فرض ہیں:

(۱) ایک مرتبہ پورا چہرہ دھونا۔ چہرہ کی حد لمبائی میں پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے۔

(۲) دونوں ہاتھ ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دھونا۔

(۳) دونوں پاؤں ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دھونا۔

(۴) ایک مرتبہ، چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(سورۃ المائدۃ: ۶، نور الایضاح وغیرہ)

وضو کے سنن ومستحبات

وضو میں یہ چیزیں سنت اور مستحب ہیں:

(۱) وضو کی نیت کرنا۔

(۲) وضو کی دعا پڑھنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھونا۔

(۴) مسواک کرنا۔

(۵) تین مرتبہ کلی کرنا۔

(۶) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا۔

(۷) اگر روزہ نہ ہو تو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

(۸) ڈاڑھی کا خلال کرنا، جبکہ ڈاڑھی گنجان ہو اور خلال کا وقت تینوں مرتبہ منہ دھونے کے بعد ہے۔

(۹) ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

(۱۰) ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کرنا۔

(۱۱) دونوں کانوں کا ایک ساتھ مسح کرنا۔

(۱۲) وضو کے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا۔

(۱۳) اعضاء وضو کو پانی ڈال کر رگڑنا اور ملنا خصوصاً موسم سرما میں۔

(۱۴) پہلے دائیں عضو کو دھونا۔

(۱۵) چہرے کے دھونے میں پیشانی کی طرف سے پانی بہانا اور شروع کرنا۔

(۱۶) ہاتھوں اور پیروں کے دھونے میں انگلیوں کے سرے سے دھونا شروع کرنا۔

(۱۷) گردن کا مسح کرنا۔

(۱۸) ہتھیلی کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرنا۔

(۱۹) ترتیب وار وضو کرنا۔

(۲۰) پے در پے وضو کرنا۔

(۲۱) وضو کرنے کے لئے قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنا۔

(۲۲) اعضاءِ وضو کو دھوتے وقت پہلی بار میں ملنا۔

(۲۳) جس کا وضو ٹھہرتا ہو، اسے وقت سے پہلے وضو کر لینا۔

(۲۴) اگر انگوٹھی وغیرہ پہنی ہوتو اسے حرکت دینا، جبکہ حرکت دیئے بغیر اس کے نیچے پانی پہنچ جائے، ورنہ یہ حرکت دینا فرض ہے۔

(۲۵) وضو از خود کرنا یعنی بلاضرورت کسی سے مدد نہ لینا۔

(۲٦) وضو کرتے وقت بلاضرورت کسی قسم کی دنیوی بات نہ کرنا۔

(۲۷) وضو کے بعد وضو کی دعا وغیرہ پڑھنا۔

(۲۸) پاک اور اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔

(شامی: ۲٥٦/۱، عمدة الفقہ ۱٤٥/۱، شمائل کبریٰ: ۲۲٥-۲۳٥/٦)

وضو کے مکروہات

یہ باتیں وضو میں ناپسندیدہ ہیں:

(۱) پانی میں اسراف کرنا۔

(۲) پانی خرچ کرنے میں اتنی کمی کرنا کہ اعضاءِ وضو صحیح طور پر نہ دھل پائیں۔

(۳) اعضاءِ وضو کو تین مرتبہ سے زائد دھونا۔

(۴) منہ پر زور سے چھینٹا مارنا۔

(۵) قصداً خلافِ سنت وضو کرنا۔

(مظاہر حق جدید: ۳۱٤/۱)

نواقضِ وضو

وہ امور جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ ہیں:

(۱) پیشاب یا پاخانہ کے راستے سے کسی چیز کا نکلنا، مثلاً: پیشاب، منی، مذی، ودی، ریح، کیڑا، پاخانہ وغیرہ۔ البتہ جو ریح آگے کے مقام سے نکلے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۲) خون اور پیپ وغیرہ کا بدن سے نکل کر اپنی جگہ سے بہہ جانا۔

(۳) منہ بھر کر قے ہونا۔

(۴) بیہوش ہو جانا، چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہو۔

(۵) جنون، یعنی پاگل ہو جانا۔

(۶) کسی بالغ آدمی کا، جنازہ کی نماز کے علاوہ کسی اور نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

(۷) ایسی ٹیک لگا کر سونا کہ اگر وہ ہٹالی جائے تو سونے والا شخص گر پڑے اور سرین زمین سے جدا ہو جائے، یا لیٹ کر سونا، خواہ چت لیٹے یا کروٹ سے۔

(قدوری: ٤، عمدة الفقه: ١/ ١٧٢، نماز احمد ﷺ ٣٠٢)

وضو کا مکمل مندوب طریقہ

وضو کے لئے پاک اور اونچی جگہ بیٹھے اور دل میں یہ نیت کرے کہ میں یہ وضو خاص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب وعبادت کیلئے کرتا ہوں / کرتی ہوں صرف بدن یا منہ وغیرہ کا دھونا مقصود نہیں۔ وضو شروع کرتے وقت **بسم اللہ الخ** پڑھے، پھر چلو میں پانی لیکر دونوں ہاتھوں کو کلائی تک مل مل کر دھوئے اس طرح کل تین مرتبہ کرے، پھر دائیں ہاتھ میں پانی لیکر ایک مرتبہ کلی کرے، پھر تین مرتبہ مسواک کرے، اس کے بعد دو کلیاں اور کرے، اس طرح تین کلیاں پوری ہو جائیں گی اور اگر حالت روزہ میں نہ ہو تو کلی کے ساتھ غرغرہ بھی کرے یعنی کلی میں مبالغہ کرے۔

پھر دائیں ہاتھ میں پانی لیکر ناک میں پانی داخل کرے اور اگر حالت روزہ میں نہ ہو تو اس میں بھی مبالغہ کرے، یعنی پانی نتھنوں کی جڑوں تک پہنچائے، اگر روزہ دار ہو تو نرم گوشت سے اوپر نہ چڑھائے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی نتھنوں میں پھیرے اور بائیں ہاتھ سے ناک سنکے۔ کل تین بار ناک میں پانی ڈالے اور ہر بار نیا پانی لے۔

پھر دونوں چلّو میں پانی لیکر دونوں ہاتھوں سے پیشانی سے نیچے کو پانی ڈالے اور تمام منہ کو مل کر دھوئے۔ سر میں عموماً جہاں سے بالوں کی ابتداء ہوتی ہے وہاں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک کہ سب جگہ پانی پہنچ جائے، دونوں ابرؤوں اور مونچھوں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی نہ رہے، ڈاڑھی کا بھی خلال کرے، پھر دو دفعہ اور پانی لیکر پورا چہرہ اسی طرح دھوئے اور ڈاڑھی کا خلال کرے، تاکہ تین مرتبہ پورا ہو جائے۔

پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ دھوئے، اس طرح کہ انگلیوں سے پانی ڈالنے کی ابتداء کرے اور اچھی طرح دونوں ہاتھوں کو مل کر دھوئے اور اگر انگلی وغیرہ میں انگوٹھی وغیرہ پہنی ہو تو اسکو حرکت دے، عورت چہرہ وغیرہ دھوتے وقت اپنی ناک، کان وغیرہ کے زیور کو بھی حرکت دے، ہاتھوں کو دھوتے وقت انگلیوں کا بھی خلال کرے، اس طرح کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالے اس طرح کہ پانی ٹپکتا ہوا ہو۔

پھر دائیں ہاتھ میں پانی لیکر دونوں ہاتھوں کو تر کر کے ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کرے۔ اس طرح کہ ہتھیلی اور تمام انگلیوں کو سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر پورے سر کا مسح کرتے ہوئے پیچھے کی طرف لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے۔ پھر اس کے بعد انگشتِ شہادت کے ذریعہ سے کان کے اگلے حصہ پر مسح کیا جائے، اگر کان کے گوشے میں عطر وغیرہ کا پھایا رکھا ہو تو کان کا مسح کرتے وقت اس کو ہٹانا بھی سنت ہے اور اگر کان کے سوراخ میں رکھا ہو تو اس کا نکالنا مستحب ہے اور دونوں انگوٹھوں کے ذریعہ سے کان کے باہری حصہ کی طرف مسح کیا جائے، پھر انگلیوں اور ہتھیلی کی پشت سے گردن کا مسح کرے، لیکن گلے کا مسح نہ کرے۔

پھر دائیں ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے پہلے دایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین مرتبہ دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں میں بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے نیچے سے اوپر کی جانب خلال کرلے اور پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے، پھر اسی طرح دائیں ہاتھ سے پانی ڈالکر بایاں پاؤں تین مرتبہ دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں کا بھی اسی طرح خلال کرے، مگر انگوٹھے سے شروع کرے اور چھنگلیاں پر ختم کرے۔

وضو مکمل ہونے کے بعد مسنون اذکار اور تحیۃ الوضوی دو رکعت نماز پڑھے۔ (نماز

احمد ﷺ: ۳)

* * *

غسل کے احکام ومسائل

غسل

لغت میں تمام بدن کے دھونے کو غسل کہتے ہیں، لیکن شریعت میں ناپاکی دور کرنے یا ثواب حاصل کرنے کے لئے خاص طریقے سے تمام بدن کے دھونے کو غسل کہا جاتا ہے۔ (اسلامی فقہ: ۱/ ۱۶۹)

غسل کے فرض ہونے کے اسباب

غسل ان امور کے باعث فرض ہوتا ہے:

(۱) جنابت (انزال یا احتلام وغیرہ) ہونا۔

(۲) حیض کا انقطاع۔

(۳) نفاس کا انقطاع۔

(تاتارخانیہ: ۱/ ۸۳)

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں:

(۱) کلی کرنا، غسل میں غرغرہ ضروری نہیں، منہ بھر کر کلی کرنا ضروری ہے۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا۔

(۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔

(الاختیار لتعلیل المختار: ۱/ ۱٤)

نوٹ: بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف کمر سے نیچے پانی گرالینا کافی ہے،

ان کی اصلاح ضروری ہے، جنابت سے پاکی حاصل کرنے کے لئے (یعنی واجب غسل کیلئے) پورے جسم کو پاک کرنا ضروری ہے، جس میں مذکورہ بالا تین فرائض ہیں، صرف کمر سے نیچے پانی گرالینا کافی نہیں ہے۔ (فتاوی امارت شرعیہ: ۳/ ۱۰۲)

غسل کی سنتیں

غسل میں یہ امور سنت ہیں:

(۱) ابتداءً غسل کی نیت کرنا۔

(۲) بسم اللہ پڑھنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھونا۔

(۴) استنجاء کرنا یعنی پیشاب وپاخانہ کے مقام کو دھونا، خواہ اس پر نجاست لگی ہو یا نہ لگی۔

(۵) اگر جسم کے کسی حصہ پر کوئی نجاست لگی ہو تو وضو غسل سے پہلے اسے زائل کرنا۔

(۶) نماز کے وضو کی طرح وضو کرنا۔

(۷) سر اور بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالنا۔

(۸) ترتیب وار غسل کرنا، یعنی جس ترتیب سے یہ سنتیں بیان کی گئی ہیں، اسی ترتیب سے غسل کرنا۔

(۹) بدن کو ہاتھ سے ملنا۔

(۱۰) پانی کے استعمال میں نہ اسراف کرنا اور نہ کمی کرنا۔

(۱۱) ایسی جگہ پر غسل کرنا، جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔

(هندیه: ۱/ ۱٤)

مستحبات غسل

غسل میں یہ امور مستحب ہیں:

(۱)غسل کرتے وقت بلاضرورت کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔

(۲)تمام اعضاء بدن کو اس طرح متواتر دھونا کہ جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے زمانے میں پہلا حصہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دُھل جائے۔

(۳)غسل کے بعد بدن کو کسی کپڑے سے پوچھ ڈالنا، اس طرح کہ اعضاء پر غسل کا اثر باقی رہے۔

(۴)غسل کے بعد ستر ڈھانپنے میں جلدی کرنا۔

(۵)غسل سے فارغ ہوکر دو رکعت نفل نماز پڑھنا۔

(عمدة الفقه: ١/١٩٤-١٩٢)

مکروہاتِ غسل

غسل میں یہ امور ناپسندیدہ ہیں:

(۱)پانی کے استعمال میں کمی یا زیادتی کرنا۔

(۲)برہنہ نہانے والے کو قبلہ رخ نہانا۔

(۳)بلاعذر ایسی جگہ نہانا، جہاں کسی کی نظر پڑتی ہو۔

(۴)ستر کھلے ہوئے بلاضرورت بات کرنا۔

(۵)مسنون طریقے کے خلاف غسل کرنا۔

(٦)جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

(عمدة الفقه: ١/١٩٤)

مکمل مندوب طریقۂ غسل

اوّل دل میں پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے اور بسم اللّٰہ پڑھ کر دونوں ہاتھ

گٹوں تک دھوئے، اگر بدن کے کسی حصہ پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس سے بدن پاک کرلے، پھر استنجاء کرے خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو، اس کے بعد مسنون طریقے پر وضو کرے، اب پانی اول سر پر ڈالے پھر دائیں کندھے پر اس کے بعد بائیں کندھے پر۔ اتنا پانی ڈالے کہ سر سے پاؤں تک پانی پہنچ جائے اور بدن کو ہاتھ سے ملے، اور جہاں بدن سوکھا رہنے کا اندیشہ ہو وہاں ہاتھ کے ذریعہ پانی بہانے کا خاص اہتمام کرے۔ یہ ایک مرتبہ ہوا، اس طرح کل تین مرتبہ کرے۔ (مرتب)

* * *

تیمّم کے احکام ومسائل

تیمّم

تیمّم وضو اور غسل کا قائم مقام ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے، جو امت محمدیہ علیہا الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ خاص ہے۔ (طحطاوی علی المراقی: ۱۱۲-۱۱۱)

تیمّم کے معنیٰ

پاک مٹی یا کسی ایسی چیز سے، جو مٹی کے حکم میں ہو، بدن کو پاک کرنا 'تیمّم' کہلاتا ہے۔ (ایضاً)

تیمّم صحیح ہونے کی شرطیں

تیمّم صحیح اور درست ہونے کی یہ شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

(۲) نیت کرنا۔

(۳) مسح کرنا۔

(۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا۔

(۵) مٹی یا اس کی جنس سے کوئی چیز موجود ہونا۔

(۶) مٹی کا پاک ہونا۔

(۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا۔

(۸) حیض ونفاس منقطع ہونا۔

(۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھوں) کا استیعاب کرنا۔

(شامی: ۱/ ۳۹۳ ق)

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

ان چھ صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے:

(۱) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی کسی شخص سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

(۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفاء ہونے کا خطرہ ہو۔

(۳) سخت سردی ہونا، جبکہ ٹھنڈے پانی کے استعمال سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو۔

(۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا، کہ وہاں جا کر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو، مثلاً: وہاں سانپ ہو، یا بھیانک آگ لگی ہو، یا آدمی ایسی صورت میں ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اس کے مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔

(۵) پانی صرف پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو، اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں وغیرہ کے پیاسے مرجانے کا خوف ہو۔

(۶) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب ایسی صورتوں میں واقعۃً انسان کو پانی پر قدرت نہ ہو تو اسے تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: مریض خود اپنے تجربہ یا ظنِ غالب سے واقعی مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ کرے، یا کوئی مسلمان ماہر ڈاکٹر اسے خبر دے، تب ہی اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی ایسے شخص کے پاس، جس پر غسل فرض ہوا ہے، صرف بقدر وضو پانی ہو، یا اور کسی عذر، مرض وغیرہ کی وجہ سے، اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہو جائے، تو ہر دو صورت

میں، غسل کی نیت سے جو تیمم کیا جائے گا وہ وضو کے لئے بھی کافی ہو جائے گا، جو پانی موجود ہے، اس سے وضو کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر اس کے بعد کوئی ایسا امر پیش آئے جس سے وضو واجب ہوتا ہے، تو اب وضو کرنا ہوگا، چونکہ وضو کے بقدر پانی پر قدرت حاصل ہے۔ (دیکھئے شامی: ۱/ ۴۰۱ ـ ۳۹۵)

کن چیزوں پر تیمّم جائز ہے اور کن چیزوں پر نہیں؟

(۱) پاک زمین اور اس کی ہر ایسی جنس سے تیمم کرنا جائز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ جلے، نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو، جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی، اور جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے جل جائیں یا ڈھل جائیں یا پگھل جائیں یا نرم ہو جائیں تو اگر ان پر گرد وغبار نہ ہو تو تیمم جائز نہ ہوگا۔ جیسے: لوہا، تانبا، سونا اور چاندی وغیرہ۔

(۲) اگر لوہا یا لکڑی وغیرہ پر اتنا گرد جم گیا ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے گرد کا اثر ظاہر ہو جائے تو اس پر بھی تیمم درست ہے۔

(۳) سیمنٹ، ٹائلس، پتھر، چونا یہ سب زمین کی جنس سے ہیں، لہذا اگر وہ پاک ہوں تو ان پر تیمم جائز ہے، اگرچہ ان پر بالکل بھی گرد وغبار نہ ہو۔ (شامی: ۱/ ۴۰۷؛ ہندیہ: ۱/ ۲۷-۲۶)

نواقضِ تیمّم

وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے، یہ ہیں:

(۱) تیمم ہر حدث سے ٹوٹ جاتا ہے، بالفاظ دیگر جن چیزوں سے وضو اور غسل ٹوٹ جاتے ہیں، ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲) جس عذر کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے، اس عذر کے زائل ہونے سے بھی تیمم باقی نہیں رہتا۔

(۳) اگر پانی پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو پانی پر قدرت حاصل ہوتے ہی تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ (شامی: ١/٤٢٧-٤٢٥ ز)

مسئلہ: جس تیمم سے نماز پڑھنا درست ہوتا ہے اس کے لئے یہ شرط ہے کہ تیمم کے وقت

(۱) طہارت کاملہ یا۔

(۲) نماز پڑھنے یا۔

(۳) اور کسی ایسی عبادتِ مقصودہ کی انجام دہی کی نیت کرے، جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی۔ (نورالایضاح: ٤٧ مع المراقی)

تیمّم کا مکمل مندوب طریقہ

اوّل پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے، پھر دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارے، زیادہ مٹی لگ جائے تو پھونک مار کر اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو پورے چہرہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے، ایک بال کے برابر بھی۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتے ہوئے کہنی تک لے جائے، اس طرح لے جانے میں سیدھے ہاتھ کے نیچے کی جانب ہاتھ پھر جائیگا، پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتے ہوئے لائے، اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کی جانب کو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے، اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے پھر انگلیوں کا خلال کرے اگر انگوٹھی وغیرہ پہنے ہوئے ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے اور ڈاڑھی کا خلال کرنا بھی سنت ہے۔ (دیکھئے شامی: ١/٤٠٢ ز، ہندیہ: ٢٦، تعلیم الاسلام: ٣/٤٤-٤٣)

نماز کے احکام ومسائل

نماز

لغت میں صلوٰۃ کے معنی ہیں دعا، اور شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ اس خاص عبادت کا نام ہے، جو ارکان وشرائط کے ساتھ مخصوص اقوال وافعال کی صورت میں ادا کی جاتی ہے، جس کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے اور انتہاء سلام پر ہوتی ہے۔ فارسی اور اردو میں اسی کو ”نماز“ کہتے ہیں۔ (مظاہر حق جدید: ۵۰۰/۱)

نماز کی اہمیت اور اس کی تاثیر

اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد یعنی توحید ورسالت کی گواہی دینے کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض اسلام میں نماز ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے، جو دن رات میں پانچ وقت فرض گئی ہے۔ قرآن شریف کی بہت سی آیتوں میں اور رسول اللہ ﷺ کی سیکڑوں حدیثوں میں نماز کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے اور اس کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد کہا گیا ہے۔

نماز کی یہ تاثیر ہے کہ اگر اسے ٹھیک طریقے سے ادا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے آدمی کا دل پاک صاف ہوتا ہے، اور اس کی زندگی درست ہوتی ہے اور برائیاں اس سے چھوٹ جاتی ہیں اور نیکی اور سچائی کی محبت اور خدا کا خوف، اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے، اس لئے اسلام میں دوسرے تمام فرضوں سے زیادہ اس کی تاکید ہے اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس آکر اسلام قبول کرتا تو آپ ﷺ توحید کی تعلیم کے بعد اس سے پہلا عہد، نماز ہی کا لیا

کرتے تھے۔ الغرض! کلمہ کے بعد نماز ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ (اسلام کیا ہے؟ بتصرف یسیر: ۲۶۔۲۵)

شرائط نماز

شریعت کی اصطلاح میں شرط وہ ہے، جس پر کوئی چیز موقوف ہو، اور اس میں داخل نہ ہو، یعنی اس کی ماہیت سے خارج ہو اور اس کا جزء نہ ہو۔ پس نماز کے شرائط وہ فرائض ہیں، جو نماز سے باہر ہیں، اور ان کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔

نماز کے شرائط یہ ہیں:

(۱) بدن کا پاک ہونا۔

(۲) کپڑوں کا پاک ہونا۔

(۳) نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔

(۴) ستر کا چھپا ہونا۔

(۵) قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

(۶) نماز کا وقت ہونا۔

(۷) نماز کی نیت کرنا۔

(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۲-۳۰۱)

ارکان نماز

وہ فرائض جو نماز کے اندر ہیں، یعنی نماز کی ماہیت میں داخل ہیں، ان کو ارکان کہتے ہیں۔ ارکان، رکن کی جمع ہے۔ ''رکن'' کے معنی ستون اور مضبوط پہلو کے ہیں، اور یہاں اس کے معنی فرض اور ارکان کے معنی فرائض ہیں۔

نماز کے ارکان یہ ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کہنا۔

(۲) قیام کرنا۔

(۳) قرأت کرنا۔

(۴) رکوع کرنا۔

(۵) ایک رکعت میں دو سجدے کرنا۔

(۶) آخری رکعت میں بقدر تشہد قعدہ کرنا۔

تنبیہ: بعض علماء کے نزدیک، خروج بصنعہ، یعنی اپنے فعل اختیار سے نماز ختم کرنا، فرائضِ نماز میں سے ہے، لیکن صحیح یہ ہے، کہ یہ فرض نہیں ہے۔ (ھندیہ: ۱/۷۱-۶۸، شامی: ۲/۱۲۲-۱۱۲ دارالکتاب)

واجباتِ نماز

واجبات نماز وہ امور ہیں، جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے، اگر ان میں سے کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اور بھول سے چھوٹنے کے بعد سجدہ سہو نہ کیا جائے، یا جان بوجھ کر کوئی واجب چھوڑ دیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ (عمدۃ الفقہ: ۱/۴۱۶)

نماز میں یہ سب چیزیں واجب ہیں:

(۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے متعین کرنا۔

(۲) فرض نمازوں کی تیسری، چوتھی رکعت کے علاوہ (وتر، سنت، نفل) سب نمازوں کی سب رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت وغیرہ پڑھنا۔

(۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی سب

رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔

(۴) سورہ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔

(۵) قرأت، رکوع اور سجدہ اور رکعتوں، نیز پوری نماز میں ترتیب قائم رکھنا۔

(۶) قومہ کرنا، یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

(۷) جلسہ کرنا، یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھے بیٹھنا۔

(۸) تعدیل ارکان، یعنی رکوع، سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔

(۹) قعدہ اولی کرنا، یعنی تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں پر بقدر تشہد بیٹھنا۔

(۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

(۱۱) امام کو فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں جہراً قرأت کرنا، اور ظہر، عصر وغیرہ میں سرّاً قرأت کرنا۔

(۱۲) لفظ سلام کے ذریعے نماز ختم کرنا۔

(۱۳) وتر کی نماز میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

(۱۴) عیدین کی نماز میں ۶/ زائد تکبیریں کہنا۔

(ھندیہ: ۱/ ۷۲-۷۱، مراقی الفلاح: ۹۲-۹۱)

سنن نماز

نماز میں اگر کوئی سنت بھولے سے چھوٹ جائے تو نہ نماز ٹوٹتی ہے، نہ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اور نہ گناہ ہوتا ہے، اور قصداً چھوڑ دینے سے نماز تو نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، لیکن ایسا کرنے والا برائی اور ملامت کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر سنت کو حق نہ مانے گا تو کافر ہوگا۔ (عمدة الفقه: ۱/ ۴۲۱)

قیام کی گیارہ سنتیں

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا، یعنی سر کو پست نہ کرنا۔

(۲) دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا (مستحب ہے) اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔

(۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہونا۔

(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا، اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل ہوں۔

(۵) ہتھیلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔

(۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا، نہ زیادہ کھلی نہ زیادہ بند۔

(۷) دائیں ہتھیلی، بائیں ہتھیلی پر رکھنا۔

(۸) چھنگلیاں اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا۔

(۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا۔

(۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔

(۱۱) ثناء پڑھنا۔

(دیکھئے شامی: ۲/ ۱۱۶ دار، مراقی ۹۴_۹۵، طحطاوی علی المراقی: ۲۵۹_۲۵۶، ھدایہ: ۱/ ۵۰)

قرأت کی سات سنتیں

(۱) تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا۔

(۲) تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔

(۳) آہستہ سے آمین کہنا۔

(۴) فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک، عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل یعنی سورہ بروج سے لم یکن تک، اور مغرب میں قصارِ مفصل یعنی سورہ اذا زلزلت سے سورہ ناس تک کی سورتوں میں سے پڑھنا۔

(۵) فجر کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے طویل کرنا۔

(۶) نہ زیادہ تیز اور نہ زیادہ آہستہ، بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

(۷) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔

(تبیین: ۱/ ۲۷۹، هدایه: ۱/ ۳۵، نورالایضاح: ۹۶ـ ۹۵ مع المراقی، طحطاوی: ۲٤۸ علی المراقی)

رکوع کی آٹھ سنتیں

(۱) رکوع کی تکبیر ''اللہ اکبر'' کہنا۔

(۲) دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا۔

(۳) گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

(۴) پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا۔

(۵) پیٹھ کو بچھا دینا۔

(۶) سر اور سرین کو برابر رکھنا۔

(۷) کم از کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' پڑھنا۔

(۸) رکوع سے اٹھنے میں امام کو ''سمع اللہ لمن حمدہ''، مقتدی کو ''ربنا لک الحمد'' اور منفرد کو دونوں کہنا۔

(هندیه ۱/ ۷٤ هدایه ۱/ ۵۱ـ ۵۲، نور الایضاح: ۹۷-۹۶ مع المراقی، تبیین مع الشلبی: ۱/ ۲۷۹)

سجدہ کی بارہ سنتیں

(۱) سجدہ کی تکبیر ''اللہ اکبر'' کہنا۔

(۲) سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھنا۔

(۳) پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا۔

(۴) پھر ناک رکھنا۔

(۵) پھر پیشانی رکھنا۔

(۶) پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا۔

(۷) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا۔

(۸) سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا۔

(۹) کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا۔

(۱۰) کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلی" پڑھنا۔

(۱۱) سجدے سے اٹھنے کی تکبیر یعنی" **اللہ اکبر** " کہنا۔

(۱۲) سجدے سے اٹھنے میں پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنوں کو اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

(هندیه:۱/۷۵، هدایه:۵٤-۵۳، تبیین: ۱/۲۸۰، مراقی: ۹۸-۹۷)

قعدہ کی تیرہ سنتیں

(۱) دائیں قدم کو کھڑا رکھنا اور بائیں قدم کو بچھا کر اس پر بیٹھنا، اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔

(۳) تشہد میں" اشهدان لا "پر شہادت کی انگلی اٹھانا اور" الا الله "پر جھکا دینا۔

(۴) قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔

(۵) درود شریف کے بعد دعاء ماثورہ، ان الفاظ میں، جو قرآن وحدیث کے مشابہ ہوں پڑھنا۔

(۶) دونوں طرف سلام پھیرنا۔

(۷) پہلے دائیں جانب سلام پھیرنا۔

(۸) سلام میں امام کو مقتدیوں، فرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا۔

(۹) مقتدی کو امام، فرشتوں اور صالح جنات اور دائیں، بائیں جانب کے نمازیوں کی نیت کرنا۔

(۱۰) منفرد کو، صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔

(۱۱) مقتدی کو امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا۔

(۱۲) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا۔

(۱۳) مسبوق کو اپنی بقیہ نماز پوری کرنے میں امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔

(هندية ۱/۷۷-۷٦، نور الايضاح ۹۹ مع المراقي۔ طحطاوی: ۲۷-۲٦۹ علی المراقی)

نماز کے مستحبات

مستحبات یعنی آداب کا ترک کرنا کراہت وعتاب کا موجب تو نہیں، لیکن ادا کرنا افضل اور ثواب کا موجب ہے۔ (اصول فقہ ۳٦)

نماز میں یہ امور مستحب ہیں:

(۱) منفرد کو رکوع وسجدے میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا، لیکن طاق عدد، یعنی پانچ یا سات یا نو مرتبہ وغیرہ۔

(۲) حالت قیام میں سجدے کی جگہ، رکوع میں دونوں پاؤں کی طرف، سجدے میں

ناک کے سرے پر اور جلسہ وقعدہ میں اپنی گود میں، دائیں جانب سلام پھیرنے میں اپنے داہنے کندھے اور بائیں جانب سلام پھیرنے میں بائیں کندھے پر نظر رکھنا۔

(۳) جمائی لیتے وقت منہ بند رکھنا اور حتی الامکان جمائی کو روکنا۔

(۴) حتی الامکان کھانسی کو روکنا۔

(الدر المختار مع الرد: ٢/١٥٦-١٥٤، الردالمحتار علی الدر: ٢/١٧٥ دار)

عورتوں کی نماز کا فرق

عورتوں کو بھی مردوں کی طرح ہی نماز پڑھنا چاہیے، لیکن ان چند امور میں مردوں کے خلاف کرے:

(۱) قیام کی حالت میں دونوں قدموں کو ملا ہوا رکھے، یعنی ان میں فاصلہ نہ رکھے، اسی طرح رکوع، سجدے میں بھی ٹخنے ملائے رکھے۔

(۲) عورت، خواہ سردی وغیرہ کا عذر ہو یا نہ ہو، ہر حال میں، تکبیر تحریمہ کے لئے چادر یا دوپٹہ وغیرہ کے اندر ہی ہاتھ اٹھائے، باہر نہ نکالے۔

(۳) تکبیر تحریمہ کے وقت عورت صرف کندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔

(۴) تکبیر تحریمہ کے بعد سینہ پر پستان کے نیچے ہاتھ رکھے۔

(۵) عورت، داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر رکھ دے، حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو نہ پکڑے۔

(۶) رکوع میں زیادہ نہ جھکے، بلکہ صرف اس قدر جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۷) رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے ملا کر رکھے۔

(۸) رکوع میں اپنے ہاتھوں پر سہارا نہ دے۔

(۹) رکوع میں ہاتھ، صرف گھٹنوں پر رکھ دے، انہیں پکڑے نہیں۔

(۱۰) رکوع میں گھٹنوں کو جھکائے رکھے۔

(۱۱) رکوع میں کہنیاں، پہلوؤں سے ملا کر رکھے، یعنی سمٹی ہوئی رہے۔

(۱۲) سجدہ میں کہنیاں زمین پر بچھی ہوئی رکھے۔

(۱۳) سجدے میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی نہ کرے، بلکہ دونوں پاؤں دائنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھے۔

(۱۴) بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، غرض یہ کہ سجدہ میں بھی سمٹی ہوئی رہے۔

(۱۵) التحیات میں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رہیں۔

(۱۶) کسی بھی نماز میں بلند آواز سے قرأت نہ کرے۔

(طحطاوی علی المراقی: ٢٥٩، ١/ ٤٣٥_٤٣٤)

مکروہاتِ نماز

عام طور پر فقہاء کرام نے مکروہات نماز کے باب میں مکروہات تحریمہ و تنزیہہ کو ملا جلا کر بیان فرمایا ہے، لیکن ہم نے یہاں کوشش کی ہے کہ ان دونوں کو الگ الگ بیان کریں۔ (خیال رہے یہ مکروھات کی مکمل فہرست نہیں، بلکہ صرف ایک جھلکی ہے)

مکروہاتِ تحریمہ

مکروہ تحریمی، یہ حرام کے قریب قریب ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں جہاں مطلق مکروہ بولا جاتا ہے، وہاں مکروہ تحریمی ہی مراد ہوتا ہے۔ مکروہ تحریمی سے بچنا ضروری ہے۔

چند مکروہات تحریمہ یہ ہیں:

(۱) ''سدل'' یعنی کپڑے کو لٹکانا، اس طرح کہ نماز کی حالت میں چادر یا رومال وغیرہ، سر یا دونوں کندھوں پر ڈال کر، اس کے دونوں سرے ایک دوسری جانب لپیٹے بغیر

دونوں جانب چھوڑ دینا۔

(۲) اپنے کپڑوں یا بدن کے کسی حصہ سے کھیلنا، یعنی بلا ضرورت کپڑے یا بدن کو ہاتھ لگاتے رہنا۔

(۳) چادر یا کوئی اور کپڑا اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ جلدی سے ہاتھ نہ نکل سکیں۔

(۴) پاخانہ یا پیشاب یا ریح کی شدید حاجت یعنی انکا دباؤ ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا۔

(۵) کنکریوں کو ہٹانا لیکن اگر سجدہ وغیرہ کرنا مشکل ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں مضائقہ نہیں۔

(۶) انگلیاں چٹخانا۔

(۷) قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر ادھر ادھر دیکھنا (اگر صرف نگاہ سے ادھر ادھر دیکھے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

(۸) بلا عذر کتے کی طرح یعنی رانیں کھڑی کر کے بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے اور گھٹنوں کو سینے سے ملا لینا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لینا۔

(۹) سجدے میں دونوں کلائیوں کو زمین پر بچھا دینا مرد کے لئے مکروہ ہے۔

(۱۰) امام کا اکیلے ایک ہاتھ اونچی جگہ پر کھڑے ہونا، اگر اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں۔

(شامی زکریا: ۲/ ۴۱۵، ھندیہ: ۱/ ۱۰۸، ۱۰۹، حلبیہ: ۱/ ۱۱۸)

مکروہاتِ تنزیہہ

مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ ہے اور حلال کے قریب ہے اور ان سے بچنا اچھا ہے۔

چند مکروہات تنزیہہ یہ ہیں:

(۱) اچھے کپڑے ہونے کے باوجود معمولی یعنی ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا، جس کو پہن کر مجمع وغیرہ میں جانا پسند نہیں کرتا۔

(۲) قصداً جمائی لینا یا روک سکنے کی حالت میں نہ روکنا۔

(۳) آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

(۴) آیتیں یا تسبیحیں وغیرہ انگلیوں پر شمار کرنا۔

(۵) جو ذکر حالت انتقال میں پڑھنے کے ہیں، ان کو انتقال پورا ہونے کے بعد پڑھنا۔

(۶) امام کا اکیلے محراب کے اندر کھڑا ہونا، لیکن اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں۔ المختصر! سنت کے خلاف کوئی بھی کام کرنا۔

(شامی: ۴۰۷-۴۱۴/۲، ھندیہ: ۱۰۷-۱۰۹/۱)

مفسدات نماز

مفسدات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یعنی ٹوٹ جاتی ہے، اور اسے لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے۔ نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں یہ ہیں:

(۱) نماز میں جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی بات چیت وغیرہ کرنا، ہر دو صورت میں نماز فاسد ہو جائیگی، چاہے یہ کلام تھوڑا ہو یا بہت۔

(۲) کسی کو حالت نماز میں سلام کرنا یا کسی کے سلام کا جواب دینا۔

(۳) کسی کی چھینک کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا۔

(۴) امام کے علاوہ کسی کی دعا پر آمین کہنا۔

(۵) کسی تعجب کی خبر پر سُبْحَانَ اللّٰہ یا خوشی کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔

(۶) اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو حالتِ نماز میں لقمہ دینا۔

(۷) نماز سے باہر والے کسی شخص کا لقمہ لینا۔

(۸) نماز میں قرآن شریف دیکھ پڑھنا۔

(۹) قرأت میں ایسی غلطی کرنا کہ معنی بگڑ جائیں۔

(۱۰) عمل کثیر یعنی ایسا کوئی کام کرنا جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔

(۱۱) کچھ کھانا، پینا، خواہ تھوڑا ہو یا بہت، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر۔ البتہ اگر نمازی کے دانتوں میں کھانے کی کوئی چیز اٹک کر رہ گئی ہو اور وہ چنے کے دانے سے کم ہو، اور منہ سے باہر نکالے بغیر کھالے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۱۲) دو صفوں کے برابر چلنا۔

(۱۳) قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

(۱۴) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

(۱۵) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار اسی حالت میں ٹھہرے رہنا۔

(۱۶) اللہ سے ایسی کوئی چیز مانگنا جو بندوں سے مانگی جاتی ہے۔

(۱۷) درد یا کسی مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ حروف ظاہر ہو جائیں۔

(۱۸) بالغ نمازی کا قہقہہ کے ساتھ ہنسنا۔

(۱۹) مقتدی کا امام سے آگے بڑھ جانا۔

(شامی زکریا: ۲/ ۳۹۲- ۲۷۰، عمدۃ الفقہ: ۲/ ۱۲۱-۱۰۰)

* * *

نماز کا مکمل مندوب طریقہ

نماز شروع کرنے سے پہلے

نماز شروع کرنے سے قبل مندرجہ ذیل باتوں کا اطمینان کر لیں:

(۱) قبلہ رخ سیدھے کھڑے ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے، گردن کو جھکا دینا اور تھوڑی سینے سے لگا دینا درست نہیں۔

(۲) دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھیں اور دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہو۔

(۳) اگر جماعت کی صف میں ہوں تو صفوں کی درستگی کا بھی خیال رکھیں اور ہر شخص اپنی دونوں ایڑیوں کے آخری سرے صف یا اس کے نشان کے آخری کنارے پر رکھ لے۔

(۴) جماعت میں کھڑے ہو کر اپنے دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کے بازوؤں کے ساتھ اپنے بازو ملا لیں اور اپنے درمیان کی خلاء کو پر کر لیں لیکن اتنی تنگی نہیں کرنی چاہئے کہ اطمینان سے کھڑا ہونا مشکل ہو جائے۔

(۵) اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو نئی صف ٹھیک امام کے پیچھے یعنی بیچ سے شروع کرنی چاہئے، پھر جو لوگ آئیں وہ صف کے دونوں طرف سے برابر ہونے کا خیال رکھیں۔

(۶) کپڑوں کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا حالت نماز میں خاص خیال رکھیں۔

(۷) آستین چڑھا کر نماز پڑھنا بھی اچھا نہیں ہے، اس سے بچیں۔

(۸) نماز کے لئے ایسے کپڑوں کا اہتمام کرنا چاہئے جن کو پہن کر محافل و مجالس میں جانا عار نہ سمجھتا ہو۔

نماز شروع کرتے وقت

(۱) دل میں نیت کرلیں کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں، نیت کی ادائیگی زبان سے ضروری سمجھ لینا اور تسلی میں دیر لگانا اچھا نہیں، نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے نیت کے الفاظ مختصراً بطور استحضار کے کہہ لینا بہتر ہے۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لَو سے مل جائیں تو بہتر ہے، ورنہ اس کے برابر آجائیں اور باقی انگلیاں آسمان کی طرف سیدھی ہوں، انگلیوں کو درمیانی حالت میں رکھنا چاہئے یعنی نہ بہت کھلی ہوئی اور نہ بہت ملی ہوئی، یہ ہاتھ اٹھانے کا بہتر طریقہ ہے۔

(۳) مذکورہ طریقہ پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور ناف کے ذرا سے نیچے رکھ کر اس طرح باندھ لیں کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی لے کر، بائیں ہاتھ کے پہنچے کے گرد حلقہ بنا کر اس کو پکڑ لیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح پھیلا کر رکھیں کہ انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف ہو، ہاتھ باندھ لیں۔

قیام میں

امام اور منفرد پہلے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پھر تعوذ اور تسمیہ، پھر سورہ فاتحہ پھر کوئی سورۃ وغیرہ پڑھے اور مقتدی صرف **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** الخ پڑھ کر رک جائیں۔ مقتدی امام کے ساتھ تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور تسمیع نہ پڑھے۔ بقیہ چیزیں ثناء، تکبیرات انتقالیہ، رکوع، سجدہ کی تسبیحات، تشہد، درود اور دعاء ماثورہ وغیرہ سب پڑھے۔ امام کی قرأت کو دھیان لگا کر سنیں، اور اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو (یعنی ظہر وعصر وغیرہ میں یا تیسری اور چوتھی رکعت میں) تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورہ فاتحہ کا دھیان رکھیں تاکہ خیالات منتشر نہ ہوں۔

(۲) نماز میں قرأت کے لئے ضروری ہے کہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر قرأت کی جائے، بلکہ اس طرح قرأت کرنی چاہئے کہ پڑھنے والا اس کو خود سن سکے۔

(۳) جب خود قرأت کر رہے ہوں تو سورہ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے، کہ ہر آیت پر رک کر سانس توڑ دیں، پھر اگلی آیت پڑھیں۔

(۴) حالت قیام میں نگاہ سجدہ کی جگہ رکھیں۔

رکوع میں

(۱) قرأت سے فراغت پر سانس لے کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع کریں۔

(۲) بدن کا اوپری حصہ اتنا جھکائیں کہ گردن اور پشت تقریباً ایک سطح پر آجائے، نہ اس سے زیادہ جھکیں نہ کم۔

(۳) رکوع کی حالت میں گردن اور کمر ایک سطح پر ہونی چاہئے، گردن کو نہ اوپر کریں اور نہ نیچے۔

(۴) رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں کہ ان میں خم نہ ہو۔

(۵) دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں یعنی ہر دو انگلیوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہو۔ دائیں ہاتھ سے دائیں گھٹنے کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

(۶) رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے ہونے چاہئے۔

(۷) رکوع کی حالت میں وزن ہاتھوں کی انگلیوں پر ڈال لیں۔

(۸) کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہیں۔

(۹) حالت رکوع میں نظر پاؤں کی طرف رکھیں۔

قومہ

(۱) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے اور مقتدی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہیں اور منفرد دونوں کہے۔

(۲) رکوع سے کھڑے ہوتے ہوئے اتنے سیدھے کھڑے ہوں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

(۳) قومہ میں نظر حالتِ قیام کی طرح سجدے کی جگہ رکھیں۔

سجدے میں جاتے وقت

(۱) اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جائے۔

(۲) سجدہ میں اس طرح جانا چاہئے کہ گھٹنوں کو موڑ کر، سینہ کو آگے جھکائے بغیر زمین کی طرف جھکیں، جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔ اس سے پہلے سینے کو نہ جھکانا چاہئے، حتیٰ کہ کوئی عذر ہو۔

(۳) اس کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک اور پھر پیشانی، اور سجدے سے کھڑے ہوتے وقت اس ترتیب کا بالکل الٹا کریں۔

سجدے میں

(۱) سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں۔

(۲) سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بلا فصل بند رکھنی چاہئے۔

(۳) انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہو۔

(۴) مردوں کی کہنیاں بھی زمین سے اٹھی ہونی چاہئے۔

(۵) دونوں پہلوؤں سے بازو الگ رکھنے چاہئے۔

(۶) جماعت کی نماز میں یا پاس میں کسی دوسرے شخص کے نماز پڑھنے کی صورت میں کہنیوں کو دائیں بائیں اتنا نہ پھیلائے کہ پاس والوں کو تکلیف ہو۔

(۷) سجدے کی حالت میں وزن دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر رکھنا چاہئے۔

(۸) رانوں اور پیٹ کو الگ الگ رکھنا چاہئے۔

(۹) پورے سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر ہی رکھنا چاہئے کہ اٹھنے نہ پائے۔

(۱۰) دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھیں کہ ایڑیاں اوپر ہوں اور پیروں کی تمام انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں، جن کو اس پر قدرت نہ ہو انہیں بس حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے۔

(۱۱) سجدے میں زمین سے پاؤں کا نہ ہٹنا یہ بھی ضروری ہے، اگر ایک لمحہ بھی پاؤں زمین پر نہ لگے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں تو نماز ہی نہ ہوگی۔

(۱۲) سجدے کی تسبیحات بھی کم از کم ۳ مرتبہ پڑھنی چاہئے۔

جلسہ

(۱) پہلا سجدہ کرکے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے بیٹھ جائیں۔

(۲) ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے دوسرا سجدہ کریں۔

(۳) جلسہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھیں کہ انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں، مردوں کے بیٹھنے کا یہی صحیح طریقہ ہے۔

(۴) بیٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو رانوں پر اس طرح رکھیں کہ ہاتھ رانوں کے

آخری سرے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔

(۵) اس وقت یعنی جلسہ میں اپنی نظر گود کی طرف رکھیں۔

(۶) اس میں بھی سکون اور تعدیل ارکان کا خیال رکھیں۔

دوسرے سجدے سے اٹھنا

(۱) دوسرے سجدے سے بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اٹھیں۔

(۲) قعدے میں اسی طرح بیٹھیں جس طرح جلسہ میں بیٹھتے ہیں۔

(۳) التحیات پڑھیں اور جب "اشھد ان لا" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "الا اللہ" پر انگلی جھکا دیں۔

(۴) اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلہ کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھائیں۔

(۵) "اِلَّا اللہ" کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کرلیں، لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی اس کو اسی طرح آخر تک باقی رکھیں۔ ۞ بعض لوگ التحیات کے بعد حلقہ کو سلام سے پہلے ختم کر دیتے ہیں یہ بہتر طریقہ نہیں ہے۔ (مستفاد فتاوی رشیدیہ: ۳۱۲)

سلام

(۱) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو رخسار نظر آجائے۔

(۲) سلام پھیرتے وقت نظریں کندھوں کی طرف رکھیں۔

(۳) جب دائیں طرف گردن پھیرے تو یہ نیت کرے کہ دائیں طرف جو نمازی

اور فرشتے ہیں ان کو سلام کرتا ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف موجود نمازیوں اور فرشتوں کو سلام کی نیت کرے۔

دعا

(۱) فرض نماز کے سلام کے بعد دعا صحیح احادیث سے ثابت ہے، بلکہ بعض احادیث سے قبولیت کی گھڑی ہونا معلوم ہوتا ہے اس لئے دعا ضرور مانگنی چاہئے۔ لیکن اس وقت دعا مانگنا مسنون وافضل ہے، فرض نہیں اس لئے کبھی کبھار نہ مانگنے والے کو برا نہ سمجھنا چاہئے۔

(۲) دعا کے وقت دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینہ کے سامنے آجائیں، اور دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فصل ہو۔

(۳) دعا مانگتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصہ کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

(مستفاد نماز احمد ﷺ: ۲۵۔ ۲۲، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیں، نماز کی پابندی اور اس کی حفاظت، میرے مدنی آقا کی نماز، طہارت وضو اور نماز وغیرہ)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ

خیال رہے کہ فرض اور واجب نمازیں اور فجر کی سنت بلاعذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ! بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

(۱) التحیات کی حالت میں بیٹھ کر اسی طرح نیت باندھیں جس طرح کھڑے ہو کر نیت باندھتے ہیں۔

(۲) اس صورت میں نگاہیں سجدے کی جگہ کے بجائے گود کی طرف رہیں۔

(۳) قرأت وغیرہ سے فارغ ہو کر رکوع میں اس طرح جھکیں کہ زمین اور پیشانی کے درمیان جو فصل ہے اس کے وسط میں پہنچ جائیں جس طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی صورت میں آدھا جھکتے ہیں یعنی یہ کہ سر گھٹنوں کے برابر ہو جائے یہ افضل اور بہتر ہے۔

(۴) نگاہیں گھٹنوں کی طرف رکھیں۔

(۵) پھر تکبیر کہہ کر قومہ وغیرہ سے فارغ ہوں تو قومہ میں بھی التحیات کی حالت میں بیٹھیں۔

(٦) قومہ میں نگاہ گود کی طرف ہو۔

(۷) پھر آخر رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھیں اور معمول کے موافق نماز پوری کریں۔

(مستفاد فتاوی محمودیہ: ۴۸/۲ ۲ و ۱۵٦)

سواری پر نماز پڑھنے کا طریقہ

ریل گاڑی اور بس وغیرہ میں کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز پڑھیں۔ گرنے کا خطرہ ہو تو کسی چیز سے ٹیک لگا کر یا ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ کر کھڑے ہوں۔ حالتِ قیام میں ہاتھ باندھنا سنت ہے، فرض نہیں، اور قیام فرض ہے، اس لئے بوقت ضرورت ہاتھ چھوڑ کر کسی چیز کو پکڑ کر کھڑے ہوں۔ اگر قبلہ رخ ہونے کی گنجائش نہ ہو تو دو نشستوں (Seat) کے درمیان قبلہ رخ کھڑے ہو کر قیام و رکوع کا فرض ادا کریں اور سجدے کے لئے پچھلی نشست پر کرسی کی طرح بیٹھ جائیں یعنی پاؤں نیچے ہی رہیں اور سامنے کی نشست پر سجدہ کریں۔ اس صورت میں بحالت سجدہ گھٹنے کسی چیز پر نہیں ٹکیں گے، مگر سجدے میں گھٹنے ٹیکنا فرض نہیں بلکہ واجب یا سنت ہے، بوقت عذر اس کے ترک سے نماز ہو جائے گی۔ اگر کسی وجہ سے قیام یا استقبال قبلہ کا فرض کسی طرح بھی ادا نہ ہو سکے تو اس وقت جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لیں مگر بعد میں ایسی نماز کا اعادہ کریں یعنی پھر سے پڑھیں۔ (احسن الفتاوی: ۴/۸۸)

نماز کے بعد مسنون اذکار کا حکم

واضح رہے کہ نماز کے بعد دعائیں پڑھنے کے ضمن میں جو متعدد چیزیں حدیثوں میں آئی ہیں، آیۃ الکرسی وغیرہ اور انہیں جو بغیر فصل کے نماز کے متصل ہی ملانے یعنی فرض نماز

کے فوراً بعد کا حکم آیا ہے تو حقیقی اتصال تو محال ہے بلکہ عدم فصل سے مراد ان چیزوں کا نہ ہونا ہے جن کو عرف عام میں مشغولیت کہا جاتا ہے، جو اعراض، نسیان اور ذکر و دعا کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونے کے ضمن میں شمار ہوتے ہیں اور اگر خاموشی عرف میں حدِّ کثرت کو نہ پہنچے تو مضائقہ نہیں ہے۔ لہذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی وجہ مذکور پر پڑھے تو نماز کے بعد ہی کہلائے گا۔ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں فرض نماز کے بعد کا ذکر آیۃ الکرسی وغیرہ سنتوں سے فراغت کے بعد پڑھنا چاہئے۔

(مستفاد مدارج النبوۃ: ٤٤٦-٤٥٥/١، شامی: ٢٤٦/٢ زکریا فتاوی دار العلوم: ٦٠٧/٤)

❀ ❀ ❀

نماز کے اوقات کے احکام ومسائل

اوقات نماز

ارشادِ الٰہی ہے: ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا یعنی بے شک مسلمانوں پر نماز، اپنے مقررہ اوقات کے ساتھ فرض ہے۔ سفر، حضر، اطمینان، خوف، ہر حالت میں نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا ضروری ہے، یہ نہیں کہ جب چاہو پڑھ لو (گلدستہ تفاسیر: ۲/ ۱۶۳ - ۱۶۲) نیز ارشادِ نبوی ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے (یعنی نماز کے صحیح اور مستحب) وقت میں نماز پڑھنا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ (خ: ۵۲۷، ۲۷۸۲، ۵۹۷۰، ۷۵۳۴؛ م: ۸۵) ایک روایت میں ہے کہ ہر نماز کے وقت کا ایک اول ہے اور ایک آخر۔ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے (یعنی زوال) کے بعد شروع ہوتا ہے اور عصر کا وقت آنے تک باقی رہتا ہے۔ (یہاں تک کہ کسی چیز کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہو جائے) اور عصر کا وقت سورج زرد ہونے تک باقی رہتا ہے اور مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور آخری وقت شفق غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے پر شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے اور فجر کی نماز کا وقت طلوعِ فجر (صبح صادق کے بعد) شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ (ت: ۱۵۱، ۲۵۲؛ م: ۶۱۳؛ د: ۳۹۵؛ ن: ۵۱۹؛ ہ: ۶۶۷)

نماز کے مستحب اوقات

فجر

فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے۔ یعنی احناف کے نزدیک فجر کی نماز مردوں کے لئے اسفار (اُجالے) میں پڑھنا افضل ہے، اس لئے کہ اس میں جماعت کی کثرت ہوتی ہے، لیکن اتنی تاخیر نہ کرے کہ سورج نکلنے کا شک پیدا ہو جائے، بلکہ اس قدر روشنی میں نماز پڑھے

کہ اگر نماز کا فساد ظاہر ہوا اور نماز واجب الاعادہ ہو تو اسے مستحب قرأت کے ساتھ اس کے وقت میں دہرایا جا سکے۔ (هندیه: ۱/ ۵۲-۵۱) عورتوں کو ہمیشہ نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھنا افضل و مستحب ہے اور مردوں کو ایام نحر میں جو حج کرنے والے ہوں، مزدلفہ میں اس کے خلاف ہے، یعنی وہاں اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل و مستحب ہے۔ (هندیه: ۱/ ۵۲، بهشتی زیور مدلل: ۲/ ۱۰)

ظہر

گرمیوں میں ظہر کی نماز میں تاخیر کرنا اور سردیوں میں جلدی کرنا، مستحب ہے۔

(هندیه: ۱/ ۵۲)

عصر

حنفیہ کے نزدیک عصر کی نماز اصفرارِ شمس یعنی سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک تاخیر کرنا افضل ہے، لیکن جماعت میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد اصفرارِ شمس سے پہلے اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز کا اعادہ کرنا ہو تو وہ بھی اصفرار سے پہلے کیا جا سکے۔ (هندیه: ۱/ ۲۵، فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۳۹۱)

مغرب

مغرب کی نماز میں ابر و غبار کے دن کے علاوہ ہمیشہ جلدی کرنا مستحب ہے اور بلا عذر اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے خوب چمک جائیں، یعنی بکثرت نظر آنے لگیں، اور گتھ جائیں، مکروہِ تحریمی ہے۔ (هندیه: ۱/ ۵۲، عمدة الفقه: ۱/ ۳۳۹) امام اعظمؒ کے قول کے مطابق مغرب کا وقت تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے، اور صاحبین کے مطابق کچھ کم۔ (فتاوی دارالعلوم: ۲/ ۴۷)

عشاء

عشاء کی نماز میں تہائی رات تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔ (هندیه: ۱/ ۵۲) لیکن کتب

فقہ میں تصریح ہے کہ نصف شب کے بعد (بلا عذر) عشاء کی نماز پڑھنا (یعنی اتنی زیادہ تاخیر کرنا) مکروہِ (تحریمی) ہے۔ (فتوی دارالعلوم: ۲/ ۵۱)

وتر

وتر کی نماز میں، جس کو جاگ جانے کا اعتماد ہو، اسے آخر شب تک تاخیر کرنا مستحب ہے، اور جس کو اعتماد نہ ہو، وہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ (هندیه: ۱/ ۵۲)

* * *

اذان واقامت کے احکام ومسائل

اذان

لغت میں اذان کے معنی خبر کرنے کے ہیں، لیکن شریعت میں خاص نمازوں کیلئے خاص الفاظ سے خبر کرنے کو اذان کہتے ہیں۔ (تبیین الحقائق: ۱/۲۳۸)

اذان کا حکم

اذان سے اسلام کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے، اس لئے اس کی بہت تاکید ہے۔ پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان دینا سنت مؤکدہ ہے، ان کے علاوہ اور کسی نماز کے لئے اذان مسنون نہیں۔ (هداية: ۱/٤٤)

اذان کا وقت

ہر فرض نماز کی اذان اس کے وقت میں کہنی چاہئے، اگر کسی نے نماز کا وقت آنے سے پہلے اذان کہدی، تو وقت آنے پر دوبارہ کہی جائیگی۔ (هداية: ۱/٥٢)

اذان کے مستحبات

اذان میں یہ باتیں مستحب ہیں:

(۱) قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہونا۔

(۲) اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہنا، یعنی جلدی نہ کرنا۔

(۳) اذان کہتے وقت دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں کانوں میں رکھنا۔

(۴) اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر اذان کہنا۔

(۵) بلند آواز سے اذان کہنا۔

(۶) حیّ علی الصلاۃ کہتے وقت دائیں جانب اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب رخ کرنا۔

(۷) فجر کی اذان میں حیّ علی الفلاح کے بعد دومرتبہ الصلاۃ خیر من النوم کہنا۔

(ھندیہ ۱/۵۶-۵۵، شامی زکریا ۲/۵۳)

اقامت

جن نمازوں کے لئے اذان کہنا سنت ہے، ان نمازوں کیلئے اقامت کہنا بھی سنت ہے، اوران فرض نمازوں کے علاوہ کسی نماز کیلئے اقامت مسنون نہیں ۔ اقامت میں حـــیّ علی الفلاح کے بعد دومرتبہ قدقامت الصلاۃ بھی کہاجاتا ہے۔(ھدایہ ۱/۴۴)

تنبیہ: اذان اوراقامت صرف مردوں کیلئے سنت ہے، عورتوں کیلئے نہیں۔

اقامت کامستحب طریقہ

اقامت کامستحب طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چارمرتبہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہے اور''اَللّٰــہُ اَکْبَرْ'' کی ''راء'' پرسکون کرے، اوراگر ملا کر پڑھے تو ''راء'' پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، ''راء'' پر پیش پڑھنا خلاف سنت ہوگا، اس کے بعد ایک سانس میں ''اَشْہَدُاَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ''دومرتبہ پڑھیں اورلفظ''اَللّٰہ ''کی ''ہ'' پرسکون کریں، اس کے بعد ایک سانس میں ''اَشْہَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ''دومرتبہ پڑھیں، اور ہر مرتبہ اخیر میں سکون کریں، اس کے بعد ''حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ ''اور''حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ''کو بھی ایک سانس میں دو دومرتبہ کہیں، اس کے بعد ''قَدْقَــامَتِ الصَّلَاۃ ''دومرتبہ الگ الگ سانس میں کہیں، پھر''اَللّٰــہُ اَکْبَرْ ''دومرتبہ ایک سانس میں اوراخیر میں''لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ '' ایک سانس میں کہیں۔ (شامی ۲/۵۲-۵۱، اعلاء السنن: ۲/۵۸)

اذان واقامت کے درمیان فصل

فجر، ظہر، عصر اور عشاء میں اذان واقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رہنا چاہئے کہ جس میں دو چار رکعت نماز بآسانی پڑھی جاسکے اور مغرب کی اذان واقامت میں اتنا فاصلہ ہونا چاہئے، جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھی جاسکے۔ (هندیہ ٥٦-٥٧)

* * *

جماعت کے احکام ومسائل

جماعت

مل کر نماز پڑھنے کو "جماعت" کہتے ہیں۔ جس میں ایک امام اور باقی سب مقتدی ہوتے ہیں۔ (تعلیم الاسلام: ٤/۹، عمدۃ الفقہ ۲/۲۲) جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ اس کی بہت تاکید ہے۔ بعض علماء نے اسے واجب بھی کہا ہے۔ (ھدایہ: ۱/۸۲)

جماعت کے فضائل

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں ۲۷ گنا افضل ہے۔ (خ: ۱/۸۹) جو شخص چالیس دن مسلسل اس طرح جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے کہ ایک بھی نماز کی تکبیر اولی امام کے ساتھ فوت نہ ہو تو اس کے لئے جہنم اور نفاق سے برأت کے پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں۔ (خ: ۱/۱٦)

جماعت ترک کرنے پر وعید

رسول اللہ ﷺ نے جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں پر سخت وعید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو جلوا دوں گا۔" (خ: ۱/۱۷) اور "جو شخص اذان سنے اور پھر بلا عذر جماعت کے لئے نہ آئے تو اس کی (اکیلے) پڑھی ہوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔" (د: ۱/۸۱) گو کہ فرض ادا ہو جائے گا۔

عورت اور جماعت

عورت چاہے بوڑھی ہو یا جوان، ان کا گھر ہی میں نماز پڑھنا افضل ہے، مسجد میں

نماز و جماعت کے لئے جانا پسندیدہ نہیں ہے، کیونکہ اس پرفتن دور میں فتنہ وفساد کا اندیشہ زیادہ ہے۔ (شامی: ۲/ ۳۰۷ زکریا، الفتاوی الحلبیۃ: ۱/ ٦٦)

وہ باتیں جن کی وجہ سے جماعت میں حاضر ہونا ضروری نہیں

بعض لوگ وہ ہیں، جن کو شریعت نے جماعت میں حاضر ہونا ضروری قرار نہیں دیا، وہ درج ذیل ہیں: نابالغ بچے، بیمار (جو جماعت میں شامل ہونے کی طاقت، نہ رکھتا ہو)، بیمار کی خدمت کرنے والا (جبکہ اسکے جماعت کے لئے جانے سے مریض کو کسی ضرر کا اندیشہ ہو)، ہاتھ پاؤں سے معذور واپاہج، بہت بوڑھا جو چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اندھا۔ (کبیری: ۵۰۹)

وہ باتیں جن کی وجہ سے جماعت کی تاکید جاتی رہتی ہے

سخت بارش ہونا، راستہ میں بہت کیچڑ ہونا، سخت سردی ہونا، سخت اندھیری رات ہونا، سفر درپیش ہونا جبکہ ریل، جہاز یا سواری کی روانگی کا وقت قریب آجائے، پاخانہ، پیشاب کی سخت حاجت ہونا، شدید بھوک کی حالت میں کھانا سامنے میسر ہونا۔ (شامی: ۲/ ۲۹۳-۲۹۲ ز، ھندیۃ: ۱/ ۸۳ وغیرھما)

جماعت کن نمازوں میں ضروری ہے؟

نمازِ فرض اور عیدین، جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ نماز تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ کفایہ اور رمضان شریف میں وتر کی جماعت مستحب ہے۔ (درالمختار مع الشامی: ۱/ ۵۵۲ دار)

جماعت میں کم سے کم تعداد کتنی ہونی چاہئے؟

کم سے کم دو آدمی ہونے چاہئے، ایک مقتدی اور ایک امام، مگر اس صورت میں

مقتدی امام کے داہنی طرف ذرا پیچھے کھڑا ہوگا اور جب دو یا دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کو آگے بڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ (تعلیم الاسلام: ۳۱/٤)

صفوں کی ترتیب

جماعت کی نماز میں صفوں کا درست ہونا بھی بہت اہم ہے۔ صفیں مل کر اور سیدھی کر کے بنانی چاہئیں درمیان میں خالی جگہ نہ ہو۔ (مشکوۃ: ۹۷/۱) صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں، اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ عورتیں بھی جماعت میں شریک ہوں تو بچوں کی صف کے بعد ان کی صف بنائی جائے۔ (ھدایہ: ۱۲٤/۱، ھندیہ ۸۹/۱)

نفل نماز کی جماعت

نفل نماز مثلاً: تہجد یا اوابین وغیرہ کی جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ! اگر مقتدی ۲۔۳ ہوں تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ (شامی: ۲/۱۰۰۵؛ ھندیہ ۸٤/۱، نیز دیکھیے فتاوی قاضی: ۷۰-۶۸ وغیرہ)

❖ ❖ ❖

امامت کے احکام ومسائل

امامت

امامت کے معنی ہیں ''سردار ہونا'' نماز میں جو شخص ساری جماعت کا سردار ہو اور سب مقتدی اس کی تابعداری کریں، اسے 'امام' کہتے ہیں۔ (تعلیم الاسلام: ۲۹/٤)

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دارومدار چوں کہ امام پر ہوتا ہے، اس لئے اسے چاہیے کہ وہ اپنے مقام ومنصب اور ذمہ داری کا خیال رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی جماعت کی امامت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور جان لینا چاہئے کہ وہ ذمہ دار ہے، اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ اگر وہ اپنی ذمہ داری اچھی طرح ادا کرے گا تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیوں کا بھی ثواب ملے گا، اور ان نمازیوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی، اور اگر امام اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ (ع: ۱۸٤۱۱) اس لئے امام کو ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

امامت کے شرائط

صحت مند مردوں کی امامت کے لئے چھ شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

(۲) بالغ ہونا۔

(۳) عاقل ہونا۔

(۴) مرد ہونا۔

(۵) قرأت پر قادر ہونا۔

(۶) عذر (نکسیر وغیرہ) سے خالی ہونا۔ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ امام مقتدیوں کی بنسبت بہتر یا کم سے کم برابر درجہ کا ہو۔

(شامی: ۲/ ۲۸۵-۲۸٤ زکریا)

امامت کا حقدار

امامت کا صحیح حقدار وہ ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقف ہو قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو، دین دار ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔ (ھندیہ: ۱/ ۸۳، شامی: ۲/ ۲۹٤ زکریا)

❀ ❀ ❀

مدرک، مسبوق اور لاحق کے احکام و مسائل

مدرک

جو شخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پالے وہ "مدرک" کہلاتا ہے اور جو شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے جب کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں تھا اور یہ بھی رکوع میں شریک ہو جائے اور بقدر رکن امام کے ساتھ رکوع میں شریک رہے تو وہ بھی مدرک ہوگا۔ (شامی: ۲/۳۴۲ زکریا)

مسبوق

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہیں رہا، بلکہ ایک (یا ایک سے زیادہ) رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اسے "مسبوق" کہتے ہیں۔ (طحطاوی علی المراقی: ۳۰۹)

لاحق

جو شخص امام کے ساتھ شروع نماز سے شریک ہو، لیکن پھر کوئی عذر (حدث وغیرہ ہو جانے کی وجہ سے) شریک نہ رہ سکے اور اس کی کوئی رکعت جاتی رہے، اسے لاحق کہتے ہیں۔ (ہندیہ: ۱/۹۲، درالمختار: ۲/۳۴۴ مع الشامی، زکریا)

مسبوق اپنی بقیہ نماز کس طرح پوری کرے

مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں اس طرح پوری کرے گا کہ قرأت کے اعتبار سے انہیں اولین رکعات اور قعدہ کے اعتبار سے آخری قرار دے گا۔ مثلاً: اگر ظہر، عصر یا عشاء میں تین رکعتیں چھوٹ گئیں اور امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی، تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب اپنی فوت شدہ رکعتیں ادا کرے گا تو

ترتیب اس طرح رہے گی کہ پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا اور رکوع سجدہ کے بعد قعدہ کریگا، کیوں کے یہ اس کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں، ایک امام کے ساتھ اور دوسری خود اس کی۔ پھر قعدہ کے بعد والی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے گا اور اس رکعت میں قعدہ نہیں کرے گا۔ پھر آخری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے گا اور قعدۂ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے گا۔ (طحطاوی علی المراقی: ٣٠٩، حلبی کبیر: ٤٦٤-٤٦٨)

اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملے تو وہ بقیہ دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے گا، اور بہتر ہے کہ ان دونوں رکعتوں میں قعدہ بھی کرے، لیکن اگر دوسری رکعت میں (جو کہ اس کی حالت انفراد میں پہلی رکعت ہے) قعدہ نہیں کیا، تو بھی استحساناً اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ (حلبی کبیر: ٤٦٨)

لاحق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کس طرح پوری کرے

لاحق شخص کی جو رکعت یا جتنی رکعتیں کسی عذر مثلاً سو جانے وغیرہ کے باعث رہ گئی ہوں تو جس وقت وہ جاگے تو اسے چاہئے کہ پہلے اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو امام کا ساتھ چھوڑ کر پڑھے۔ اس طرح جیسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے، یعنی قرأت کے بغیر اور جب چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کر لے تو امام کے ساتھ ہو کر بقیہ نماز پوری کرے۔ اگر امام فارغ ہو چکا ہو تو بقیہ نماز بھی اسی طرح پوری کرلے جیسے امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور اس حالت میں اگر اس سے کوئی سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو بھی نہ کرے، کیونکہ وہ اس وقت بھی مقتدی کے حکم میں ہے اور مقتدی پر سجدۂ سہو نہیں۔ (شامی: ٢/٤٥٢ زکریا، ہندیہ: ١/٩٢، بدائع الصنائع: ١/٤٢٠)

* * *

سنت ونفل نمازوں کے احکام ومسائل

سنت ونفل نمازیں

فرائض وواجبات کے ساتھ سنن ونوافل کا اہتمام بھی ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات دانستہ یا نا دانستہ طور پر فرائض میں جو کمی رہ جاتی ہے، آخرت میں اسے سنن ونوافل کے ذریعہ پورا کیا جائیگا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی ہوئی تو وہ شخص کامیاب وبامراد ہوگا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ ناکام ونامراد ہوگا۔ پس اگر فرض نماز میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے؛ دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں؟ (اگر نفلیں ہوں گی) تو اللہ تعالیٰ ان سے فرضوں کی کمی پوری فرمادیں گے۔ (ترمذی: ۴۳۱)

حدیث وفقہ کی اصطلاح میں واجب کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں، سب کو تطوع (نفل) کہا جاتا ہے، اور اس کی بنیادی طور پر یہ تین قسمیں ہیں:

(۱) سنت مؤکدہ؛ اس کا بلا عذر ترک کرنا گناہ ہے۔

(۲) سنت غیر مؤکدہ؛ ان کا بلا عذر ترک کرنا خلاف اولیٰ ہے، یعنی بہتر نہیں ہے۔

(۳) نفل رمندوب؛ ان کو پڑھنا موجب ثواب ہے اور ترک میں کوئی کراہت نہیں۔

(شامی: ۲/۲۶۷ زکریا)

سنت مؤکدہ نمازیں

یہ کل ۱۲ رکعتیں ہیں: نماز فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، رسول

اللہ ﷺ ان دو رکعتوں کا نہایت اہتمام فرماتے تھے۔ (بخاری: ١١٦٩، شامی: ٢/٤٥٣ زکریا) اگر کسی وجہ سے فجر کی سنت چھوٹ جائے تو طلوع آفتاب سے پہلے ادا نہ کرے، البتہ اسی دن اشراق کے وقت سے زوال کے درمیان اسے بطور نفل ادا کرلینا بہتر ہے۔ (شامی: ٢/ ٥١٢ زکریا) نماز ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (در مختار: ٢/ ٣٩٢ دل) ظہر کے بعد ۲/ رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (حلبی کبیر: ٣٨٢) مغرب کی فرض نماز کے بعد ۲/ رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (ایضاً ٣٨٤) عشاء کی فرض نماز کے بعد ۲/ رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (تنویر الابصار: ٢/٣٩٣)

مسئلہ: جن نمازوں میں چار رکعات سنت مؤکدہ ہیں، ان میں سنت اسی وقت ادا ہوگی جب کہ چار رکعات ایک ہی سلام سے پڑھے۔ اگر بلا عذر ۲-۲ رکعت الگ الگ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی۔ (ابو داؤد: ١٢٧٠، ابن ماجہ: ١١٥٧، شامی: ٢/ ٣٩٢ دل)

مسئلہ: چار رکعت والی سنت مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ ملائے اور تیسری رکعت میں ثناء بھی نہ پڑھے۔ (در مختار: ٢/ ٣٩٧ دل)

سننِ غیر مؤکدہ نمازیں

ظہر کی نماز کے بعد ۲/ رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ مزید ۲/ رکعت پڑھنا سنت ہے اور اس میں اختیار ہے، چاہے ۲-۲/ رکعت الگ پڑھے یا ایک ہی سلام سے ۴/ رکعت پڑھ لے۔ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ (ابو داؤد: ١١٦٩، ترمذی: ٤٢٧، نسائی: ١٨١٣، ابن ماجہ ١١٦٠، در مختار: ٢/ ٣٩٣ دل) عصر کی نماز سے قبل ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے۔ اگر ۴/ رکعت کا موقع نہ ہو تو کم از کم دو رکعت ہی پڑھ لے۔ (ترمذی: ٤١٣، ابو داؤد: ١٢٧١، تنویر الأبصار و شامی: ٢/ ٣٩٣ دل) عشاء کی نماز سے قبل ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (تنویر الابصار: ٢/ ٣٩٣ دل) عشاء کے بعد ۴/ رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ (اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت، ۲/ رکعت سنت مؤکدہ کو ملا

کریں یا علیحدہ۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان ۴؍ رکعتوں میں ۲؍ رکعت مؤکدہ بھی شامل ہیں اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے اور وہ کل ۶؍ رکعات کے قائل ہیں، ۲؍ مؤکدہ اور ۴؍ غیر مؤکدہ)۔ (حلبی کبیر: ۲۷۸، مجمع الأنهر: ۱/ ۱۳۱)

سنتوں کی نیت

سنت ونوافل میں مطلق نماز کی نیت کافی ہوتی ہے، یعنی محض یہ نیت کرلی کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں، تو بھی وقتیہ سنتیں ادا ہوجائینگی، باقاعدہ لفظ سنت کہنا یا وقت کا ذکر کرنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں ہے، البتہ! اگر کوئی ان تفصیلات کا ذکر کرلے تو کچھ حرج بھی نہیں۔

(شامی: ۲/ ۹۴ زکریا)

فرضوں اور سنتوں کے درمیان وقفہ

فرض نمازوں کی ادائیگی کے بعد دیگر کسی کام میں مشغول ہوئے بغیر جلد از جلد سنت ادا کرلینی چاہئے۔ اس میں بلا عذر تاخیر نہ کرے اور نماز کے بعد اوراد وتسبیحات سنتوں کے بعد پڑھے، البتہ! اگر کسی دینی ضرورت سے کبھی کبھار قدرے تاخیر بھی ہوجائے تو اس کی گنجائش ہے، چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے بعد بعض اذکار بھی ثابت ہیں۔ (شامی: ۲/ ۴۶ زکریا فتاوی دارالعلوم: ۴/ ۲۰۷)

❁ ❁ ❁

نفل ومستحب نمازیں

تحیۃ الوضو

حدیث شریف میں وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے جنت کو واجب قرار دے دیتے ہیں۔ (مسلم: ١٢٢/١)

تحیۃ الوضو کا وقت

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے تحیۃ الوضو کی نماز شروع کردینی چاہئے، کیونکہ اعضاء خشک ہوجانے کے بعد یہ نماز تحیۃ الوضو نہیں کہلائے گی۔ (درمختار: ٤٦٤/٢ زکریا، احسن الفتاوی: ٤٨٢/٣)

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ (ترمذی: ٧١/١، شامی: ٤٨٥/٢ زکریا) اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوکر فوراً کوئی نماز، مثلاً: فرض، سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے، تو اس کو اس نماز کے ساتھ تحیۃ المسجد کا ثواب بھی ملتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ دل میں باقاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت بھی کرلے۔ (شامی: ٤٥٩/٢ زکریا، احسن الفتاوی: ٤٨١/٣) بیٹھنے سے پہلے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے، مگر بیٹھنے کے بعد بھی پڑھنے سے انشاء اللہ ثواب کی امید ہے۔ (شامی: ٤٦٠/٢، احسن الفتاوی: ٤٨٢/٣)

نماز تہجد

احادیث میں نماز تہجد کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم رات میں عبادت کرنے کو لازم پکڑو، اسلئے کہ یہ تم سے پہلے گذرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت ہے، تمہیں تمہارے پروردگار سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے، تمہارے گناہوں کی معافی اور تلافی کا سبب ہے اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے۔

(مسلم ١١٦٢، شامی: ٢/٤٦٧ زکریہ فتاوی شیخ الاسلام ٤٦)

نماز تہجد کا وقت

نماز تہجد کا افضل وقت سو کر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر شب ہے، البتہ! اس کے لئے سونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص سونے سے قبل تہجد کی نوافل پڑھ لے تو بعض علماء نے اسے بھی تہجد کی فضیلت حاصل کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ نیز اگر اخیر شب میں نماز پڑھنے کا موقعہ نہ ہو تو کم از کم عشاء کے بعد چند رکعات تو اس نیت سے پڑھ ہی لینی چاہیے۔ (شامی ٢/٤٦٤ زکریا)

نماز تہجد کی رکعات

تہجد میں کم از کم دو رکعات پڑھنا مندوب ہے اور زیادہ سے زیادہ کے بارے میں ۸؍اور ۱۲؍رکعات کا ثبوت ہے۔ (بخاری: ٨٢، شامی: ٢/٤٦٨ زکریا)

نماز اشراق

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتے ہیں کہ: اے ابن آدم!

تو دن کے شروع حصہ میں خالص میرے واسطے چار رکعت نماز (نفل) پڑھ لیا کر، میں دن کے آخر حصہ تک تیری کفالت کرونگا۔ (ترمذی: ١٠٨/١)

نماز اشراق کا وقت

طلوع کے بعد جب آفتاب میں اتنی تیزی آجائے کہ اس پر کچھ دیر نظر جمانا مشکل ہو یعنی طلوع کے ۱۵-۲۰/ منٹ کے بعد تو اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاوی ٤٦٧/٣)

نماز چاشت

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص چاشت کی ۱۲/ رکعت پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک سونے کا محل تعمیر فرماتے ہیں۔ (ترمذی: ١٠٨/١)

نماز چاشت کی رکعات

نماز چاشت کی دو رکعت سے لے ۱۲/ رکعت تک ثابت ہیں، اگر کوئی دو ہی رکعت پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب ملے گا، اور افضل یہ ہے کہ ۴/ یا ۸/ رکعات پڑھے۔ (درمختار زکریا: ٤٦٥/٢)

نماز چاشت کا وقت

دس گیارہ بجے، جبکہ سورج خوب روشن اور چمک دار ہو جائے، اس وقت نماز چاشت ادا کی جائے۔ (درمحتار: ٤٦٥/٢٢ زکریا)

نماز اوابین

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعات پڑھے،

جبکہ ان کے درمیان کوئی غلط اور بے ہودہ بات نہ کرے تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہو جائیں گی۔ (ترمذی: ٤٣٥)

نماز کسوف (یعنی سورج گرہن کی نماز)

جب سورج گرہن ہو جائے تو کم از کم دو رکعت جماعت کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے۔ دو سے زیادہ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر جماعت کا موقع نہ ہو تو اکیلا اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (شامی: ٦٢/٣ دار)

نماز کسوف کا وقت

جس وقت سے سورج گرہن شروع ہو اور جب تک گرہن کا اثر باقی رہے، اس وقت تک نماز کسوف پڑھی جا سکتی ہے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ (شامی: ٦٢/٣ دار)

اگر سورج گرہن مکروہ اوقات یعنی زوال یا عصر بعد ظاہر ہوا تو ان اوقات میں نماز کسوف نہیں پڑھی جائیگی، بلکہ لوگوں کو دعا و استغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

نمازِ کسوف کی کیفیت

نماز کسوف کے لئے اذان و اقامت نہیں کہی جائیگی، البتہ! لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اذان دی جائے گی۔ قرأت سے متعلق امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ نماز کسوف میں امام آہستہ قرأت کرے گا، لیکن امام ابو یوسفؒ جہری قرأت کے قائل ہیں۔ اس لئے اگر مقتدیوں کو اکتاہٹ سے بچانے کی غرض سے نماز کسوف میں جہری قرأت کی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ امام کو چاہئے کہ لمبی قرأت کرے، مثلاً: سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھے اور اسی مناسبت سے رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی طویل کرے، جیسا کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا عمل

ثابت ہے۔ یعنی بہتر یہ ہے کہ نماز اتنی لمبی ہو کہ گرہن کا پورا وقت نماز ہی میں صرف ہو جائے، لیکن اگر یہ نہ ہو سکے تو نماز کے بعد دعاؤں میں مشغول رہنا مستحب ہے۔ یہاں تک کہ گرہن کا اثر بالکل ختم ہو جائے اور امام اگر چاہے تو جہر دعا بھی کرا سکتا ہے۔ (شامی: ۲/ ٦٢_٦٤ دار)

عورت اور نمازِ کسوف

سورج گرہن کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز و دعا وغیرہ میں مشغول رہیں، جماعت میں شریک نہ ہوں۔ (شامی: ۲/ ٦٤ دار)

نمازِ خسوف (یعنی چاند گرہن کی نماز)

اگر چاند گرہن کا واقعہ پیش آئے تو سب لوگ تنہا تنہا چاند گرہن کی نماز ادا کریں، اس نماز کو باجماعت پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ (هندیه ۱/ ۱۵۳، شامی: ۲/ ٦٤ دار)

سخت آندھی، گھبراہٹ اور زلزلہ کے وقت نماز

اگر تیز آندھی چلنے لگے یا دن میں خلاف معمول اندھیرا چھا جائے یا رات میں حیرت انگیز طور پر روشنی نظر آنے لگے، یا زلزلہ وغیرہ کے دہشت زدہ واقعات پیش آئیں یا وبائی امراض پھیل جائیں تو ایسے حالات میں بلا جماعت تنہا نفل نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (بخاری ۱۰۹۸، شامی: ۲/ ٦٥ دار)

نماز استسقاء

اگر کسی علاقہ میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آجائے تو وہاں کے لوگوں کو باجماعت نماز استسقاء پڑھنا اور بارش کی دعا مانگنا مستحب ہے۔ اگر نماز باجماعت کا موقع نہ ہو تو انفرادی طور پر نماز استسقاء پڑھنا بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز استسقاء کے

لئے عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں جمع ہونے کا اہتمام کیا جائے۔

اگرچہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک استسقاء کی نماز ضروری نہیں، بلکہ صرف دعا کافی ہے، لیکن صاحبینؒ کے نزدیک استسقاء کی نماز باجماعت مسنون ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے، جو نمازِ عید کا ہے۔ یعنی اذان واقامت کے بغیر جماعت قائم کی جائے۔ فرق یہ ہے کہ نمازِ عید میں زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور نمازِ استسقاء میں نہیں۔ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام عید کی طرح خطبہ دے گا، اس کے بعد قبلہ رخ ہو کر نہایت الحاح وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے گا اور مقتدی اس کی دعا پر آمین کہیں گے۔ (شامی: ۳/ ۷۲۔ ۷۱ ط دار)

نمازِ استخارہ

استخارہ کا مطلب ہے خیر طلب کرنا یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر وبھلائی کی دعا کرنا اور اس کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھے اور اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ یوں دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ہ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ (اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ آجِلِه) فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ، شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ (اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِه) فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِه۔ (بخاری: ١١٦٦، ابوداؤد: ١٥٣٨، ترمذی: ٤٠٨)

دعا پڑھتے ہوئے جب هذا الامر پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کام کا دھیان جمائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے، یا پوری دعا پڑھنے کے بعد اس کام کا ذکر کرے۔ دعا کے

شروع اور اخیر میں اللہ کی خوب حمد وثناء کرے اور درود بھی پڑھے۔

اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے، یعنی توجہ کے ساتھ استخارہ کی دعا پڑھ لی جائے۔ بہتر ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے اور اگر سات دن میں بھی کسی جانب رجحان نہ ہو تو مسلسل استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر اور خیر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کرلے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، بہر صورت اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۵۹۹)

نمازِ حاجت

جب کسی کو کوئی اہم ضرورت پیش ہو تو اس کے لئے نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت براری مقصود ہو، یا کسی آدمی سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور پھر یوں دعا کرے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (ترمذی: ۴۷۹)

اور علامہ شامیؒ نے ذکر کیا ہے کہ نماز حاجت، عشاء کے بعد ۴ رکعت ہیں، جس کی ترتیب ایک مرفوع حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ

آیۃ الکرسی پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ اخلاص یعنی (قل ھو اللّٰہ) تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ فلق یعنی (قل اعوذ برب الفلق) اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ ناس یعنی (قل اعوذ ب الناس) پڑھے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ (شامی: ٢/ ٤٧٣ زکریا)

نمازِ توبہ

اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے اور اس کے بعد اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی چاہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔ انشاء اللہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (طحطاوی علی المراقی: ٢١٩)

نماز سفر

جو شخص سفر کا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ گھر سے نکلنے سے پہلے، جبکہ مکروہ وقت نہ ہو، ٢/ رکعت نفل نماز پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اپنے گھر والوں کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر توشہ چھوڑ کر نہیں جاتا، جو وہ سفر کے ارادہ کے وقت گھر والوں کے پاس پڑھتا ہے۔ (شامی: ٢/ ٤٦٦ زکریا)

نمازِ منزل

دوران سفر جب قیام گاہ پر اترنا ہو تو مستحب ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھ لے۔ (شامی: ٢/ ٤٧٣ زکریا)

سفر سے واپسی پر نماز

جب کوئی شخص سفر سے واپس لوٹے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نفل نماز

پڑھے اور اس میں بھی یہ بہتر ہے کہ نفل کسی قریبی مسجد میں ادا کرے اور اس کا موقع نہ ہو تو گھر ہی میں پڑھ لے۔ (مسلم: ۱/ ۲۶۸)

صلاۃ التسبیح

یہ ایک خاص نماز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سیدنا حضرت عباسؓ اور بعض دیگر صحابہؓ کو بہت اہتمام سے سکھلائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نماز ہر طرح کے چھوٹے بڑے، دانستہ یا نادانستہ، پوشیدہ اور اعلانیہ گناہوں سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے اور تاکید فرمائی تھی کہ ممکن ہو تو روزانہ، ورنہ ہفتہ میں، ورنہ مہینہ میں، ورنہ سال میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو ضرور پڑھ لیں۔ (شامی: ۲/ ۴۷۲ زکریا)

صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت

صلاۃ التسبیح دن رات میں کبھی بھی پڑھی جا سکتی ہے، جبکہ مکروہ وقت نہ ہو، البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے زوال کے بعد پڑھنا چاہئے۔ (ابو داؤد: ۱۲۸۹، شامی: ۲/ ۴۷۲-۴۷۱ زکریا)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

صلاۃ التسبیح کے دو طریقے ہیں:

(۱) پہلا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں حسب دستور سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور اس کے بعد قیام میں ہی ۱۵ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد رکوع کرے اور رکوع کی تسبیح کے بعد یہی کلمہ ۱۰ مرتبہ پڑھے۔ پھر قومہ میں، پھر پہلے سجدہ میں، پھر جلسہ میں، پھر دوسرے سجدہ میں اور پھر سجدہ سے اٹھ کر قیام

سے پہلے جلسۂ استراحت میں بھی ۱۰/ مرتبہ یہی کلمہ پڑھے۔ اس طرح ایک رکعت میں ۷۵/ مرتبہ یہ کلمہ پڑھا جائے تو چار رکعت میں ۳۰۰/ کا عدد پورا ہو جائے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورہ فاتحہ سے پہلے ۱۵/ مرتبہ مذکورہ کلمہ پڑھا جائے، اس کے بعد سورہ فاتحہ اور سورت پڑھی جائے، اس کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے، اور آگے وہی ترتیب رہے گی جو پہلے طریقہ میں گزری، البتہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر تسبیحات پڑھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایک رکعت میں ۷۵/ کا عدد مکمل ہو گیا۔ اسی طرح ہر رکعت میں کرے۔ بعض روایات میں اس کلمہ کے ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا بھی ذکر ہے، اس لئے موقع ہو تو اسے بھی ملالیں۔

علماء نے ان طریقوں کے بارے میں لکھا ہے کہ کبھی اِس طرح پڑھ لیا کرے اور کبھی اُس طرح۔ (شامی: ۴۷۱/۲ زکریا، فضائل ذکر: ۱۸۱-۱۸۰)

تسبیح کی گنتی

صلاۃ التسبیح میں تسبیح کی گنتی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اس کی جگہ ہی پر دباتے رہیں۔ (شامی: ۴۷۲/۲ زکریا، فضائل ذکر: ۱۸۱)

کسی رکن کی تسبیح بھول جانا

اگر کسی رکن میں یہ تسبیح بھول جائے تو کسی دوسرے رکن میں پورا کرلے، یعنی قومہ، جلسہ اور جلسہ استراحت میں نہ پڑھے، بلکہ یہ تلافی قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ میں پوری کر لے۔ (شامی: ۴۷۴/۲ زکریا، فضائل ذکر: ۱۸۲-۱۸۱)

سجدۂ سہو میں تسبیح

اگر صلاۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کی ضرورت پیش آجائے اور تسبیحات کی مقدار پوری ہو چکی ہو تو اس میں تسبیح کے کلمات نہیں پڑھے جائیں گے، البتہ اگر کسی رکن میں تسبیح میں کمی رہ گئی ہو تو اسے سجدۂ سہو میں پورا کر سکتے ہیں ۔(فضائل ذکر: ۱۸۲)

نمازِ شکر

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو جب ابو جہل کے سر (کاٹنے اور لائے جانے) کی خوشخبری سنائی گئی تو آپ نے دو رکعت (نفل) نماز ادا فرمائی، اور فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے چاشت کے وقت جو چند رکعت نماز ادا فرمائی تھیں اس کی بابت ایک معروف قول یہی ہے کہ وہ نمازِ فتح و نمازِ شکر تھی ۔(اعلاء السنن: ۲۳۱-۲۲۲/۷)

* * *

نمازِ وتر کے احکام و مسائل

وتر کی نماز

وتر کی نماز ہر عاقل، بالغ، مسلمان پر واجب ہے اور اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے۔ (تنویر الابصار: ٢/٤٣٩-٤٣٨ زکریا)

وتر کی نماز کا وقت

وتر کی نماز کا وقت وہی ہے، جو عشاء کی نماز کا ہے۔ لیکن وتر کو عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھا جائے گا، تاکہ ترتیب کی خلاف ورزی نہ ہو۔ (الایہ کہ ایسی صورت پیش آجائے جس میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔) (درمختار: ٢/١٨ زکریا)

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملائی جائے، دوسری رکعت پر حسبِ دستور قعدہ کیا جائے اور تیسری رکعت میں سورت ملانے کے بعد رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہی جائے پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھی جائے اور اس کے بعد رکوع، سجدہ وغیرہ حسبِ دستور ادا کر کے نماز پوری کی جائے۔ (درمختار: ٢/ ٤٤٢ - ٤٤١ زکریا)

رمضان میں وتر کی جماعت

رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر کی نماز باجماعت پڑھنا مسنون و مستحب ہے۔ (شامی: ٢/٥٠٢ زکریا)

دعائے قنوت

حنفیہ کے یہاں اس دعا کو ترجیح ہے؛

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ، وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ (قاموس الفقہ: ۵/۲۶۰، احکام نماز اور احادیث و آثار: ۲۳۸-۲۳۹)

* * *

نمازِ تراویح کے احکام و مسائل

تراویح کیا ہے؟

لفظِ تراویح ”ترویحہ“ سے ماخوذ ہے۔ ترویحہ اصل میں ہر جلسہ (نشست) کا نام ہے، لیکن اصطلاحاً رمضان المبارک کی راتوں میں چار رکعات کے بعد بیٹھنے کو ترویحہ کہا جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس وقفہ میں آرام کرتے ہیں، پھر مجازاً چار رکعات کے مجموعہ کو کہا جانے لگا۔

(طحطاوی علی المراقی: ۴۱۰، القاموس الوحید ۱/ ۶۸۲)

تراویح کی شرعی حیثیت

رمضان المبارک کی ہر رات میں عشاء کی نماز کے بعد بیس رکعات تراویح، دس سلاموں سے پڑھنا، مرد۔ عورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ (حلبیہ ۱/ ۲۲۲، درمختار: ۲/ ۴۹۳ش)

تراویح کی رکعات

تراویح کی ۲۰ رکعات مرفوع، مرسل اور موقوف حدیثوں سے ثابت ہیں اور اس پر عہدِ نبوی ﷺ سے آج تک سوادِ اعظم کا عمل چلا آرہا ہے، خود حرمین شریفین، مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ میں بھی اسی پر عمل ہے۔ (ملتقی الابحر: ۱/ ۲۰۲، حلبیہ ۱/ ۲۲۲، ھندیہ: ۱/ ۱۱۵)

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے، لیکن اگر وتر کے بعد تراویح پڑھیں، تو بھی شرعاً درست ہے۔

(درمختار: ۲/ ۴۹۳ش)

تراویح کی جماعت

مسجد میں تراویح کی نماز با جماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے، اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سب محلّہ والے گنہگار ہوں گے اور عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار: ٤٣١/٢ ط، ہندیہ: ١١٦/١ ، کتاب الآثار: ٦٠٢/١)

تنہا عورتوں کی جماعت

تراویح یا کسی بھی جماعت میں تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ ہے، لیکن اگر وہ جماعت کریں تو ان کی امام صف کے بیچ مقتدی عورتوں کے ساتھ ہی کھڑی ہوگی، آگے بڑھ کر نہیں۔ (کتاب الآثار للامام محمد: ٦٠٢/١)

تراویح کی نیت

نماز تراویح اور سنن ونوافل اگر چہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہو جاتی ہے، لیکن بہتر واحوط ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کر کے نماز شروع کی جائے۔ (درمختار: ٨٦/٢، ٨٥ ط)

تراویح میں ختمِ قرآن

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ ختمِ قرآن سنت ہے، اس سے زائد مستحب ہے۔

(درمختار ٤٩٧/٢ مع الشامی زکریا، ہندیہ: ١١٧/١)

تراویح کی کیفیت

تراویح کی ۲۰/ رکعات، ۱۰/ سلاموں اور ۴/ ترویحوں سے پڑھی جاتی ہیں۔ ۱۰/ مرتبہ ۲۔۲ رکعات کی نیت کی جاتی ہے اور ہر چار رکعات کے بعد کچھ دیر ٹھہرا جاتا ہے، اس وقفہ میں کوئی خاص اور ضروری امر نہیں ہے، چاہے کچھ تسبیحات پڑھ لے، چاہے نفل پڑھ لے اور چاہے خاموش رہے۔

مشائخ کا معمول یہ ہے کہ اس مقام پر یہ تسبیح پڑھتے ہیں:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ، وَالْعَظَمَةِ، وَالْهَيْبَةِ، وَالْقُدْرَةِ، وَالْكِبْرِيَاءِ، وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ، يَا مُجِيْرُ، يَا مُجِيْرُ، يَا مُجِيْرُ (تاتارخانیہ: ۱/ ۴۱۲، ملتقی الابحر مع مجمع الأنہر: ۱/ ۲۰۲، درمختار وشامی: ۲/ ۴۳۳ دار)

تراویح کی قضاء

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت بھی نکل جائے (جو کہ صبح صادق تک رہتا ہے) تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل نماز قرار پائے گی۔ (درمختار: ۲/ ۴۳۱ دار)

* * *

نمازِ جمعہ کے احکام و مسائل

☆ نمازِ جمعہ فرض ہے اور اس کی تاکید دیگر فرض نمازوں سے زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگا دیں گے، پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں شامل ہوجائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ: جو شخص تین جمعہ سستی اور غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔ (مشکاۃ: ۱/۱۲۱، خلاصۃ الفتاوی: ۱/۲۰۵)

جمعہ کی فرضیت کے شرائط

جمعہ کی نماز فرض ہونے کے درج ذیل شرائط ہیں:

(۱) بڑی آبادی میں مقیم ہونا۔

(۲) تندرست ہونا۔

(۳) آزاد ہونا۔

(۴) مرد ہونا۔

(۵) عاقل و بالغ ہونا۔

(۶) بینا ہونا۔

(۷) چلنے پر قادر ہونا۔

(۸) قید اور خوف نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں)۔

(۹) سخت بارش یا کیچڑ نہ ہونا۔

البتہ! مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کرلے، مثلاً: کوئی نابینا شخص کسی

کے سہارے سے مسجد میں آجائے تو اس کا جمعہ بطور فریضۂ وقت ادا ہو جائے گا۔

(تنویر الابصار مع در المختار: ۲۶-۲۹/۲ زکریا)

جمعہ کے صحیح ہونے کے شرائط

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) بڑی آبادی ہونا۔

(۲) ظہر کا وقت پایا جانا۔

(۳) نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا۔

(۴) کم از کم ۳/ مردوں کا جمعہ میں شامل ہونا۔

(۵) جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہونا۔

(درمختار: ۲٤-۲۵۳ زکریا)

جمعہ کی سنت نمازیں

جمعہ کی نماز سے پہلے ۴/ رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔(ابن ماجہ: ۱۱۵۷، شامی: ۲/ ۲۹۲ دار) اور جمعہ کی نماز کے بعد ۴/ رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ اور اس کے بعد ۲/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے۔(مسلم: ۸۸۱، شامی: ۲۹۲/۲ دار، احسن الفتاوی: ٤٨٦/٣)

جمعہ کی اذان ثانی

جمعہ کی اذان ثانی (یعنی خطبہ کے وقت جو اذان دی جاتی ہے) خطیب کے بالمقابل کہی جائے گی، خواہ منبر کے پاس ہو یا ایک دو صفوں کے بعد۔(شامی: ۸۳/۲ زکریا، تعلیم الاسلام: ۵۸/٤-۵۷)

خطبہ سے متعلق چند مسائل

نمازیوں کی طرف منہ کر کے خطیب خطبہ پڑھے، بلا عذر بیٹھ کر اور قبلہ رخ ہو کر خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھنا بھی سنت ہے۔ جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان کا وقفہ قبولیت کا وقت ہے، لیکن اس موقع پر زبان سے الفاظ ادا نہ کریں، بلکہ دل ہی دل میں دعا کر سکتے ہیں۔ خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے نہ دیں، صرف دل میں دے سکتے ہیں۔ اس لئے کہ خطیب کے منبر پر آنے سے خطبہ کے اختتام تک زبان سے ذکر واذکار سب ممنوع ہیں۔ اگر خطبہ کے دوران بچے شرارت کر رہے ہوں، تو انہیں بھی زبان سے نہ روکیں، اشارہ سے روک سکتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کا نام نامی خطبہ میں کہا جائے تو بھی سننے والے خاموش رہیں، دل دل میں درود شریف پڑھ سکتے ہیں، زبان سے نہ پڑھیں۔ (در مختار و شامی: ٢/ ٧٠،٤٢،٣٦، ٣٥، ١/ ٢، هندیه: ١/ ١٤٧-١٤٦)

خطبہ صرف عربی میں

جمعہ کا خطبہ صرف عربی زبان میں دینا چاہئے۔ عوام کو وعظ و نصیحت کی ضرورت ہو تو خطبہ کی عبارت میں تبدیلی کے بجائے کسی اور وقت وعظ کا معمول بنایا جائے۔ جیسا آج کل کیا بھی جاتا ہے۔ (علم الفقه: ٢١٦، جواهر الفقه: ٤/ ١٠٢-٩٩، فتاوی دار العلوم: ٥/ ١٢٩، فقهی مقالات: ٣/ ١٢٦-٩٩)

* * *

نمازعیدین کے احکام ومسائل

عیدین

اسلام ایک مبارک دین ہے، جس کی تعلیمات لہو ولعب سے کوسوں دور ہیں اور عیدین کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل وانعام کے دن ہیں۔

عید لغت میں اسے کہتے ہیں، جو بار بار آئے۔ عید کو عید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دن ہماری زندگی میں بار بار آئے۔ کیونکہ اصطلاح میں عید مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے۔

عیدین، عید کا تثنیہ ہے۔ (فیروز اللغات: ۹۰۸)

عیدین کی نماز صحیح رواجب ہونے کی شرطیں

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً اس علاقہ کی آبادی کم سے کم ۳۰۰۰ رہو یا ضروریات زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) تو وہاں عیدین کی نماز واجب ہے۔ (در مختار مع الشامی: ۴۶/۲-۴۵، امداد المفتیین: ۴۰۷)

نمازِ عیدین کا وقت

عیدین کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن جماعت کا وقت ایسا مقرر کرنا چاہئے کہ لوگ عید کی تیاریاں کر کے سہولت سے عید گاہ میں حاضر ہو سکیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۸، شامی: ۲/۲ ۲۰، فتاوی رحیمیہ: ۵/۵ ۵ قدیم)

عورتیں اور نمازِ عید

عورتوں پر نماز جمعہ وعیدین واجب نہیں ہے اور عام حالات میں انہیں عیدگاہوں

اور مساجد میں جا کر نمازِ عید وغیرہ میں شریک ہونا بھی مکروہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے۔ (ھندیہ ١/ ١٥٠، درمختار مع الشامی: ٢/ ٣٠٧)

نمازِ عیدین کی نیت

نمازِ عیدین شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار ہونا چاہئے کہ میں قبلہ رو ہو کر اس امام کی اقتداء میں، دو رکعت واجب نماز ادا کر رہا ہوں، جس میں چھ زائد تکبیریں ہیں۔ نیت کے لئے بس اتنا کافی ہے، زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں، البتہ! کوئی ادا کرلے تو ناجائز بھی نہیں۔ (الأشباہ والنظائر: ١/ ٨٤)

ترکیب نمازِ عیدین

امام اور مقتدی دونوں پہلے نماز کی نیت کریں۔ نیت کے بعد امام بلند آواز سے اللّٰہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے اور پھر ناف کے نیچے باندھ لے اور مقتدی آہستہ سے اللّٰہ اکبر کہہ کر ایسا ہی کریں۔ پھر (امام اور مقتدی) سب ثناء پڑھیں۔ ثناء کے بعد امام بلند آواز سے تکبیر کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک لے جائے اور چھوڑ دے۔ مقتدی بھی آہستہ آواز سے تکبیر کہہ کر ایسا ہی کریں۔ پھر ایک اور مرتبہ امام اور مقتدی ایسا ہی کریں۔ پھر ایک مرتبہ امام اور مقتدی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور اس بار ہاتھ چھوڑے نہیں بلکہ باندھ لیں۔ اب امام آہستہ سے تعوذ، تسمیہ اور اس کے بعد بلند آواز سے قرأت کرے اور مقتدی خاموش کھڑے رہیں، پھر امام کے ساتھ رکوع، سجدہ وغیرہ کر کے حسبِ دستور پہلی رکعت پوری کریں۔

دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پہلے امام قرأت کرے پھر رکوع میں جانے سے پہلے تین مرتبہ تکبیر کہے اور ہر مرتبہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے، مقتدی بھی ایسا ہی کریں، پھر چوتھی مرتبہ امام تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور مقتدی بھی ایسا ہی کریں اور آگے حسب

دستور نماز مکمل کریں۔ (اسلامی فقہ: ۱/ ۲۹۹ بتصرف)

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے، جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔ (ھندیہ: ۱/ ۱۵۰) موجود مصلیان غور سے خطبہ سنیں، کیونکہ جب خطبہ پڑھا جائے اور کوئی شخص وہاں موجود ہو تو اس پر خطبہ سننا واجب ہو جاتا ہے۔ اس وقت کلام وغیرہ کرنا ناجائز اور شور مچانا سخت گناہ ہے۔

(امداد المفتیین: ۳۴۶)

عیدین پر مبارکباد

عیدین میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینا جائز ہے۔ (در مختار: ۲/ ۹۹ ق)

عیدین میں مصافحہ و معانقہ

مصافحہ فی نفسہ سنت ہے، مگر نماز عیدین کے خطبہ کے بعد کی تخصیص بے اصل اور بے دلیل ہے، فقہاء کرام اس رسم کو مکروہ و بدعت تحریر فرماتے ہیں۔ لہذا! رسمی مصافحہ سے اجتناب کریں، مگر ایسا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے لوگوں میں غصہ اور نفرت پھیلے۔ نیز جب کوئی مسلمان بے موقع مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے تو اپنا ہاتھ کھینچکر اسکا دل نہ دکھائیں اور بدگمانی کا سبب نہ بنیں اور آہستگی سے اسے سمجھائیں اور مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کریں۔

(فتاوی رحیمیہ: ۱۰/ ۱۲۶، ترتیب صالح)

نماز عیدین کے بعد دعا

جس طرح فرض نمازوں کے بعد دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، اس میں عیدین بھی شامل ہیں اور بہتر یہ ہے کہ دعا نماز عیدین کے فوراً بعد خطبہ سے پہلے ہو۔ کیونکہ خطبہ کے بعد دعا کی کہیں صراحت نہیں ہے۔ (دیکھیے امداد الفتاوی: ۱/ ۶۰۳، امداد الأحکام: ۲/ ۳۵۶)

نماز مسافر کے احکام ومسائل

سفرِ شرعی

پیدل آدمی یا اونٹ کی رفتار سے جملہ ضروریات بشریہ (کھانا، پینا، آرام وغیرہ) اور ضروریات شرعیہ (نماز وغیرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن اور تین رات میں جتنی مسافت (دوری) بآسانی طے ہو سکے اسے مسافت شرعی اور اتنی دوری طے کرنے کو ''سفر شرعی'' کہتے ہیں۔ (شامی: ٢/ ٦٠٢ زکریا، ھندیہ: ١/ ١٣٨)

مسافت سفر

ہر علاقے کی منزلیں الگ الگ ہونے کی وجہ سے مسافت کے حساب میں فرق ہے اور اکثر علماء ہند نے اسی بنیاد پر ۴۸/ میل انگریزی کا حساب رکھا ہے، جو موجودہ میٹروں کے حساب سے ۷۷/ کلومیٹر، ۲۴۸/ میٹر، ۱۵/ سینٹی میٹر اور ۲/ ملی میٹر ہوتا ہے۔ (دیکھئے شامی: ٢/ ٦٠٢ زکریا، جواھر الفقہ: ١/ ٤٣٧، فتاوی شیخ الاسلام: ٤٩، احسن الفتاوی: ٤/ ٩١، احکام السفر: ٢٤، احکام مسافر: ٦٥-٦٦، احکام نماز اور احادیث و آثار: ٢٠٨، ایضاح المسائل: ٦٩، تعلیم الاسلام: ٤/ ٣٥، الاوزان المحمودہ: ٩٥)

اگر تیز رفتار سواری سے سفر شرعی کی مسافت چند گھنٹوں میں طے کر لی جائے، تب بھی قصر کا حکم جاری ہوگا۔ حنفیہ کے نزدیک قصر کرنا صرف مباح نہیں، بلکہ واجب ہے۔ اس لئے جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ ۴/ رکعت والی فرض نمازیں ۲/ رکعت ہی پڑھے جبکہ منفرد یا امام ہو۔ (درمختار: ٢/ ٦٠٣ زکریا)

مسافت سفر کا اعتبار کہاں سے؟

جب مسافر، سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے

آگے بڑھ جائے تو اس پر قصر کے احکام جاری ہوں گے، محض گھر یا محلّہ سے نکلنے سے وہ مسافر شرعی نہیں سمجھا جائیگا۔ جن شہروں کی آبادیاں میلوں تک پھیلی ہوئی ہیں، وہاں سے اگر کوئی شخص سفر شروع کرے تو وہ اس وقت سے مسافر شرعی ہوگا، جبکہ اس شہر کی عرضی وحکومتی حدود سے باہر نکل جائے۔ اگرچہ آبادی کا اتصال ختم نہ ہو۔ (شامی: ۲/ ۶۰۰-۵۹۹ز، فتاوی رحیمیہ: قدیم ۲۶۳/۶، احسن الفتاوی: ۷۳/۴) آبادی سے ملحق اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ایئر پورٹ اور بندرگاہ، سب شہر ہی کے حکم میں ہیں۔ اس لئے وہاں سے سفر شروع کرنے والا یا واپس آنے والا ان جگہوں پر قصر نہیں کرے گا۔ البتہ! اگر یہ مقامات آبادی سے دور فاصلہ پر واقع ہوں، جیسا کہ بعض جگہ ہوتا ہے، تو پھر آدمی حدودِ شہر سے نکلتے ہی مسافر شرعی ہو جائے گا اور ایئر پورٹ وغیرہ پر قصر کرے گا۔ (شامی: ۲/ ۵۹۹ز) اگر کسی جگہ جانے کے دو مختلف راستے ہوں، مثلاً: سڑک کے راستہ سے مسافت سفر زیادہ ہو اور ٹرین کے راستہ سے کم، تو مسافر جس راستہ کو اختیار کرے گا، اسی کا اعتبار ہوگا۔ (درمختار: ۲/ ۶۰۲ز، ہندیہ: ۱۳۸/۱) جب کوئی مسافر اپنی جائے قیام پر لوٹ کر آئے تو اس جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار پائے گا، جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا۔ (شامی: ۲/ ۶۰۴ز کریا)

مسافر کب تک قصر کرے؟

مسافر جب تک سفر میں رہے اور کسی شہر یا قصبے یا گاؤں میں پہنچ کر وہاں ۱۵/ دن ٹھیرنے کی نیت نہ کرلے اس وقت تک نماز قصر کرتا رہے اور جب کسی جگہ ۱۵/ دن ٹھیرنے کی نیت کرلی تو نیت کرتے ہی پوری نماز پڑھنا شروع کردے۔ نیت اصلاً دل کے ارادہ کا نام ہے۔ (تعلیم الاسلام: ۴/ ۵۴) اور اگر کوئی شخص کسی جگہ جاکر ابتداء ۱۵/ دن سے کم قیام کی نیت کرے اور پھر یہ قیام کسی وجہ سے بڑھتا چلا جائے اور کسی مرحلہ میں ۱۵/ دن مسلسل قیام کی نیت نہ ہو تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا، خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

(بدائع الصنائع: ۱/ ۲٦۸، ھندیہ: ۱/ ۱۳۹) اگر کوئی شخص کسی جگہ ۱۵ر دن ٹھیرنے کی نیت کرلے اور نماز پوری پڑھنا شروع کردے، لیکن پھر اس کا ارادہ ۱۵ر دن سے پہلے ہی سفر کا ہوجائے، تو جب تک وہ سفر شروع نہیں کرے گا، اس وقت تک مقیم ہی رہے گا۔ (مبسوط السرخسی: ۱/ ۲۷۰، شامی ۲/ ٦١٦ زکریا) اگر کسی شخص نے ۱۵ر راتیں کہیں گزارنے کی نیت کی، اس طرح کہ دن میں آس پاس کے علاقہ میں چلا جایا کرے، جن کی دوری شرعی مسافت سے کم ہو، تو ایسا شخص شرعاً مقیم کہلائے گا، اس لئے کہ اقامت کی نیت میں رات کے قیام کا بھی اعتبار ہے۔ (ھندیہ

۱/ ۱٤۰، بدائع الصنائع ۱/ ۲۷۰، البحرالرائق ۲/ ۲۳۲)

مسافر کا قصر نہ کرنا؟

اگر کوئی شرعی مسافر، بھولے سے ۴ر رکعت پڑھ لے، تو اگر وہ دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا ہے تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوجائے گی اور اگر نہیں بیٹھا تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی۔ (درمختار: ۲/ ٦٠٩ زکریا ھندیہ: ۱/ ۱۳۹)

مسافر کا مقیم کی اقتداء کرنا

مسافر مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اس صورت میں وہ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھے گا۔ (اعلاء السنن: ۷/ ۲۷٤، ۲۸۲)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی پوری نماز پڑھیگا۔ اس طرح کہ امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد اس طرح بقیہ رکعتیں پوری کرے گا کہ ان میں قرأت نہیں کرے گا، بلکہ حالت قیام میں صرف اتنی دیر کھڑا رہے گا، جس میں سورہ فاتحہ پڑھی جاسکے۔ (تنویر: ۲/ ٦١٠ زکریا)

سجدۂ سہو کے احکام و مسائل

سجدۂ سہو کیا ہے؟

سہو کے معنی بھول جانے کے ہیں، بھول سے کبھی کبھی نماز میں کمی یا زیادتی ہو کر نقصان ہو جاتا ہے اور بعض نقصان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی تلافی کے لئے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کیے جاتے ہیں، ان کو سجدہ سہو کہتے ہیں۔ (تعلیم الاسلام: ٤/ ٤٦)

سجدۂ سہو کیوں ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی ہیں، تو جب تم میں سے کوئی اس طرح کی بات محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے اور کر لے۔ (مسلم: ١/ ٢١٠)

سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

نماز میں جب مندرجۂ ذیل اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائیگا تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا:

(۱) کسی فرض یا واجب عمل کو اس کی جگہ سے مقدم کر دینا، مثلاً: قرأت سے پہلے رکوع کر لیا یا سورۃ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ لی۔

(۲) کسی فرض یا واجب عمل کو اس کی جگہ سے مؤخر کر دینا، مثلاً: پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور دوسری رکعت میں یاد آنے پر تین سجدے کر لئے، یا سورہ فاتحہ سورت کے بعد پڑھ لی۔

(۳) کسی فرض یا واجب کا تکرار کرنا، مثلاً: ایک رکعت میں دو رکوع کر دیے یا سورہ فاتحہ مسلسل دو مرتبہ پڑھ دی۔

(۴) کسی واجب کی صفت کو بدل دینا، مثلاً: جہری نماز میں امام نے آہستہ قرأت کر دی، یا سری نماز میں زور سے قرأت کر دی۔

(۵) کسی واجب کو ترک کر دینا، مثلاً: تشہد نہیں پڑھا، یا سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔

(شامی: ٢/ ٥٤٣_٥٤٤ زکریا)

سجدۂ سہو سے تلافی کا حکم

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر نماز میں کسی واجب کو ترک کر دیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی، محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی۔ (درمختار: ٢/ ٦٤١ مع الشامی زکریا ھندیہ: ١/ ١٢٦)

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے کریں، اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں اور پھر درود شریف اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ (تنویر الابصار مع الشامی: ٢/ ٥٤٠-٥٤١ ق)

سجدۂ سہو سے پہلے ایک سلام پھیرنا

سجدۂ سہو سے قبل دائیں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے، جو شخص سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرلے تو اگرچہ سجدۂ سہو صحیح ہو جائیگا، لیکن وہ کراہت تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔ (درمختار: ٢/ ٧٢ ق)

سجدۂ سہو کب تک کر سکتا ہے؟

اگر کسی شخص پر سجدہ سہو کرنا واجب تھا لیکن اس نے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا اسے

یاد نہ رہا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور کسی منافئ صلاۃ عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اب سجدۂ سہو کرنے سے نماز مکمل ہو جائے گی۔ (درمختار: ۲/ ۴۸۷ مع الشامی، زکریا)

وتر کی رکعتوں میں شک

اگر نماز وتر پڑھتے ہوئے شک ہو جائے کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری؟ تو اسے چاہئے کہ اس رکعت میں قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے، اس کے بعد اگلی رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے۔ (درمختار: ۲/ ۵۶۳ مع الشامی، زکریا)

نمازِ عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو

اگر عیدین اور جمعہ کی نماز میں امام سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو، تو متاخرین مشائخ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے، اس لئے کہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے میں ناواقف عوام کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ یہی حکم بڑے بڑے اجتماعات میں کثیر مجمع کے ساتھ پڑھی جانے والی جماعت کی نمازوں کا بھی ہوگا۔ (شامی: ۲/ ۵۶۰ زکریا)

سجدۂ سہو سے متعلق اختلاف

سلام پھیرنے کے بعد نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو جائے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

(۱) اگر امام کو مکمل نماز پڑھانے کا یقین ہو تو اس کے لئے نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

(۲) اگر امام کو یقین ہو کہ رکعات کم ہوئی ہیں تو اعادہ لازم ہے، البتہ اس صورت میں اگر کسی مقتدی کو نماز مکمل ہونے کا یقین ہو تو اس کو اجازت ہے کہ اعادہ والی نماز میں

شریک نہ ہو۔

(۳) اگر امام کو خود شک ہو جائے کہ نماز مکمل ہوئی یا ناقص اور مقتدی یہ کہیں کہ نماز کی رکعتوں میں کمی رہ گئی، تو امام پر مقتدیوں کی بات ماننا اور نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

(۴) اگر مقتدیوں میں بھی دو فریق ہوں، کچھ لوگ کہیں کہ نماز مکمل ہوگئی اور کچھ لوگ کہیں کہ کوئی رکعت باقی رہ گئی، تو اب امام کی رائے پر عمل کیا جائے گا۔

(در مختار، شامی: ٢/ ٥٦٣، زکریا، خانیہ: ١/ ٢٠٤)

* * *

سجدۂ تلاوت کے احکام ومسائل

سجدۂ تلاوت

تلاوت کے معنی پڑھنے کے ہیں، قرآن کریم میں چودہ مقامات ایسے ہیں، جن کو پڑھنے یا کسی کو پڑھتا ہوا سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے، اسے ''سجدہ تلاوت'' کہتے ہیں۔ (شامی: ٢/ ٥٧٥ زکریا)

وہ مقامات یہ ہیں:

(۱)سورہ اعراف: ٢٠٦ (۲)سورہ رعد: ١٠ (۳)سورہ نحل: ٥٠-٤٩ (۴)سورہ بنی اسرائیل: ١٠٩-١٠٧ (۵)سورہ مریم: ٥٨ (۶)سورہ حج: ١٨ (۷)سورہ فرقان: ٦٠ (۸)سورہ نمل: ٢٥-٢٦ (۹)سورہ سجدہ: ١٠ (۱۰)سورہ ص: ٢٥-٢٤ (۱۱)سورہ حمٓ سجدہ: ٣٨-٣٧ (۱۲)سورہ نجم: ٦٢-٥٩ (۱۳)سورہ انشقاق: ٢١-٢٠ (۱۴)سورہ اقرأ: ١٩

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت صحیح ہونے کی وہی تمام شرائط ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کے ہیں: مثلاً: بدن اور جگہ کی پاکی وغیرہ، البتہ؛ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیر تحریمہ اور متعین آیت سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں۔ (شامی: ٢/٥٧٩ زکریا)

کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے

آیت سجدہ کتنی پڑھنے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، راجح اور اصح قول یہ ہے کہ وجوب سجدہ کے لئے پوری آیت سجدہ پڑھنی ضروری ہے، اور

اگر پوری آیت پڑھی اور سجدہ والا کلمہ نہ پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (شامی: ۲/۵۷۵-۵۷۶)

سجدۂ تلاوت کب کرے؟

بہتر ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے بعد جلد از جلد ادا کرلے اگر بلا وجہ تاخیر کرے گا تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔ لیکن اگر کسی شخص پر آیت سجدہ کی تلاوت یا سماعت سے سجدۂ تلاوت واجب ہوا لیکن کسی وجہ سے وہ اس وقت سجدہ نہیں کر سکا، تو مستحب یہ ہے کہ اس وقت یہ آیت پڑھ لے: "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" اور پھر بعد میں جب موقع ملے اس وقت سجدۂ تلاوت ادا کرلے۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۲) یہ حکم خارج نماز کا ہے۔ اگر نماز کے دوران امام یا منفرد آیت سجدہ پڑھیں تو فوراً سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔ آیت سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیتوں کے بقدر تلاوت سے پہلے پہلے سجدۂ تلاوت کرلینا چاہئے ورنہ بالقصد تاخیر پر گناہ ہوگا۔ (شامی: ۲/۵۸٤ زکریا)

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہوا سجدہ کرے، سجدہ کی تسبیح حسب معمول پڑھے اور پھر تکبیر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو۔ لیکن اگر بیٹھے بیٹھے ہی سجدے میں چلا گیا اور سجدے سے اٹھ کر بیٹھ گیا، تب بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو جائیگا۔

سجدۂ تلاوت کا اصل رکن سجدہ ہے اور سجدہ سے پہلے اور بعد میں تکبیر کہنا مسنون ہے، اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے پہلے کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد بھی سیدھا کھڑا ہو، اور سجدۂ تلاوت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا اور نہ ہی سلام پھیرا جائے گا۔

جب فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کی نوبت آئے تو سجدہ میں نماز والی تسبیح "سُبْحَانَ

رَبِّیَ الْاَعْلٰی ” پڑھے اور اگر نفل نماز ہو تو اس کے ساتھ دیگر (عربی) دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کر رہا ہے تو سجدہ میں مزید ماثور دعائیں پڑھنا مناسب ہے۔ (شامی: ۲/ ۵۸۱ - ۵۸۰ز)

مکروہ اوقات میں سجدۂ تلاوت کا حکم

اگر کسی شخص نے مکروہ وقت میں آیت سجدۂ تلاوت کی اور اسی وقت سجدۂ تلاوت کرلیا، تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا، لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں آیت سجدۂ تلاوت کی تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی۔ (شامی: ۲/ ۵۷۹ز)

سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں

جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، انہیں سے سجدۂ تلاوت بھی فاسد ہو جاتا ہے، مثلاً: حدث کا لاحق ہونا، کلام کرنا، قہقہہ لگانا وغیرہ۔ البتہ قہقہہ سے اس پر حالت نماز کی طرح وضو کا اعادہ لازم نہیں۔ (شامی: ۲/ ۵۹۷ ز کریا)

* * *

نماز مریض کے احکام و مسائل

مریض کی نماز

جو شخص کھڑے ہونے یا قیام کرنے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا کمزوری کی وجہ سے کھڑا ہی نہ ہو سکے، یا حکماً عاجز ہو کہ قیام موجب مشقت ہو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض بڑھ جانے یا صحت میں تاخیر ہونے کا اندیشہ ہو، یا اور کوئی شدید تکلیف ہو تو ایسے شخص کے لئے فرض اور واجب نمازیں بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی وجہ سے سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے بھی نماز میں قیام کا فریضہ ساقط ہے اور اس کو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا افضل ہے اور کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔ (در مختار: ۲/ ٥٦٦-٥٦٤ زکریا، ھندیہ ١/ ١٣٦، بدائع الصنائع ١/ ٢٧٤، حلبی: ١/ ٧١١، ھدایہ ١/ ١٦١، شرح الوقایہ ١/ ١٨٩، الجوھرۃ النیرۃ ١/ ١١٤)

جو شخص قیام پر تو قادر ہو، مگر زیادہ دیر کھڑا نہ رہ سکتا ہو اس پر لازم ہے کہ جتنی دیر کھڑے رہنے پر قدرت ہو اتنی دیر کھڑے ہو کر اور پھر بیٹھ کر نماز پوری کر لے، یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کے بقدر کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو تکبیر کھڑے ہو کر کہے اور پھر حسب ضرورت بیٹھ جائے۔ (شامی: ٢/ ٥٦٧ زکریا، الجوھرۃ النیرۃ: ١/ ١١٣) بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا۔

جو شخص کسی طرح بھی بیٹھنے پر قادر نہ ہو یعنی کسی چیز کے سہارے سے بھی نہ بیٹھ سکے تو اسے چاہئے کہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے اور اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) افضل یہ ہے کہ پاؤں قبلہ رخ کر کے گھٹنے کھڑے کر لے اور سر کے نیچے تکیہ

لگالے تاکہ چہرہ قبلہ کی طرف ہوجائے اور پھر گردن اور سر کے اشارہ سے نماز ادا کرے۔

(۲) دوسرا یہ کہ مریض کو کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کردیا جائے اور دائیں کروٹ پر لٹانا افضل ہے۔ (شامی: ۲/ ۹۶ ج، بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۴، ھندیۃ: ۱/ ۱۳۶ وغیرہ)

جو شخص سر کے اشارہ سے بھی نماز پڑھنے سے عاجز ہو تو اسے آنکھ یا بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، کیونکہ اس طرح پڑھی گئی نماز غیر معتبر ہے۔ اس میں تفصیل یہ ہے کہ:

(۱) اگر یہ حالت ۲۴ ر گھنٹے سے کم رہے اور بعد میں وہ ان نمازوں کو ادا کرنے پر قادر ہوجائے تو اس پر چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہے اور اگر قضا نہ کی اور موت کا وقت آگیا تو فدیہ کی وصیت لازم ہے اور اگر قدرت حاصل نہ ہوئی اور اس کا انتقال ہوگیا تو نہ قضاء لازم ہے نہ فدیہ۔

(۲) اگر اس حالت میں ۲۴ ر گھنٹے گزر جائیں تو اس سے چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء ساقط ہے۔

خیال رہے! جن نمازوں کی قضا باقی ہے، زندگی میں ان کا فدیہ ادا کرنا معتبر نہیں، بلکہ اگر قدرت حاصل ہوجائے تو قضا کرے اور انتقال تک نہ کرسکے تو فدیہ کی وصیت کردے۔

(شامی: ۲/ ۵۷۰ زکریا، ھندیۃ: ۱/ ۱۲۵)

مریض کا صحت مند ہونا

اگر مریض نے عذر کے باعث بیٹھ کر نماز شروع کی اور دوران نماز اس کا عذر زائل ہوگیا اور وہ کھڑا ہونے پر وقادر ہوگیا، تو اب اس پر کھڑے ہوکر نماز پوری کرنا لازم ہے۔

(شامی: ۲/ ۵۷۱ زکریا، الجوہرۃ النیرۃ: ۱/ ۱۱۴)

قضاءِ عمری کے احکام ومسائل

قضاءِ عمری سے متعلق احادیثِ نبوی ﷺ

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو اس پر لازم ہے کہ جب بھی اسے یاد آئے، وہ نماز پڑھے، اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔‘‘ (خ:۵۹۷) ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: ’’جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نماز چھوڑ دے تو جب بھی اسے یاد آئے، وہ نماز پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’اقم الصلاۃ لذکری‘‘ (م:۳۱۵) ایک روایت میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز کے وقت سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نماز چھوڑ دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس کا کفارہ یہ ہے جب بھی اسے نماز یاد آئے، وہ نماز پڑھے۔ (د:۴۱۱،

ت:۱۷۸، د:۴۴۲، ۶۸۴، ن:۶۹۵، ۶۹۶)

مذکورہ احادیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ اصول بیان فرمادیا، کہ جب بھی انسان کوئی نماز وقت پر نہ پڑھے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ متنبہ ہونے پر اس کی قضاء کرے، خواہ یہ نماز بھول سے چھوٹی ہو، یا سو جانے سے۔

قضاءِ عمری سے متعلق علماء کا موقف

مشہور حنفی عالم علامہ ابنِ نجیم تحریر فرماتے ہیں: ’’اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد چھوٹ گئی ہو، اس کی قضاء لازم ہے، چاہے اس نے وہ نماز جان بوجھ کو چھوڑی ہو یا بھول کر، یا نیند کی وجہ سے اور چاہے چھوٹی ہوئی نمازیں کم ہوں یا زیادہ (البحرالرائق: ۱۴۱/۲) ۔ یہ موقف صرف حنفی علماء ہی کا نہیں ہے بلکہ شافعی، مالکی، حنبلی

سب اس پر متفق ہیں، علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی فقہاء کرام کے یہ مذاہب نقل کر کے ان سے اتفاق کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ”جس شخص کے ذمے کوئی چھوٹی ہوئی نماز ہو، اس پر واجب ہے کہ وہ اسے ادا کرنے میں فوری طور سے جلدی کرے، چاہے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول سے، یہی جمہور علماء کا موقف ہے۔ (فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۲۲/ ۱۰۴)

قضاء عمری کا صحیح طریقہ

قرآن وسنت اور فقہاء کرامؒ کے اتفاق کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس مسلمان نے اپنی عمر کے کسی حصہ میں نمازیں اپنی غفلت یا لاپرواہی کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں اور بعد میں اسے تنبہ اور توبہ کی توفیق ہو، اس کے ذمے یہ ضروری ہے کہ اپنی چھوٹی ہوئی نمازوں کا محتاط حساب لگا کر انہیں ادا کرنے کی فکر کرے۔ بعض علماء نے آسانی کیلئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ انسان روزانہ ہر فرض نماز کے ساتھ ایک وقت کی قضاء نماز پڑھ لیا کرے، اس طرح ایک دن میں پانچ نمازیں ادا ہو جائیں گی، البتہ جب موقع اور توفیق ہو اس سے زیادہ بھی پڑھتا رہے۔

قضاء عمری کی نیت

قضاء عمری میں نیت کا خیال رکھا جائے یعنی واضح طور پر قضاء کی نیت کی جائے، مثلاً فجر کی قضاء پڑھ رہے ہیں تو یہ نیت کریں کہ میرے ذمہ فجر کی جو سب سے پہلی نماز واجب ہے، اس کی قضاء پڑھ رہا ہوں۔

قضاء نمازوں کا فدیہ

جس شخص کی نمازیں قضاء ہو گئی ہوں اور وہ انہیں ادا کرنے سے شرعی طور پر معذور ہو، اسے چاہئے کہ وہ وصیت کر دے کہ اگر میں یہ نماز ادا نہ کر پایا اور اسی حالت میں میرا

انتقال ہوگیا تو میرے ترکہ میں سے ان نمازوں کا فدیہ ادا کردیا جائے۔ ایک نماز کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا (پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ) ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ وصیت ترکے کے ایک تہائی حصے میں نافذ ہوگی، اور اگر فدیہ کی مقدار ایک تہائی سے بڑھ گئی تو زائد مقدار میں وصیت پر عمل کرنا ورثاء کے ذمے لازم نہیں ہوگا، البتہ عاقل وبالغ ورثاء اپنے حصہ میں سے رضاکارانہ طور پر فدیہ ادا کردیں تو یہ ان کا احسان ہوگا۔ (فقہی مقالات: ٤/٢٨ـ١٥)

قضاءعمری کی اہمیت

اگر کوئی شخص اب سنن ونوافل کا پابند ہے لیکن اس کے ذمے قضاء نمازیں باقی ہیں تو وہ جو کچھ کرتا ہے وہ بھی کرتا رہے اور فارغ وقت میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرے۔ مثلاً: روزانہ چند نمازوں کی قضاء کا اہتمام کرے اور اگر وقت نہ ہو تو پھر سنن اور تہجد سے مقدم فوت شدہ نمازوں کی قضا کرنا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں صرف کرے لیکن وتر کو ترک نہ کرے۔ عشاء کے ساتھ وتر کی قضاء بھی لازم ہے۔ قضاءعمری عصر اور فجر کے بعد پڑھنا بھی جائز ہے اور حدیث میں نہی نوافل پر محمول ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ٤/٢٢٩-٢٢٨)

قضاءعمری میں سہولت کی ایک صورت

جس کے ذمے بہت سی قضاء نمازیں ہوں وہ ان میں سہولت کے لئے فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بجائے تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لے تب بھی کافی ہے، البتہ وتر کی تیسری رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانا ضروری ہے۔ قعدۂ اخیرہ میں درودِ ابراہیمی کی جگہ مختصر درود پر اکتفاء کرلے اور اسی طرح قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعاء ماثورہ چھوڑ دے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (محمود الفتاوی: ١/٤٤٩)

نماز جنازہ کے احکام ومسائل

نماز جنازہ

"نماز جنازہ" درحقیقت مسلمانوں کی طرف سے اپنے اُس مسلمان بھائی، بہن وغیرہ جس کا انتقال ہوگیا ہو، کے حق میں سفارش ودعا ہے اور اللہ پاک کے یہاں اس سفارش ودعا کی بڑی قدر وقیمت ہے، احادیث میں وارد ہوا ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مسلمان کا انتقال ہوجائے اور اس پر ۴۰/ مسلمان مرد نماز جنازہ پڑھیں، تو اس میت کے حق میں ان سب کی سفارش قبول کرلی جاتی ہے۔(مسلم: ٩٤٨) ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس میت کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی ۳/ صفیں ہوں، اس کے لئے جنت واجب ہے۔(ابوداؤد: ٣١٦٦/٣، ترمذی ١٠٢٨/١، ابن ماجہ ١٤٩٠)

نمازِ جنازہ کا حکم

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر بستی میں ایک دو آدمی بھی پڑھ لیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائے گا اور اگر ایک آدمی بھی نہ پڑھے تو سب گنہگار ہوں گے۔(درمختار: ٩٦/٢، ہندیہ ١٦٢/١، بدائع الصنائع: ٤٦/١)

نماز جنازہ صحیح ہونے کی شرطیں

نمازِ جنازہ صحیح ہونے کے لئے کچھ شرائط کا نمازیوں میں اور کچھ کا میت میں موجود ہونا ضروری ہے۔

نمازیوں سے متعلق شرائط:

(۱) بدن کا پاک ہونا۔

(۲) کپڑوں کا پاک ہونا۔

(۳) جگہ کا پاک ہونا۔

(۴) ستر کا چھپانا۔

(۵) قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

(۶) نیت کرنا۔

میت سے متعلق شرائط:

(۱) مسلمان ہونا۔

(۲) بدن اور کفن دونوں کا پاک ہونا۔ البتہ! اگر کفن پر نجاست میت کو کفن پہنانے کے بعد میت ہی میں سے نکل کر لگ جائے، تو کوئی حرج نہیں (۳) ستر کا چھپا ہونا، لہذا! بالکل برہنہ میت پر نماز جنازہ درست نہیں۔

(۴) میت کا نمازیوں کے سامنے ہونا، لہذا! اگر میت نمازیوں کے پیچھے ہو یا موجود ہی نہ ہو تو نماز جنازہ نہیں ہوگی۔

(۵) میت یا جس چار پائی وغیرہ پر وہ ہو اس کا زمین پر رکھا ہونا۔ اگر بلا عذر لوگ اسے ہاتھوں میں اٹھائے ہوں یا وہ کسی سواری وغیرہ پر سوار ہو، تو نماز جنازہ درست نہیں ہوگی۔

(شامی: ۳/ ۱۰۴-۱۰۳ زکریا، البحرالرائق: ۲/ ۳۱۵)

نماز جنازہ کا وقت

نماز جنازہ کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے، بلکہ جب جنازہ تیار کر کے لایا جائے، اسی وقت اس پر نماز پڑھ لی جائے۔ (شامی: ۳/ ۲۱۰ زکریا) فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد آفتاب زرد ہونے سے پہلے بھی نماز جنازہ بلا کراہت جائز ہے۔

(شامی: ۲/ ۲۴۲ زکریا، ھندیہ ۱/ ۵۲) اگر عین طلوع یا غروب آفتاب یا زوال کے وقت جنازہ لایا گیا، تو اس وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر جنازہ پہلے لایا جا چکا تھا اور مکروہ وقت شروع ہونے تک رکھا رہا، تو اب مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(شامی: ۲/ ۲۴۲، ھندیہ ۱/ ۵۲، الجوھرة النیرة: ۱/ ۹۸)

نمازِ جنازہ میں امامت

اسلامی حکومت میں نماز جنازہ کی امامت کا اولین حق، حاکم وقت وغیرہ کو ہے۔ لیکن جب اسلامی حکومت نہ ہو تو جس کا انتقال ہوا ہے وہ اپنی زندگی میں جس مسجد میں نماز پڑھتا تھا، اس مسجد کا امام ولی میت سے زیادہ حقدار ہے، جبکہ فوت شدہ شخص اپنی زندگی میں اس امام کی امامت سے شرعی طور پر راضی رہا ہو، بشرطیکہ وہ امام علم وتقوی میں بھی ولی میت پر فوقیت رکھتا ہو، اور اگر یہ فوت شدہ شخص امام سے شرعی طور پر ناراض رہا ہو یا کوئی ولی میت اس سے افضل موجود ہو تو پھر ولی ہی کو اولیت حاصل ہوگی۔ خیال رہے! یہ حکم میت کے محلّہ کی مسجد کے امام کا ہے، لہٰذا اگر نماز جنازہ کسی دوسرے محلّہ میں ادا کی جائے تو اس محلّہ کی مسجد کے امام کو ولی میت پر مطلقاً اولیت حاصل نہ ہوگی۔ اس امام کو ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھانا درست نہیں، بلکہ ولی کو اختیار ہے کہ خواہ خود پڑھائے یا کسی دوسرے سے پڑھوائے۔

(شامی: ۳/ ۱۱۹-۱۲۰ زکریا) اگر کسی شخص نے اپنی زندگی میں یہ وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے، تو اس وصیت کا پورا کرنا ضروری اور لازم نہیں، البتہ! اگر میت کے اولیاء اس سے نماز پڑھوانا چاہیں، تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ (المحیط البرھانی: ۳/ ۱۱۰)

نماز جنازہ کا مکمل مندوب طریقہ

میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو، اور سب لوگ یہ نیت کریں

کہ اللہ کی رضا اور میت کے حق میں دعا کے لئے نماز جنازہ پڑھ / پڑھا رہا ہوں۔ مقتدی امام کی اقتداء کی بھی نیت کریں کہ اس امام کی اقتداء میں پڑھ رہا ہوں۔ پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانے کے بعد ناف کے نیچے باندھ لیں۔ امام اور مقتدی سب آہستہ سے ثناء پڑھیں۔ ثناء کے الفاظ یہ ہیں: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ، وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَآاِلٰهَ غَيْرُكَ پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے بغیر ہاتھ اٹھائے دوسری تکبیر کہیں اور وہ درود شریف، جو نماز کے آخری قعدہ میں پڑھا جاتا ہے، امام اور مقتدی سب، آہستہ آہستہ پڑھیں۔ اس کے بعد دوسری تکبیر کی طرح تیسری تکبیر کہیں، اور میت کے لئے عربی زبان میں آہستہ سے دعا کریں۔

☆میت اگر بالغ ہو تو خواہ مرد ہو یا عورت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ (ترمذی: ١٠٢٤، نسائی: ١٩٨٦)

☆اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا.

☆اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً.

اس کے بعد امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے چوتھی تکبیر کہیں اور پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف سلام پھیریں اور پہلی تکبیر کے

علاوہ کسی تکبیر کے وقت ہاتھ نہ اٹھائیں۔

(شامی: ۳/۱۰۹ زکریا، بدائع الصنائع: ۲/۳۱۵، ہندیہ ۱/۱۶۴)

نوٹ: نمازِ جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے جائیں، اس میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق چوتھی تکبیر کہتے ہی ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرا جائے اور دیگر اقوال کے مطابق سلام کے ساتھ یا سلام کے بعد ہاتھ چھوڑے جائیں۔ (دیکھیے احسن الفتاویٰ: ۴/۲۲۸، فتاویٰ محمودیہ ۸/۵۵۶ جدید)

مفسداتِ نماز جنازہ

نماز جنازہ بھی ان تمام چیزوں سے ٹوٹ جاتی ہے جن سے دیگر نمازیں فاسد ہوجاتی ہیں۔ البتہ! عورت کے محاذات سے نماز جنازہ فاسد نہیں ہوتی اور نماز جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن نماز جنازہ فاسد ہوجاتی ہے، اوراس صورت میں پھر سے نیت کر کے نماز شروع کرنی ہوگی۔ (الجوهرة النيرة: ۱/۱۵۴، هنديه ۱/۱۶۴)

تنبیہ: جسے نماز جنازہ کی دعا یاد نہ ہوتو وہ صرف اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ پڑھتا رہے۔ اگر یہ بھی یاد نہ ہوتو صرف تکبیر کہنے سے بھی نماز ہوجائے گی، لہٰذا بلا عذر نمازِ جنازہ نہ چھوڑے۔ (شامی: ۳/۱۱۰ زکریا، بہشتی زیور مدلل: ۱۱/۱۰۱)

* * *

کتاب الصوم

(روزہ اور اعتکاف کے احکام و مسائل)

روزہ کے احکام ومسائل

روزہ کیا ہے؟

روزہ اصلاً فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اردو میں بھی اسے روزہ کہتے ہیں، اور عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں کھانے، پینے اور مباشرت سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے، بشرطیکہ طلوع صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک مسلسل رکا رہے اور نیت بھی روزہ کی ہو، اسی لئے اگر غروب آفتاب سے ایک منٹ پہلے بھی کچھ کھا پی لیا تو روزہ نہیں ہوا، اسی طرح اگر تمام چیزوں سے پرہیز، پورے دن پورے احتیاط سے کیا، مگر نیت روزہ کی نہیں کی تو بھی روزہ نہیں ہوگا۔

(معارف القرآن: ۱/۲۸٦، عالمگیری: ۱/۱۹۳، القاموس الوحید: ۱/۹۵۲، لغات کشوری: ۳۲۵، فیروز اللغات: ۲۷۷)

روزے کی قسمیں

روزے کی آٹھ قسمیں ہیں:

(۱) فرض معین۔ (۲) فرض غیر معین۔ (۳) واجب معین۔ (۴) واجب غیر معین۔ (۵) سنت۔ (٦) مستحب (نفل)۔ (۷) مکروہ تنزیہی۔ (۸) مکروہ تحریمی یا حرام۔

فرض معین روزے

سال بھر میں ایک ماہ، رمضان شریف کے روزے فرض معین ہیں۔

فرض غیر معین روزے

وہ روزے جن کا کسی خاص وقت میں ادا کرنا متعین نہ ہو اور وہ رمضان المبارک کے قضا روزے ہیں، جو چھوٹ گئے ہوں، خواہ کسی عذر سے چھوٹے ہوں یا بلا عذر۔

واجب معین روزے

نذر معین یعنی جس نذر کے روزے میں کسی خاص دن، تاریخ یا مہینہ کا تعین ہو، مثلاً کسی نے کسی پیر کے روزے کی نذر مانی تو اس پر اس پیر کے دن روزہ رکھنا واجب ہے۔

واجب غیر معین روزے

نذر غیر معین یا نذر مطلق یعنی جس نذر کے روزے میں دن، تاریخ یا مہینہ وغیرہ کا تعین نہ ہو، مثلاً: کسی نے ایک دن کے روزے کی نذر مانی، تو اسے اختیار ہے کہ جس دن چاہے روزہ رکھے۔

مسنون روزے

روزوں میں سنت مؤکدہ کوئی روزہ نہیں، لیکن جن دنوں میں نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے، انہیں سنت کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱) عاشوراء کے دو روزے، یعنی ماہ محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزے، یا دسویں گیارہویں تاریخ کے روزے۔

(۲) عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ۔

(۳) ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہ / چودہ / پندرہ تاریخ کے روزے۔

مستحب روزے

فرض اور واجب اور سنت روزوں کے بعد تمام روزے نفل ہیں، لیکن بعض روزے ایسے ہیں کہ ان میں ثواب زیادہ ہے، وہ یہ ہیں:

(۱) شوال کے مہینہ میں چھ روزے۔

(۲) ماہِ شعبان کی پندرہویں تاریخ کا روزہ۔

(۳) جمعہ کا روزہ۔

(۴) پیر اور جمعرات کا روزہ۔

مکروہ تنزیہی روزے

(۱) صرف سنیچر کے دن کا روزہ۔

(۲) صرف عاشوراء یعنی دس محرم کا روزہ۔

(۳) نیروز (نوروز) کا روزہ۔

(۴) شوہر کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے، عورت کیلئے نفلی روزہ۔

مکروہ تحریمی یا حرام روزے

سال بھر میں پانچ روزے مکروہ تحریمی اور حرام ہیں:

(۱) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ۔

(۲) ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کا روزہ۔

(دیکھیے: شامی: ۲/۳، ۳۰۲۔ ۲۹۹ دارالکتاب، بدائع الصنائع: ۲/ ۲۱۰، نور الایضاح مع المراقی: ۲۳۰، طحطاوی علی المراقی: ٦٣٠، هندیة: ۱/ ۲۰۱ وغیرهم)

روزہ کس پر فرض ہے؟

ماہ رمضان کے روزے ہر عاقل، بالغ مسلمان پر اداءً وقضاءً فرض ہیں۔ (هندیة: ۱/ ۱۹۰،

شرح الوقایة: ۱/ ۲۴۲)

چاند کی تلاش

رجب کی ۲۹/ تاریخ کو شعبان کا چاند دیکھنا مستحب ہے، ماہ شعبان کی ۲۹/ تاریخ

کو غروب آفتاب کے وقت رمضان المبارک کا چاند دیکھنا یعنی دیکھنے کی کوشش کرنا اور مطلع پر تلاش کرنا ضروری ہے، تا کہ شعبان کی ۲۹ رتاریخ کو رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے تو اگلے دن روزہ رکھا جا سکے چاند نظر نہ آئے اور مطلع صاف تھا تو صبح کو روزہ نہیں رکھا جائیگا۔ اگر مطلع پر ابر یا غبار تھا تو اگلے روز صبح کو دس گیارہ بجے تک کچھ کھانا۔ پینا نہیں چاہیے اور اگر اس وقت تک کہیں سے چاند نظر آنے کی خبر معتبر طریقے سے آجائے تو روزہ کی نیت کر لی جائے، ورنہ کھا پی سکتے ہیں، لیکن ۲۹ رشعبان کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں صبح کے روزہ کی اس طرح نیت کرنا کہ چاند ہو گیا تو رمضان کا روزہ ورنہ نفل، یہ طریقہ مکروہ ہے۔

(سنن نسائی: ۲۱۱۷-۲۱۱۸، هندیه: ۱۹۷/۱)

مطلع صاف نہ ہونے پر چاند کا حکم

اگر مطلع صاف نہ ہو، مثلاً: ابر یا غبار وغیرہ ہو تو رمضان شریف کے چاند کے لئے ایک دیندار، پرہیز گار، سچے آدمی کی گواہی معتبر ہے، چاہے مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، اسی طرح جس شخص کا فاسق ہونا ظاہر نہیں اور ظاہر میں دیندار، پرہیز گار معلوم ہوتا ہے، اس کی گواہی بھی معتبر ہے۔ البتہ عیدین کے چاند کے لئے دو پرہیز گار، سچے مردوں یا اسی طرح ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی شرط ہے۔

(شامی ذکریا ۳۴۶/۳، تعلیم الاسلام ۴/۷۰-۶۹، تحفه رمضان: ۴۰-۴۱)

مطلع صاف ہونے پر چاند کا حکم

اگر مطلع صاف ہو تو رمضان شریف اور عیدین کے چاند کے لئے کم از کم اتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے کہ جن کے جھوٹ بولنے اور بناوٹی بات کہنے کا دل کو یقین نہ ہو سکے، بلکہ ان کی گواہی سے دل کو چاند دیکھنے کا گمان غالب ہو جائے۔ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت

میں چاند کی گواہی کی اتنی دور سے آئی ہوئی خبر معتبر ہے کہ جس کے تسلیم کرنے سے اپنے یہاں ۲۸ یا ۳۱ / دن کا مہینہ لازم نہ آتا ہو، مثلاً: سعودی عرب کی گواہی قبول کرنے سے اہل ہند کا مہینہ ۲۸ / یا ۳۱ / دن کا ہو جاتا ہے، اور پاکستان کی گواہی قبول کرنے سے یہ خرابی لازم نہیں آتی، اس لئے پاکستان کی خبر اہل ہند کے لئے معتبر ہوگی اور عرب ممالک کی معتبر نہ ہوگی۔

(شامی ذکریا ۳/۳۴٦، تعلیم الاسلام ۴/۷۰-٦۹، تحفہ رمضان: ۴۱-۴۰)

اس شخص کا حکم جس نے چاند دیکھا ہو؟

اگر کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا، اور اس کے علاوہ کسی اور نے چاند نہیں دیکھا، نہ روزے رکھے گئے ہوں تو اس شخص پر روزہ رکھنا واجب ہے، اور اگر اس کے حساب سے تیس روزے پورے ہو جائیں اور عید کا چاند نہ دیکھا جائے تو یہ شخص اور لوگوں کے ساتھ اکتیسواں روزہ بھی رکھے گا۔ (ھدایہ ۱/۱۹٦-۱۹۵، ھندیہ ۱/۱۹۷)

روزہ کی نیت کا بیان

روزے کے لئے نیت کرنا شرط ہے، مگر زبان سے کہنا ضروری نہیں، صرف دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے، یہاں تک کہ روزہ کے لئے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام قرار دیا جاسکتا ہے۔ رمضان شریف اور نذر معین اور سنت و نفل روزوں کی نیت رات سے کرے یا صبح کو آدھے دن سے پہلے پہلے جبکہ کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزہ کے منافی ہو، دونوں طرح جائز ہے۔ دن سے مراد شرعی دن ہے، جو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا نام ہے، مثلاً: اگر ۵ / بجے صبح صادق اور ۷ / بجے غروب آفتاب ہو، تو شرعی دن ۱۴ / گھنٹے کا ہوا، اور آدھا دن صبح ۱۲ / بجے، تو ۱۲ / بجے سے پہلے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے۔ رمضان کے قضا روزوں میں اور نذر غیر معین اور کفارات کے روزوں میں، اسی طرح نفل روزوں کی قضا میں، جسے شروع

کر کے فاسد کر دیا گیا ہو، ان تمام میں صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ صبح صادق کے بعد نیت کرنا کافی نہ ہوگا۔ (شامی دارالکتاب: ۸/۳، ۳؛ هندیه: ۱۹۵-۱۹۶/۱، تعلیم الاسلام: ۷۰-۷۱/٤)

روزہ کے مباحات

یعنی وہ باتیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

(۱) سرمہ لگانا۔

(۲) بدن پر تیل ملنا یا سر میں تیل ڈالنا۔

(۳) ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا۔

(۴) مسواک کرنا، اگرچہ تر جڑ یا شاخ کی ہو۔

(۵) خوشبو لگانا یا سونگھنا۔

(۶) بھولے سے کچھ کھا پی لینا۔

(۷) خود بخود قے ہو جانا۔

(۸) بلا اختیار منہ میں مکھی یا دھواں چلا جانا۔

(شامی دارالکتاب: ۳۲۶-۳۵۱/۳، هندیه: ۱۹۹-۲۰۳/۱، مراقی الفلاح: ۲۲۸-۲۶۰، حاشیة الشلبی علی التبیین: ۱۷۵/۲، ۱ وقایه: ۹۸/٤)

روزہ کے سنن و مستحبات

(۱) سحری کھانا۔

(۲) سحری دیر سے کھانا، بشرطیکہ صبح صادق سے یقیناً پہلے فارغ ہو جائے۔

(۳) زبان سے روزہ کی نیت کرنا۔

(۴) افطار میں جلدی کرنا، جبکہ سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے اور کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

(۵) طاق عدد چھوہارے یا کھجور سے افطار کرنا اور اگر یہ میسر نہ ہو تو کسی اور میٹھی چیز سے افطار کرنا مستحب ہے، اور اگر کوئی میٹھی چیز نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا مستحب ہے۔

(۶) افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

(۷) اپنے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے بچانا۔

(سنن ابو داؤد: کتاب الصیام باب: القول عند الافطار: ۳۲۲، الفقہ المنیر: ۲۶۱/۱، شامی: ۳۵۷/۲، قاضی خان: ۲۰۱/۱، ہندیہ ۱۹۵/۱، عمدۃ الفقہ: ۱۸۱/۳-۱۷۹)

روزہ کے مکروہات

(۱) بلا عذر کسی چیز کا چبانا یا چکھنا، البتہ اگر کسی عورت کا شوہر اتنا بدمزاج ہو کہ کھانا خراب ہونے پر اس کے غصہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے کھانے کا نمک زبان (کی نوک) پر رکھ کر چکھنے کی اجازت ہوگی، اسی طرح اگر چھوٹے بچے کو روٹی چبا کر کھلانے کی ضرورت ہو اور روزہ دار عورت کے علاوہ کوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا موجود نہ ہو، تو وہ اسے چبا کر دے سکتی ہے، البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ روٹی چبا کر کھلانے میں یا نمک چکھنے میں کوئی حصہ حلق کے نیچے نہ اترنے پائے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔

(۲) روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا، کوئلہ یا کوئی منجن دانتوں میں ملنا یا عورت کا اس طرح ہونٹوں پر سرخی لگانا کہ اس کا، پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو۔

(۳) روزہ کی حالت میں بیوی سے دل لگی کرنا جبکہ جماع یا انزال کا خوف ہو۔

(۴) کوئی بھی ایسا کام کرنا جس سے اس قدر کمزوری کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑنے کی نوبت آجائے۔

(۵) ناک میں پانی چڑھانے اور کلی میں مبالغہ کرنا۔

(۶) سحری میں اتنی تاخیر کرنا کہ وقت میں شک پیدا ہو جائے۔

(۷) غسل کی حاجت ہو جانے یا غسل کے واجب ہو جانے پر قصداً صبح صادق کے بعد تک غسل کو مؤخر کرنا۔

(۸) بے قراری اور گھبراہٹ ظاہر کرنا۔

(۹) منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا۔

(۱۰) روزہ کی حالت میں کسی بھی قسم کے گناہ کا کام کرنا۔

(شامی دار الکتاب: ۳۵۲_۳۵۷/۲، ھندیہ ۱۹۹/۱، عمدۃ الفقہ: ۱۹۹/۳، تعلیم الاسلام ۷۲/۴)

وہ باتیں، جن سے روزہ کی صرف قضا واجب ہوتی ہے

(۱) دوا یا پانی کی بھاپ کا بھپارہ یا انہیلر لینا۔

(۲) اگر بتی کا دھواں ناک یا منہ میں داخل کرنا۔

(۳) روزہ کی حالت میں درد کا کیپسول حلق میں ڈالنا۔

(۴) قصداً منہ بھر کر قے کرنا۔

(۵) قے تھوڑی سی آئے تو اس کو قصداً لوٹا لینا۔

(۶) نکسیر پھوٹ کر خون ناک سے حلق میں چلا جانا۔

(۷) منہ میں اس طرح پان دبا کر سو جانا کہ صبح ہو جائے۔

(۸) روزہ یاد ہونے کی حالت میں کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا، یا ناک میں پانی ڈالتے وقت حلق میں پانی چلا جانا۔

(۹) ناک یا کان میں تیل وغیرہ ڈالنا۔

(۱۰) کسی غلطی یا دھمکی کی وجہ سے روزہ توڑ دینا۔

(۱۱) کنکری یا بے فائدہ مٹی کھانا۔

(۱۲) ناک یا کان میں دوا ڈالنا۔

(۱۳) مسوڑھوں کا خون حلق میں چلا جانا۔

(۱۴) حالت روزہ میں حقہ، بیڑی، سگریٹ پینا۔

(شامی ط/الکتاب: ٣/٣٦٦ـ ٣٦٧، هنديه ١/٢٠٥ـ ٢٠٤، البنايه ٤/١٠، تاتارخانيه ٢/ ٣٦٦، فتاوى دارالعلوم ٦/٤٢٨ـ ٤١٤)

وہ باتیں جن سے روزے کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے

(۱) روزہ یاد ہونے کی حالت میں اگر کوئی مکلّف شخص رمضان میں جان بوجھ کر کوئی ایسی چیز کھالے جسے غذا یا دوا یا لذت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، یا کوئی ایسا کام قصداً کرلے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو ان صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۲) اگر کسی نے بھول کر کوئی ایسا کام کیا، جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور پھر اس خیال سے کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً افطار کرلیا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (قاضی خان: ١/ ٢١٢، هنديه ١/ ٢٠٦- ٢٠٥)

روزہ کا کفارہ

روزہ کا کفارہ یہ ہے کہ اولاً تو اگر کوئی غلام ہو تو اس کو آزاد کردے، اگر غلام نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت بھر پیٹ کھانا کھلائے یا ہر ایک کو پونے دو سیر گیہوں دے، اگر لگاتار روزہ رکھنے میں کسی وجہ سے افطار کرلیا تو پھر ازسرِ نو مسلسل ۶۰ روزے رکھنے ہوں گے۔

البتہ! عورت پر اگر کفارہ لازم ہوجائے تو اس کے ماہواری یعنی ناپاکی کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہیں پڑیگا، مگر پاکی کے فوراً بعد روزے مسلسل رکھنے ہوں گے۔

(نور الایضاح مع المراقی: ٢٤٤ـ ٢٤٣، طحطاوی علی المراقی: ٦٧٠)

اعتکاف کے احکام ومسائل

اعتکاف کیا ہے؟

لغت میں اعتکاف کے معنی ٹھہرنا ہیں، یعنی کسی جگہ میں ٹھہرنا اور اپنے آپ کو اس میں روکنا، اور شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف کے معنی مسجد میں ثواب کی نیت سے ٹھہرنا ہیں۔ یعنی مرد کا ایسی مسجد میں جس میں با جماعت نماز ہوتی ہو، یا امام اور موٴذن مقرر رہوں اور عورت کا اپنے گھر کے کسی حصہ میں ثواب کی نیت سے ٹھہرنا۔ (درالمختار مع الرد ۳۸۱/۲، ہندیہ: ۲۱۱/۱)

اعتکاف کیوں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف آوری کے بعد تا دمِ حیات اس پر مواظبت فرمائی اور اس کا سبب یہ ہے کہ اعتکاف میں بندہ اپنے رب کے حضور تقرّب حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ اعتکاف میں اپنے گھر اور دنیا کے دیگر مشاغل سے اعراض کر کے اپنے رب سے لو لگاتا ہے اور اللہ جل شانہ سے رحمت طلب کرتا ہے، گویا وہ اپنے رب کے در پر آپڑتا ہے کہ جب تک مغفرت و رحمت کا اعلان نہ ہو جائے میں یہاں سے نہیں جاؤنگا اور اس عمل میں خالص عبودیت کا اظہار ہے۔ (بدائع الصنائع ۲۷۲/۲، تحفۃ الفقہاء: ۳۷۱/۱)

اعتکاف کے لئے بہترین جگہ

اعتکاف کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد حرام، مکۃ المکرّمہ، اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ مدینہ منوّرہ، اس کے بعد مسجد اقصیٰ بیت المقدس، فلسطین، اس کے بعد ایسی مسجد جس میں پنجگانہ نمازیں با جماعت ہوتی ہوں اور زیادہ لوگ نماز پڑھنے آتے ہوں، اس کے بعد اس سے کم نمازیوں والی مسجد اس کے بعد محلّہ کی مسجد، اگر محلّہ میں اس طرح کی دو یا اس سے زیادہ

مسجدیں ہوں، تو جس میں نمازی زیادہ آتے ہوں، اس میں اعتکاف کرنا دوسری مسجد کے مقابلہ میں افضل ہوگا۔ (فتح القدیر: ۳۰۸-۳۰۹/۲)

عالمگیری میں اس طرح ہے: سب سے افضل یہ ہے کہ مسجد حرام میں اعتکاف کرے اس کے بعد مسجد نبوی میں، اس کے بعد بیت المقدس میں، ان تینوں مساجد کے بعد کسی جامع مسجد میں اور اس کے بعد محلّہ کی مسجد میں۔ البتہ؛ عورت اپنے گھر کی مسجد یا گھر کا کوئی حصہ متعین کرکے اس میں اعتکاف کرے گی۔ (ہندیہ ۲۱۱/۱، خانیہ ۲۲۱/۱)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجب۔ (۲) سنت (مؤکدہ)۔ (۳) مستحب (نفل)۔

واجب اعتکاف

نذر کا اعتکاف واجب ہے، مثلاً؛ کسی نے منت مانی کہ اللہ کے لئے اس ہفتہ تین روز کا اعتکاف کرونگا یا اسی طرح اور کچھ کہا، وغیرہ۔

سنتِ مؤکدہ اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ جس کی ابتداء ۲۰/ رمضان کی شام یعنی غروب آفتاب سے ہوتی ہے اور عید کا چاند نظر آتے ہی اس کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ چاہے چاند انتیس رمضان کو دکھائی دے یا تیس رمضان کو، دونوں صورتوں میں سنت ادا ہوجائیگی۔

یہ اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ بستی میں سے بعض لوگوں کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے ادا ہوجاتا ہے اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔

مستحب اعتکاف

واجب اور سنتِ مؤکدہ کے علاوہ سب اعتکاف مستحب ہیں اور سال کے تمام دنوں میں اعتکاف جائز ہے۔

(درمختار وردّ محتار: ۲۸۲/۲ دارالکتاب)

اعتکاف درست ہونے کی شرطیں

اعتکاف کے درست وصحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

(۲) عاقل ہونا۔

(۳) نیت کرنا۔

(۴) جنابت سے پاک ہونا، اور عورت کے لئے مزید ایک شرط۔

(۵) حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

(۶) مرد کیلئے مسجد باجماعت ہونا اور عورت کیلئے مسجد بیت ہونا۔

(۷) واجب اور مسنون اعتکاف کیلئے روزہ ہونا بھی شرط ہے۔

(درمختار مع الرد: ۲۸۲/۲ دار، ھندیہ ۲۱۱/۱)

مستحبات وآدابِ اعتکاف

اعتکاف میں مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا مستحب ہے:

(۱) نیک اور اچھی باتیں کرنا۔

(۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔

(۳) علومِ دینیہ پڑھنا پڑھانا۔

(۴) اعتکاف کے لئے افضل ترین مسجد کا انتخاب کرنا۔

(ھندیہ: ۱/ ۲۱۲)

مباحاتِ اعتکاف

وہ باتیں جو اعتکاف میں جائز ہیں:

(۱) مسجد میں کھانا، پینا، وغیرہ۔

(۲) کوئی حاجت کی چیز خریدنا، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو اور،

(۳) نکاح کرنا۔

(ھندیہ: ۱/ ۲۱۳)

وہ اعذار جن کی بناء پر معتکف مسجد سے باہر نکل سکتا ہے

جن باتوں کی وجہ سے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے، وہ یہ ہیں:

(۱) طبعی ضروریات

طبعی ضروریات کی وجہ سے معتکف کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے، اور وہ یہ ہیں: مثلاً: پیشاب، پاخانہ وغیرہ کے لئے نکلنا۔

(۲) شرعی ضروریات

شرعی ضروریات، مثلاً: جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جبکہ معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو، تو معتکف کو چاہئے کہ زوال کے بعد یا اتنی دیر پہلے مسجد سے نکلے کہ جامع مسجد پہنچ کر خطبہ سے قبل چار رکعت سنت پڑھ سکے اور جمعہ کے فرض کے بعد ۶/۴ رکعت سنت ادا کر کے لوٹ آئے۔

(۳) اضطراری حالت

اضطراری حالت مثلاً: خدانخواستہ مسجد میں آگ لگ جائے، یا مسجد گر جائے وغیرہ تو ایسی صورت میں معتکف کو باہر نکلنا درست ہے اور اسے چاہئے کہ جلد از جلد قریب کی کسی مسجد میں چلا جائے۔

(درمختار: ۲/۳۸۸-۳۸۳ طار، هندية ۱/۲۱۲)

مکروہاتِ اعتکاف

وہ باتیں، جن سے اعتکاف مکروہ ہو جاتا ہے، یہ ہیں:

(۱) خاموشی کو عبادت سمجھ کر مستقل خاموش رہنا۔

(۲) فضول اور لایعنی باتیں کرنا۔

(۳) بلاضرورت خرید و فروخت کا سامان مسجد میں لانا۔ (هندية ۱/۲۱۲)

مفسداتِ اعتکاف

وہ باتیں، جن سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، یہ ہیں:

(۱) بلاعذر مسجد سے باہر نکلنا، خواہ عمداً ہو یا سہواً۔

(۲) جماع کرنا، خواہ عمداً ہو یا سہواً، انزال ہو یا نہ ہو، مسجد میں ہو یا باہر۔

(۳) بیوی سے دل لگی کے دوران انزال ہو جانا۔

(۴) جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا۔

(۵) مرتد ہو جانا۔

(۶) پاگل ہو جانا، جبکہ اس حالت میں کوئی روزہ فوت ہو جائے۔

(۷) ایسا بے ہوش ہو جانا کہ کوئی روزہ فوت ہو جائے۔

(۸) عورت کو حیض یا نفاس جاری ہو جانا۔

(۹) کسی عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زائد ٹھہرنا۔ مثلاً: استنجاء کے لئے گیا اور فارغ ہو کر کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا۔

(۱۰) بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے نکلنا۔

(درمختار: ۳/۴۲۹ دار، ہندیہ: ۱/ ۲۱۳- ۲۱۲)

اعتکاف کی قضا

اگر معتکف بلا عذر تھوڑی دیر کے لئے بھی مسجد سے نکلے گا، خواہ بھول کر ہی کیوں نہ ہو، اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور اسے اس کی قضا کرنی ہوگی اور واجب اعتکاف میں روزہ بھی رکھنا ہوگا اور ماہِ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، عذر کی بناء پر توڑ دیا جائے یا بھول سے ٹوٹ جائے تو جس دن کا اعتکاف ٹوٹا ہے اس دن کے اعتکاف کی قضا روزہ سمیت لازم ہے، لیکن احتیاطاً اختلاف سے بچنے کے لئے رمضان کے بعد دس دن روزہ سمیت قضا کر لے تو بہتر ہے۔ (دیکھیے درمختار: ۳/۴۹۸ دار، فتاوی رحیمیہ: ۷/۲۷۶ ترتیب صالح)

اعتکاف کا فدیہ

جس اعتکاف کی قضا واجب تھی اگر کوئی شخص اس پر قادر نہ ہو سکا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا تو کوئی حرج نہیں اور اگر اعتکاف کی قضا کرنے کی استطاعت حاصل ہوگئی لیکن پھر بھی قضا نہ کی، یہاں تک کہ زندگی سے مایوس ہو گیا، تو اب اس کے ذمہ ہر دن کے اعتکاف کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا یا تقریباً پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دینا یا اپنے ورثاء کو اس کی وصیت کرنا ضروری ہوگا اور اس کے ترکہ کے تہائی حصہ میں یہ وصیت نافذ ہوگی اور وصیت نہ کرنے کی صورت میں ورثہ کی صواب دید پر ہوگا کہ فدیہ ادا کریں یا نہ کریں۔ (بدائع الصنائع: ۲/ ۲۸۹)

کتاب الزکوٰۃ

(زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے احکام ومسائل)

زکوٰۃ کے احکام و مسائل

زکوٰۃ کیا ہے؟

زکوٰۃ لغت میں پاک ہونے اور بڑھنے کو کہتے ہیں اور زکوٰۃ اپنے ادا کرنے والوں کو گناہوں سے پاک کرتی ہے اور مال میں اضافہ کرتی ہے۔ شرعاً زکوٰۃ کے معنی اپنے مخصوص مال کا کسی مخصوص شخص کو مالک بنا دینا ہے، یعنی اللہ کے حکم کے مطابق اپنے مال کا مخصوص حصہ، اس کے صحیح مصرف میں صرف کرنا۔

(تبیین الحقائق: ۲/ ۱۷۰، مراقی الفلاح: ۲۶۲، طحطاوی علی المراقی: ۷۱۲)

زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے؟

مسلمان پر ان شرطوں کے پائے جانے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے:

(۱) آزاد ہونا، غلام/ باندی پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ خیال رہے ہندوستان میں غلامی کا وجود نہیں، یہاں حقیقتاً قیدی بھی آزاد ہیں اور ملازم سرکار و غیر سرکار، سب آزاد ہیں۔ اگر یہ لوگ مالک نصاب ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) مسلمان ہونا، کافر پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، پاگل و مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۴) بالغ ہونا، نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۵) زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہونا، خواہ حکماً ہو؛ جیسے: اسلامی ماحول میں رہنا۔

(شامی: ۳/ ۱۶۳- ۱۶۲ دارالکتاب، ھندیہ: ۱/ ۱۷۳- ۱۷۲، بدائع الصنائع: ۲/ ۷۴، کفایت المفتی: ۱۷۸/۸)

زکوۃ کب فرض ہوتی ہے؟

اگر نصاب پر ایک سال پورا گذر جائے تو اس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے، زکوۃ کے فرض ہونے پر اسے جلد از جلد ادا کر دینا چاہئے، بلا عذر تاخیر سے گنہگار ہوگا۔ زکوۃ کو ادا کرنے کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا، نہ کہ شمسی۔ (مراقی الفلاح: ٢٦٢، تبیین الحقائق: ٢/ ٢٢، هندیه: ١/ ١٧٥-١٧٦)

زکوۃ کس مال میں فرض ہے؟

(۱) مال بقدر نصاب ہونا، یعنی سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ، یا ان کی قیمت کے برابر روپے یا مال تجارت وغیرہ۔ موجودہ وزن کے اعتبار سے چاندی کا نصاب ۶۱۲/گرام، ۳۶۰/ملی گرام اور سونے کا نصاب ۸۷/گرام، ۴۸۰/ملی گرام ہوتا ہے۔

(۲) ملکیت تام ہونا، لہذا مال اپنے قبضہ میں نہ ہو تو سر دست اس پر زکوۃ نہیں۔

(۳) نصاب ضرورت اصلی سے زائد ہونا، استعمال کی چیزوں پر زکوۃ نہیں۔ البتہ! کسی کی ملکیت میں نصاب کے بقدر سونے چاندی کے استعمالی زیورات ہوں اور اس کے علاوہ نقد روپیہ وغیرہ کچھ بھی نہ ہو، تب بھی ان زیورات پر زکوۃ فرض ہوگی۔

(۴) نصاب قرض سے خالی ہونا، اگر کسی کا قرض یا ضروری حق صاحب نصاب پر باقی ہو تو، پہلے اس رقم کو نصاب میں سے نکالنا پڑیگا۔

(۵) مال نامی ہونا، یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو، خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو، جیسے: سونا، چاندی یا عملی اعتبار سے، جیسے: مال تجارت۔

(درالمختار مع الرد: ٣/ ١٦٣-١٦٨، هندیه: ١/ ١٧٢-١٧٤، جدید فقهی مسائل: ١/ ٢٠٢، ایضاح المسائل: ١٠٠-١٠٢)

کس مال پر زکوۃ فرض نہیں ہے؟

ان چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی، خواہ قیمت میں کتنی ہی ہوں:

(۱) رہنے کا گھر۔

(۲) استعمال کے کپڑے وغیرہ۔

(۳) گھر کا سامان: فرج، کولر وغیرہ۔

(۴) سواریاں: گاڑی، موٹر وغیرہ۔

(۵) غلام، باندیاں؛ جو خدمت پر مامور ہوں۔

(۶) حفاظت کے ہتھیار۔

(۷) گھر میں رکھا ہوا کھانے، پینے کا ذخیرہ۔

(۸) سجاوٹ کے برتن۔

(۹) ہیرے، جواہرات۔

(۱۰) کتابیں، جبکہ اس کا اہل ہو۔

(۱۱) کاریگروں کے لئے اوزار و مشین، کارخانے اور فیکٹریاں وغیرہ، نیز وہ سامان جو تجارت کی غرض سے نہ خریدا گیا ہو۔

(هندیه ۱۷۲/۱، بزازیه ٤/۸٤)

زکوۃ میں کتنا مال دینا فرض ہے؟

زکوۃ میں کل مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد مال ادا کرنا ضرض ہوتا ہے۔

(طحطاوی علی المراقی: ۷۱۲)

زکوۃ کی ادائیگی کی شرطیں

(۱) زکوۃ کا مال علیحدہ کرتے وقت، یا وکیل کے حوالے کرتے وقت زکوۃ ادا کرنے کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر زکوۃ بغیر نیت کے ادا کردی، پھر زکوۃ کی نیت کرلی ہتو اگر وہ مال فقیر کے پاس قائم ہےتو زکوۃ ادا ہوگئی ورنہ نہیں۔ زکوۃ کی ادائیگی کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کو زکوۃ دی جارہی ہے، اسے بھی یہ علم ہو کہ یہ زکوۃ کا مال ہے، بلکہ اہل تعلق کو زکوۃ نہ کہہ کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۲) زکوۃ کو اپنے مال سے محض الگ کردینے سے ذمہ ادا نہیں ہوتا، بلکہ جس قدر بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے وہ کسی مستحق کو اللہ کے لئے دے دینے اور مالک بنا دینے سے ادا ہوگی، کسی خدمت یا کسی کام کی اجرت میں زکوۃ دینا جائز نہیں بلکہ اس طرح زکوۃ ادا ہی نہیں ہوگی، اور پھر سے ادا کرنی ہوگی، اور اگر یہ شخص اسی حالت میں مرگیا تو اس صورت میں اس مال میں وراثت جاری ہوگی۔

(مراقی: ۲٦۲، هندیه: ۱/۲٦۳۔ ۱۷۰، والمحتار مع الرد: ۲/ ۱۹۰-۱۷٤، و طحطاوی علی المراقی: ۷۱٤)

زکوۃ کے مصارف

ان تمام لوگوں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے:

(۱) فقیر: یعنی جو اتنے مال کا مالک نہ ہو جس پر خود زکوۃ واجب ہوتی ہے، خواہ وہ کمانے کی اہلیت رکھتا ہو۔

(۲) مسکین: یعنی وہ جس کے پاس کسی قسم کا کچھ بھی مال نہ ہو۔

(۳) مکاتب: یعنی وہ غلام جس نے اپنے آقا سے طے کرلیا ہو کہ اتنی رقم ادا کردینے پر وہ آزاد ہوجائیگا۔

(۴) مقروض: یعنی ایسا قرض دار جس کے پاس قرض کی رقم منہا کر کے بعد اتنا مال نہ بچے، جس کی قیمت نصاب کے برابر ہو۔

(۵) فی سبیل اللہ: یعنی ایسا شخص جو غازیوں یا حاجیوں سے بچھڑ گیا ہو۔ مثلاً کوئی لشکر یا حاجیوں کا کوئی قافلہ جا رہا تھا، یہ شخص کسی ضرورت سے قافلہ سے جدا ہوا اور پھر راستہ بھول گیا، یا کوئی ایسی صورت پیش آئی کہ وہ قافلہ تک نہ پہنچ سکا۔

(۶) ابن سبیل: یعنی وہ مسافر جو سفر کے دوران ضرورت مند ہو گیا ہو۔

(۷) عاملِ زکوۃ: یعنی وہ شخص جو اسلامی حکومت کی جانب سے عشر و زکوۃ کی وصولی پر مقرر ہو۔

اس کو اتنا مال دیا جائیگا جو اس کے اور اس کے مددگاروں یعنی کارندوں اور سپاہیوں کے لئے کافی ہو جائے۔

(مراقی الفلاح: ٢٦٣، درالمختار مع الرد ٢٦٢-٢٥٦/٢، هندية ١٨٧-١٨٨/١)

زکوۃ کی ادائیگی کے مراتب

ذی رحم رشتہ داروں کو زکوۃ دینا سب سے بہتر ہے، پھر اپنے پڑوسیوں کو، پھر اپنے محلّہ والوں کو، پھر اپنے پیشہ والوں کو، پھر اپنے شہر والوں کو۔ المختصر! جو جتنا زیادہ مستحق ہو، اس کا اتنا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ وہ اہل علم اور طالب علم جو کہ فقیر اور زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو زکوۃ دینے میں ان شاء اللہ دو اجر ہیں:

(۱) زکوۃ کا اور (۲) علم کی اشاعت اور خدمت دین کا۔

ہاں! یہ خیال رہے کہ جس کو زکوۃ دی جا رہی ہے وہ اس فہرست میں نہ ہو جنہیں زکوۃ دینا جائز ہی نہیں۔ (نورالایضاح ١٦٢، درالمختار مع الرد ٧٥/٢، هندية ١٨٧-١٩٠/١)

وہ لوگ جنہیں زکوۃ دینا جائز نہیں

(۱) زکوۃ دینے والے کے اصول یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، اور نانا، نانی وغیرہ۔

(۲) زکوۃ دینے والے کے فروع یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی اور نواسا، نواسی وغیرہ۔

(۳) زکوۃ دینے والے کی بیوی یا زکوۃ دینے والی کا شوہر۔

(۴) اپنا مملوک غلام یا مکاتب۔

(۵) ایسا مالدار، جو کسی بھی ایسی چیز کا مالک ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو۔

(۶) سادات اور بنو ہاشم کی آل واولاد۔

(۷) کافر۔

نوٹ: یہ حکم زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ کا ہے، البتہ ان لوگوں کی ضرورت کے وقت نفلی صدقات کے ذریعہ امداد کرنی چاہیے۔ (مراقی الفلاح ۲۶۳، درالمختار مع الرد: ۲/ ۲۶۳-۲۷۰، هندية: ۱/ ۱۸۹، حاشية ۱/ ۲۶۷)

* * *

صدقۂ فطر کے احکام ومسائل

صدقۂ فطر کیا ہے؟

’’الفطر‘‘ کے معنی ہیں ’’اختتام روزہ‘‘ اسی لئے عید الفطر کے دن صاحب نصاب مسلمان پر جو صدقہ غریبوں اور محتاجوں کو دینا واجب ہوتا ہے، اسے ’زکوۃ الفطر‘ یا ’صدقۂ فطر‘ کہتے ہیں۔ (القاموس الوحید: ۱۲۴۲/۲)

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جس مسلمان کے پاس لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کا مال یا قیمت ہو جس پر زکوۃ واجب ہو سکے، اس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ صدقہ فطر اور زکوۃ کے وجوب میں یہ فرق ہے کہ، زکوۃ میں مال نامی ہونا لازمی ہے اور صدقۂ فطر میں یہ ضروری نہیں، اسی طرح زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے، جبکہ مال پر سال گزر جائے اور صدقہ فطر فوراً واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ! صدقۂ فطر میں بھی زکوۃ کی طرح مال کا قرض اور ضرورتِ اصلی سے زائد ہونا ضروری ہے، ورنہ صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا۔ (طحطاوی علی المراقی: ۳۹٤)

صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے؟

(۱) ہر صاحب نصاب پر اپنی طرف سے اور جو نابالغ اولاد خود کسی نصاب کی مالک نہ ہو ان کی طرف سے ان کے والد پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، اور اگر وہ بچے خود نصاب کے مالک ہوں تو ان کے مال میں سے صدقۂ فطر ادا کیا جائیگا۔

(۲) عاقل بالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا والد پر ضروری نہیں ہے، لیکن اگر وہ بچے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کر دے تو

درست ہوجائے گا۔

(۳) اگر کوئی بچہ عقل کے اعتبار سے کمزور یا پاگل ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے گا، اگر چہ وہ بڑی عمر کا ہو۔

(۴) بیوی کا صدقۂ فطر، شوہر پر واجب نہیں، لیکن اس کی طرف سے ادا کردے تو ادا ہو جائیگا۔ خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو۔

(درمختار: ۲۸۵/۲ ط، ھندیہ ۱۹۲/۱)

صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت

عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے پہلے مر گیا، یا مالدار غریب ہو گیا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا۔

طلوع صبح صادق سے پہلے کوئی شخص مسلمان ہوا، یا فقیر مالدار ہوا، یا بچہ پیدا ہوا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا اور اگر کوئی طلوع صبح صادق کے بعد غریب ہو گیا، تو اس کے ذمہ سے صدقۂ فطر ساقط نہیں ہوگا۔ اور طلوع صبح صادق کے بعد کوئی بچہ پیدا ہوا، یا کوئی مسلمان ہوا تو ان پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا۔ (تاتارخانیہ: ۲۵۱/۸ للقاسمی)

صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت

بہتر یہ ہے کہ عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد عید کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرے، لیکن رمضان المبارک میں بھی صدقۂ فطر ادا کرنا بلا اختلاف درست ہے۔ اگر کسی پر صدقۂ فطر واجب تھا، لیکن کسی وجہ سے ادا نہیں کرسکا، یہاں تک کہ عید الفطر کا دن بھی گذر گیا، تو اس سے صدقۂ فطر ساقط نہیں ہوگا بلکہ مرنے سے پہلے پہلے ادا کرنا ہوگا۔

(دیکھیے ھندیہ ۱۹۲/۱)

صدقۂ فطر کی شرعی مقدار

صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں ہے، نصف صاع کی مقدار موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷۴/ گرام سے ۶۴۰/ ملی گرام ہوتی ہے، اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ (ایضاح المسائل: ۹۸)

صدقۂ فطر کے مصارف

صدقۂ فطر ان ہی لوگوں کو دینا جائز ہے، جن کو زکوۃ دینا درست ہے، جن کو زکوۃ دینا درست نہیں، انہیں صدقۂ فطر دینا بھی درست نہیں، بلکہ دے دینے پر ادا ہی نہیں ہوگا۔

❁ ❁ ❁

کتاب الحج

(حج، عمرہ، زیارتِ روضۂ نبوی ﷺ
قربانی اور عقیقہ کے احکام ومسائل)

حرمین شریفین کے بعض متبرک مقامات اور مشہور اعمال کے اصطلاحی نام

☆حج وعمرہ سے متعلق آگے آنے والے مسائل کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلات کا جاننا ناگزیر ہے۔

احرام

احرام کے معنی کسی چیز کو حرام کرنے کے ہیں اور جب کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے اوپر ایسے بہت سے امور حرام ہو جاتے ہیں جو پہلے حلال تھے اسلئے اس کو 'احرام' کہتے ہیں۔

آفاقی

جو شخص میقات کے باہر سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے حرم محترم پہنچتا ہے، اسے آفاقی کہتے ہیں۔

اضطباع

احرام میں اوپر والی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دینا اور دائیں کندھے کو کھلا رکھنا 'اضطباع' کہلاتا ہے۔

استلام

حجر اسود کو بوسا دینا یا ہاتھ سے چھونا، یا ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لینا، یا ہاتھ کے ذریعہ دور سے اشارہ کر کے ہاتھ چوم لینا، ان سب کو 'استلام' کہتے ہیں۔ نیز رکن یمانی پر ہاتھ

لگانے کو بھی استلام کہا جاتا ہے۔

بابُ السّلام

یہ مسجد حرام کے اس دروازہ کا نام ہے جو صفا مروہ کی طرف سے داخل ہونے میں پڑتا ہے۔ نیز مدینہ منوّرہ میں مسجد نبوی کے ایک دروازہ کا نام بھی بابُ السّلام ہے۔

بابُ العمرہ

یہ مسجد حرام کا ایک بڑا دروازہ ہے جو دو میناروں کے درمیان ہے۔

جمرات

یہ مقام منیٰ کی طرف وہ تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان میں سے حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اسے جمرۂ عقبہ، جمرۃ الکبریٰ، جمرۃ الاخریٰ بھی کہا جاتا ہے، اس کے بعد والے کو جمرۂ وسطیٰ اور اس کے بعد مسجد خیف سے قریب جو کھمبا ہے اسے جمرۂ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

جحفہ

یہ مقام رابغ کے قریب ایک مقام ہے، اور مسجد حرام سے تقریباً ۱۸۷؍ کلومیٹر دوری پر واقع ہے۔

جبل قرن

یہ مقام مکۃ المکرّمہ سے ۸۰؍ کلومیٹر فاصلہ پر ہے۔

جبلِ یلملم

یہ مکۃ المکرّمہ سے تقریباً ۱۳۰؍ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

حجرِ اسود

یہ بیت اللہ شریف کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قدِ آدم کے قریب اونچائی پر دیوار میں گڑا ہوا ایک پتھر ہے، جو کہ اصلاً جنت سے آیا ہے۔

حطیم

یہ بیت اللہ شریف کی جانب شمال میں بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے گھیرا ہوا حصہ ہے۔

حرم

یہ مکۃ المکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور دور تک کی زمین کا حصہ ہے، جس کی چار جانب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حدودِ حرم کے نشانات نصب کر دیئے ہیں، جو کسی بھی طرف سے، حدودِ حرم میں داخل ہوتے وقت نظر آتے ہیں۔

حِل

حدودِ حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا درمیانی حصہ ہے، جسے 'حِل' کہا جاتا ہے، اس میں حدودِ حرم کے برخلاف شکار وغیرہ کھیلنا حلال اور جائز ہے۔

حلق

حلق کے معنی سر کے بال مونڈنے یا منڈانے کے ہیں، اس کے ذریعہ سے 'محرم' حلال ہوتا ہے۔

حلال

وہ شخص جو احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو، اسے حلال کہا جاتا ہے۔

دم

احرام کی حالت میں ممنوع افعال کے ارتکاب سے جرمانہ میں ایک بکری یا اس جیسے جانور کی قربانی کرنا واجب ہوتا ہے، اسے 'دم' کہتے ہیں۔

ذاتِ عرق

یہ مکۃ المکرمہ سے ۹۰ رکلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔

ذوالحلیفہ

اسے بیرِ علیؓ بھی کہتے ہیں، یہ مکۃ المکرمہ سے جدید راستہ میں ۱۴۰ رکلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک مقام ہے۔

رمل

'رمل' طواف کے اوّل تین چکروں میں اکڑ کر تیز چلنے کو کہا جاتا ہے۔

رمی

جمرات پر کنکری مارنے کو 'رمی' کہا جاتا ہے۔

روضۂ اطہر

حضور پاک رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو روضۂ اطہر کہا جاتا ہے۔

ریاض الجنہ

حضرت عائشہؓ کے حُجرہ اور منبرِ رسول کے درمیانی حصہ کو 'ریاض الجنہ' کہا جاتا ہے۔

سعی

صفا مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ سے چلنے کو 'سعی' کہا جاتا ہے۔

صفا

بیت اللہ شریف کے شرقی جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، اسی سے سعی کی ابتداء کی جاتی ہے، اس کا نام ’صفا‘ ہے۔

طواف

بیت اللہ شریف کے چاروں طرف چکر لگانے کو ’طواف‘ کہا جاتا ہے۔ سات چکروں کا ایک طواف ہوتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔

طوافِ زیارت

اس کو طوافِ رکن اور طوافِ حج یا طوافِ فرض بھی کہتے ہیں۔ طوافِ زیارت ہر حاجی پر فرض ہوتا ہے۔ اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ایامِ نحر یعنی دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک رہتا ہے۔

طوافِ صدر

حج کے ارادہ سے میقات کے باہر سے آنے والے، جب وطن واپس ہوں تو روانگی کے وقت، اخیر میں، ایک طواف کرنا واجب ہوتا ہے، اسے ’طوافِ صدر‘ یا ’طوافِ وداع‘ کہتے ہیں۔

طوافِ عمرہ

عمرہ کرنے والوں کے لئے جو طواف فرض ہے، اسے ’طوافِ عمرہ‘ کہتے ہیں۔ اس میں اضطباع اور رمل بھی کیا جاتا ہے۔

طوافِ قدوم

طوافِ قدوم کو طوافِ لقاء اور طوافِ ورود بھی کہتے ہیں۔ یہ اس آفاقی کیلئے مسنون

ہے، جو مفرد بالحج یا قارن ہو، اور اہل مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں، ان کے لئے مسنون نہیں۔

قرن

یہ مکۃ المکرمہ سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر نجد کی طرف ایک پہاڑ ہے۔

قصر

احرام کھولتے وقت سر کے بال کٹوانے کو 'قصر' کہا جاتا ہے۔

میقات

جہاں سے گزرتے وقت آفاقی پر احرام باندھنا لازم ہوتا ہے اسے 'میقات' کہتے ہیں۔

مقام ابراہیمؑ

یہ جنت کا وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ کعبۃ اللہ کے سامنے اسے شیشے میں رکھا گیا ہے، پھر اسے پیتل اور تانبے کی جالی سے گھیر دیا گیا ہے۔

ملتزم

کعبۃ اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیانی حصہ کا نام 'ملتزم' ہے۔

مروہ

بیت اللہ شریف کی شمالی مشرقی جانب، صفا کے بالمقابل، ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، اسے مروہ کہتے ہیں، یہاں پر سعی ختم ہو جاتی ہے۔

مزدلفہ

مزدلفہ، منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک بڑا میدان ہے، جس کے تین جانب پہاڑ ہے۔

منیٰ

یہ وادی محسر سے جمرۂ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے اور مسجد حرام سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

مسجد خیف

یہ منیٰ میں جمرات کے قریب ایک بہت بڑی مسجد ہے۔

مسجد نمرہ

یہ میدان عرفات کی وسیع و عریض مسجد ہے۔

مسجد مشعر حرام

یہ مزدلفہ کی مسجد کا نام ہے، مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو جبل قزح کہا جاتا ہے، اس کو بھی مشعر حرام کہا جاتا ہے۔

❁ ❁ ❁

حج کے احکام ومسائل

حج کیا ہے؟

اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں، ان میں ایک اہم رکن ”حج“ ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں مخصوص زمانے میں، مخصوص فعل سے، مخصوص مکان کی زیارت کرنے کو حج کہتے ہیں۔

(تاتارخانیۃ: ۴۳۳/۳ للقاسمی، عمدۃ الفقہ: ۱۲/۴)

فرضیتِ حج

قرآن کریم میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران: ۹۷) لوگوں پر اللہ کا حق، یعنی فرض ہے کہ، جو اس گھر (کعبہ بیت اللہ) تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے، اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہل عالم سے بے نیاز ہے۔ (ترجمہ جالندھری)

حج کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے۔ حج ایک مرتبہ ہر اس مسلمان پر فرض کیا گیا ہے، جس میں حج کے شرائط پائے جاتے ہوں۔ (تاتارخانیۃ: ۴۶۷/۳ للقاسمی، لباب المناسک: ۲۷)

حج کے فضائل

حج کے فضائل احادیث میں بڑی کثرت سے وارد ہوئے ہیں، یہاں صرف بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص رضاء الٰہی کے لئے حج کرتا ہے، اس طرح کہ اس میں کسی قسم کی فحش اور برائی کی بات نہ کرے، اور کسی قسم کی معصیت اور گناہ میں مبتلا نہ ہو تو وہ حج کے بعد

اپنے گھر، گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس لوٹے گا، جس طرح پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک، دنیا میں آیا تھا۔ (خ: ۱۲۹۹)

حج میں تاخیر اور کوتاہی پر وعید

جس طرح حج کرنے پر فضائل کی کثرت ہے، اسی طرح اس عظیم ترین عمل سے کوتاہی برتنے پر سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص باوجود استطاعت کے، حج نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے، چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ت: ۸۱۲)

حج کس پر اور کب فرض ہوتا ہے؟

ہر اس شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال عطا فرمایا ہو جس سے وہ اپنے وطن سے مکۃ المکرمہ تک آنے جانے اور وہاں کے اخراجات پر قادر ہو، اور واپس آنے تک اپنے اہل و عیال اور بیوی بچوں وغیرہ کے مصارف بھی بآسانی برداشت کر سکتا ہو، اور راستہ میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو، مثلاً: حکومت کی طرف سے سفر کی منظوری ویزا اور سواری اور ٹکٹ کی فراہمی اور دشمن وغیرہ کے خطرات سے مامون ہو، وغیرہ۔ ان تمام سہولیات کے ساتھ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے۔ (شامی: ۲/ ۴۵۱؛ انوارِ مناسک: ۱۵۷)

عورت اور حج؟

عورت پر حج فرض ہونے کے لئے ذاتی صرفہ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا سفرِ خرچ بھی میسر ہونا لازم ہے، ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوگا۔ یہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ اس عورت کا یہ سفر، شرعی سفر یعنی ۳ر دن یا اس سے زیادہ مسافت کا ہو۔ (سفر شرعی کی تفصیل نماز مسافر کے احکام و مسائل میں دیکھ لیں)

عورت کے ساتھ اس کا شوہر سفرِ حج پر جائیگا یا اس عورت کا کوئی محرم، لہذا! اگر محرم یا شوہر عورت کے ساتھ سفر کے لئے میسر نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوگا۔

پس اگر مسافت، شرعی مسافت سے کم ہو تو اس عورت کو بغیر محرم کے یا بغیر شوہر کے بھی حج کے لئے جانا فرض ہے، البتہ! اگر کسی فساد وغیرہ کا اندیشہ ہو تو پھر اس شرعی مسافت سے کم میں بھی عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنا مکروہ ہے اور ملا علی قاریؒ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کے فساد کی وجہ سے اسی قول پر فتویٰ دیا جائے گا۔

(دیکھیے تاتارخانیہ ۲/ ٤٧٥-٤٧٤ للقاسمی، اللباب المناسک: ٦٢-٦٠، زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک: ۳۳)

میقات کا بیان

میقات اس مقام کو کہتے ہیں، جہاں سے آفاقی (غیر مکی) کو بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں ہے، جو کہ حج کا قصد کر چکا ہو، احرام کے مقامات جہات کے اختلاف سے مختلف ہیں:

(۱) ذوالحلیفہ: بیرِ علی، مدینہ منورہ تبوک، اردن (جارڈن) وغیرہ سے آنے والوں کیلئے۔

(۲) ذاتِ عرق: اہل عراق، ایران خراسان، ازبکستان، ترکمانستان، قزاقستان، چین، منگولیا، اور روس سے خشکی کے راستہ سے آنے والوں کیلئے۔

(۳) جحفہ: شام، مصر، الجزائر، سوڈان اور براعظم افریقہ، نیز ملکِ شام کے بعد ترکستان، بلغاریہ، روم، جرمنی، فرانس اور براعظم یوروپ کی طرف سے آنے والوں کیلئے۔

(۴) قرن المنازل: اہل نجد اور اس طرف سے آنے والوں کے لئے اور اب ہوائی سفر کے ذریعہ پہنچنے والے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، برونئی، آسٹریلیا، مسقط، دبئی، عرب امارات وغیرہ سب کیلئے یہی قرن المنازل اور اس کے محاذات اور

(۵) **یلملم**: اہل یمن اور اس طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ اور ساحلی ممالک سے جو لوگ بحری جہاز سے جدّہ پہنچتے ہیں، وہ سب ادھر ہی سے گذرتے ہیں۔ لہذا بحری راستہ کے لحاظ سے مسقط، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، برونئ، آسٹریلیا وغیرہ سب کے لئے جبل یلملم اور اس کے محاذ کے علاقے میقات ہیں۔ اسی طرح ہوائی سفر کے ذریعہ سے جو لوگ ادھر سے گذریں گے ان کے لئے یہی مقام اور اس کے محاذات کے علاقے میقات ہیں۔ اسی طرح تمام میقاتوں کے محاذ اور برابر کے علاقے بھی میقات کے حکم میں ہیں۔

جو شخص کسی میقات اور مکۃ المکرّمہ کے درمیان سکونت پذیر ہو، اسے 'اہل حِل' کہتے ہیں۔ ان کے لئے کل زمین حِل میقات ہے، انہیں حج وعمرہ کا احرام حرم کے حدود میں داخل ہونے سے قبل باندھ لینا ضروری ہے اور اپنے گھر سے باندھنا افضل ہے۔ اہل مکہّ کے لئے حج کا احرام باندھنے کیلئے کل زمین حرم میقات ہے، اور عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے کل زمین حِل میقات ہے۔

(معلم الحجاج: ۹۱، انوار مناسک: ۲۴۱۔۲۳۹، الفقہ المیسّر: ۲۰۵)

حج کے فرض ہونے کی شرطیں

حج ہر اس مرد، عورت پر عمر میں ایک مرتبہ فرض عین ہے، جس کے اندر مندرجہ ذیل شرائط مکمل طور پر پائی جاتی ہوں:

(۱) مسلمان ہونا۔

(۲) عاقل ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔

(۴) آزاد ہونا۔

(۵) حج کی استطاعت ہونا اور۔

(۶) حج کا وقت ہونا۔

(تاتارخانیۃ ٤٦٧/٢ للقاسمی الفقہ المیسّر: ۲۰۲)

حج کے ارکان: حج کے دو رکن ہیں:

(۱) طواف زیارت اور،

(۲) وقوف عرفہ، اور ان دونوں میں زیادہ اہم اور اقوی وقوف عرفہ ہے۔

(معلم الحجاج ۸۹، الفقہ المیسّر: ۲۰۶)

حج کے فرائض

حج کے اصل فرض تین ہیں:

(۱) احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ پڑھنا۔

(۲) وقوف عرفہ یعنی ۹/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک، عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک ساعت ہی ہو۔

(۳) طواف زیارت کرنا، جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان، سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے تو حج صحیح نہیں ہوگا، اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔ ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر

فرض کو اس کے مخصوص مکان اور وقت میں ادا کرنا بھی واجب ہے۔ وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کا ترک کرنا بھی واجب ہے، بلکہ فرائض کے ساتھ ملحق ہے۔

(تاتارخانیہ للقاسمی: ٣/ ٤٦٧، معلم الحجاج ۸۸)

حج کے واجبات

حج میں یہ امور واجب ہیں:

(۱) مزدلفہ میں وقوف کرنا، خواہ تھوڑی دیر ہو اور اس کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق اور طلوعِ شمس کے درمیان ہے۔ اس کو ترک کر دینے سے دم واجب ہوتا ہے۔

(۲) صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا، اس کے ترک کر دینے سے بھی دم واجب ہوتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ سعی واجب اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یہ رکن اور فرض میں داخل ہے۔

(۳) رمی جمرات یعنی قربانی کے دنوں میں ۳ مرتبہ شیطان کو کنکریاں مارنا، کسی نے ایک دن کی رمی ترک کر دی ہو یا تینوں دن کی، ایک ہی دم واجب ہوتا ہے۔

(۴) قارن ومتمتع کا قربانی کرنا، لہٰذا اگر قربانی کے بغیر احرام کھول دیا تو دم لازم ہوگا۔

(۵) حلق یعنی سر کے بال منڈانا (مردوں کے لئے) یا تقصیر یعنی بال کتروانا، اگر کوئی حلق یا قصر کئے بغیر احرام کھول دیگا، تو دم لازم ہوگا، اور

(٦) طوافِ وداع یعنی آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت طوافِ وداع کرنا واجب ہے۔ اس کے ترک سے دم واجب ہوگا۔ حج کے واجبات بلا واسطہ صرف یہ چھ ہیں۔

واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کچھ چھوٹ جائے تو حج ہو جائیگا، خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر چھوٹ گیا ہو، لیکن اس کی جزا یعنی قربانی دینی ہوگی۔

(معلم الحجاج ۸۹)

حج کی سنتیں

(۱) مفرد آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔

(۲) طوافِ قدوم میں رمل کرنا یعنی طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر تیز چلنا، اگر طوافِ قدوم میں رمل نہ کیا ہو تو پھر طوافِ زیارت یا طوافِ وداع میں رمل کرنا۔

(۳) امام کو تین مقامات پر خطبے پڑھنا، ایک مکۂ معظّمہ میں ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو، دوسرا عرفات میں حج کے دن زوال کے بعد اور ظہر کی نماز سے پہلے مسجد نمرہ میں، تیسرا منیٰ میں گیارہویں تاریخ کو۔

(۴) مکۂ معظّمہ سے ۸؍ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد عرفات کی طرف جانا۔

(۵) منیٰ میں ۸؍ ذی الحجہ کی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء اور نویں تاریخ کی فجر پڑھنا۔

(۶) نویں ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

(۷) عرفات پر وقوف کے لئے غسل کرنا۔

(۸) عرفات سے امام کے نکلنے کے بعد نکلنا۔

(۹) مزدلفہ میں عرفات سے واپس آتے ہوئے رات کو ٹھہرنا۔

(۱۰) مزدلفہ میں پوری رات رہنا۔

(۱۱) سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف لوٹنا۔

(۱۲) منیٰ سے واپسی میں محصّب میں ٹھہرنا اگرچہ ایک ساعت ہو۔

(۱۳) حج کی رات میں منیٰ میں رہنا۔

(۱۴) گیارہویں، بارہویں اور تیرہوں ذی الحجہ کی راتیں، اس شخص کے لئے جو تیرہویں کو رمی کرنا چاہے، منیٰ میں رہنا سنت ہے۔

یہ سب سنتیں مؤکدہ ہیں اور ان کا چھوڑنا مکروہ اور نہایت برا ہے، بشرطیکہ بالقصد چھوڑ دے، مگر اس پر دم یا صدقہ وغیرہ نہیں دینا پڑتا۔

(زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک: ۸۲، معلم الحجاج: ۹۰-۸۹)

حج کے مستحبات

حج کے مستحبات بہت سے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) مرد کو بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور عورت کو آہستہ۔

(۲) حج مفرد کرنے والے کو قربانی کرنا۔

(۳) مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا۔

(۴) مزدلفہ میں آنے کیلئے غسل کرنا، مکّی ہو یا غیر مکّی۔

(۵) عرفات میں جبل رحمت کے نزدیک رہنا۔

(۶) عرفات پر امام کے ساتھ ظہر اور عصر کو اکٹھے پڑھنا۔

(۷) تلبیہ کی کثرت کرنا۔

(۸) عرفات پر کثرت سے دعا کرنا۔

(۹) مزدلفہ میں عید کے روز فجر کے وقت مشعر الحرام میں وقوف کرنا۔

(۱۰) فجر کی نماز بھی مشعر الحرام میں جا کر پڑھنا۔

(۱۱) مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے کے وقت میں پڑھنا۔

(۱۲) منیٰ میں پہنچتے ہی دسویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرنا۔

مستحب کا حکم یہ ہے کہ ان کے کرنے والے کو زیادہ اجر ملتا ہے، مگر سنت مؤکدہ سے کم ہے اور اس کے ترک کرنے سے فدیہ نہیں دینا پڑتا۔

(زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک: ۸۳)

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) افراد: فقط حج کا احرام باندھنا، اسے 'افراد' کہتے ہیں۔

(۲) قران: حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنا، اسے 'قران' کہتے ہیں۔

(۳) تمتع: اوّل حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے، پھر گھر لوٹے بغیر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے، اسے 'تمتع' کہتے ہیں۔ حج کی تینوں قسمیں جائز ہیں، مگر حنفیہ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے، اس کے بعد تمتع، اسکے بعد افراد۔

(معلم الحجاج ۹۹)

* * *

حج کا مکمل مندوب طریقہ

احرام کہاں سے باندھیں؟

اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئر پورٹ پر احرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً ایک گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں، ورنہ میقات سے بلا احرام آگے بڑھنے کے جرم میں قربانی واجب ہو جائے گی۔ (اس لئے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہر ہوائی جہاز قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حجاج کو بہر حال احرام باندھ لینا ضروری ہے)

اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہو تو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ جانا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالیں، ناخن کتر لیں، بغل اور زیر ناف بال صاف کر لیں۔ اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کر لیں۔ اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہو تو وضو کر لیں۔ غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سلا ہوا کپڑا اتار دیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اوپر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں اس طرح کہ کپڑے پر داغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید ہوں تو بہتر ہے۔ اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں انہیں سلی ہوئی لنگی پہننی چاہئے تاکہ کشفِ عورت کا اندیشہ نہ رہے۔ خواتین احرام کے لئے سلے ہوئے کپڑے نہیں اتاریں

گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں، اور پردہ کے لئے بہتر ہے کہ یہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگالیں تا کہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔

احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہوتو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھیں۔ اس نماز کے پڑھتے وقت چادر وغیرہ سے سر کو ڈھانک لینا افضل ہے کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔ اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔ مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر سے چادر ہٹالیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں افراد، قران اور تمتع میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ.

نیت کے ساتھ تلبیہ کے بعد اب آپ باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں شروع ہوگئیں۔ تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں، یہ دعا مانگنی مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارْ

حج تمتع کی صورت میں مکہ معظمہ پہنچ کر طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کردیا جائے گا اور حج افراد اور حج قرآن میں یہ تلبیہ ۱۰ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھنا جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنٰی کا بھی استحضار

رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک سراپا خطا غلام اپنے مہربان آقا کے دربار میں حاضر ہوا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

مکہ معظّمہ پہنچنے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات وغیرہ مکمل ہونے پر اب حرمِ محترم میں حاضری کے لئے تیار ہو جائیں۔ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دل جمعی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں اور اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہو تو جاتے ہی اولاً طوافِ عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لئے طوافِ قدوم کا حکم نہیں ہے، اور حج قران کرنے والا عمرہ کے بعد طوافِ قدوم کرے گا۔ تمتع اور قران کرنے والا شخص اس طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل اور ساتوں چکروں میں اضطباع کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لئے صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے گا۔ اور حج افراد کرنے والا اگر طوافِ قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔ رمل اور اضطباع مردوں کے لئے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔ عورتوں کے لئے رمل اور اضطباع کا حکم نہیں۔

طواف کی ابتداء وانتہاء حجر اسود کے استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ حجر اسود کے سامنے فرش پر پورے مطاف میں ایک کالی پٹی بنی ہوئی ہے، اس پٹی کے قریب جا کر اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں کہ "اے اللہ میں خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لئے تیرے مقدس گھر کے سات چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں۔ لہٰذا اسے میرے لئے آسان کردے اور قبول فرما" نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آجائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے کالی پٹی پر کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے "بِسْمِ اللّٰهِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد ‘‘پڑھیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجر اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر کالی پٹی پر کھڑے کھڑے دور سے دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف اس خیال کے ساتھ کریں کہ وہ حجر اسود پر رکھی ہوئی ہیں پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ اور اس وقت یہ کلمات پڑھیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ.

دور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا قریب سے بوسہ لینے میں، اس لئے زیادہ بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیر مردوں کے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔ استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ، سینہ اور قدم حجر اسود کو اپنے دائیں طرف کر کے چلنا شروع کر دیں اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ شریف کی طرف نہ کریں بلکہ نظر نیچے کیے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں اور جب ایک چکر پورا ہو جائے اور دوبارہ کالی پٹی پر پہنچیں تو پھر چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے استلام کریں اور فوراً پہلی ہیئت پر آجائیں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔ ہر چکر میں جب بھی رکن یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کئے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں۔ طواف کے ساتوں چکروں میں باوضو رہنا ضروری ہے۔ اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف از سرِ نو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں

کے بعد وضو ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کر لے یا از سرِ نو طواف کرے۔ اور طواف کے دوران ذکر و اذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعا یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں اور جو دعا بھی پڑھیں اتنی آہستہ پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ طواف کے دوران جب رکن یمانی سے گذریں تو حجر اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ، وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ، یَا غَفَّارُ، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

اگر طواف میں اضطباع کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلے اضطباع کی کیفیت ختم کر لیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں۔ طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو مزید طواف کر سکتے ہیں، اور مکروہ وقت گذرنے کے بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔ طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گذرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گذریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گذریں۔ طواف کی نماز مقام ابراہیمؑ کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھیں۔ اگر مقامِ ابراہیمؑ میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو پورے حرم میں کہیں بھی طواف کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

طواف کے بعد ملتزم (جو حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریباً ڈھائی گز کی کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعا مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو

اس جگہ سے لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔ البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپٹیں کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے جس کا احرام کی حالت میں بدن سے لگانا منع ہے۔ طواف کے بعد زمزم پینا بھی مسنون ہے اور زمزم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

صفا مروہ کی سعی

طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجر اسود کا استلام کر کے کالی پٹی کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے۔ جب اس جگہ کے قریب پہنچیں اور چڑھنے کا ارادہ کریں تو یہ الفاظ کہیں:

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ

صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے، زیادہ اوپر چڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں اوّلاً قبلہ رخ ہو کر سعی کی نیت کریں پھر اس طرح ہاتھ اٹھائیں جس طرح دعا میں اٹھائے جاتے ہیں۔ نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں اور ہاتھ اٹھائے ہوئے ذکر واذکار اور دعا میں مشغول ہوں، یہ بھی دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔ پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں، مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ مروہ میں بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر ذکر واذکار میں مشغول ہوں، جیسا صفا پر کیا ہے۔ صفا اور مروہ کے درمیان جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مردوں کے لئے تیز چلنا مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں، وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبز ہرے ستونوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں، اگر وضو کر کے آئے تو از سرِ نو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کر لیں، خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔ سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی جگہ، دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے۔ یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔ خیال رہے! سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا حج نفلی سعی ثابت نہیں۔

سر کے بال منڈوانا / کتروانا

سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والے (اور تمتع والے) حضرات سر کا حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہو سکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔ جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پورے سے کم بال ہوں اس کے لئے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔ حلق یا قصر حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دم لازم ہوگا۔

عمرہ کرنے والا یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہ جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام

عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظّمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز با جماعت اور تلاوت و اذکار کا اہتمام رکھیں۔ یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔ اگر چاہیں تو اس درمیانی زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں حدودِ حرم سے باہر تنعیم (مسجد عائشہؓ) یا

جعرانہ وغیرہ جا کر احرام باندھنا ہوگا۔

منیٰ کے لئے روانگی

یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپ ۷/ ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کرلیں تا کہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جا سکیں۔ کیونکہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دشوار ہوتا ہے۔ البتہ جو حضرات واقف کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہوں۔

حج کا احرام اگرچہ مکہ معظّمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جا سکتا ہے لیکن مسجد حرام میں جا کر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ جو حضرات طواف زیارت کے بعد کی بھیڑ سے بچنا چاہیں اس دن ہی ایک نفلی طواف (مع رمل واضطباع) کر کے حج کی سعی مقدم بھی کر سکتے ہیں۔ اگر اس وقت سعی کر لی تو بعد میں سعی کی ضرورت نہ ہوگی۔ منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں، زیادہ بوجھ نہ کریں، اور خیموں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کر دیں۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کے لئے بلند آواز سے اور عورتوں کے لئے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھنا واجب ہے۔

عرفات کے میدان میں

سنت یہ ہے کہ فجر پڑھ کر عرفات کے لئے روانہ ہوں۔ عرفات جاتے وقت نہایت

ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ کا ورد کریں اور رحمتِ خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ یہی پورے حج کا ماحصل ہے۔

عرفہ کا وقوف جو کہ فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اس لئے زوال سے پہلے ہی پوری تیاری کر لیں، تا کہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔ اس دن جو لوگ مسجد نمرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لئے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اگر وہ ظہر کے وقت میں عصر پڑھ لیں گے تو ان کی عصر ادا نہ ہوگی۔ غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔

وقوف عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گذاریں۔ البتہ جو لوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰتین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ یہ قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔ غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکر واذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں۔ یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں اس لئے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اوراذکار میں مشغول رہیں۔ غروب ہونے اور رات آجانے کے باوجود عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

مزدلفہ کو روانگی

سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔ اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں۔

ان دونوں کا جمع کر کے پڑھنا سب پر ضروری ہے۔ خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام کے ساتھ۔

مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے۔ بعض علماء نے اسے شبِ قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔ اس لئے اس رات میں تھکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔ مزدلفہ میں عام طور پر کھلے آسمان کے نیچے اپنی اپنی چٹائیوں پر رات گذاری جاتی ہے۔ نیز بہت کچھ انتظامات کے باوجود پانی وغیرہ کی قلت کا سامنا ہوتا ہے اس لئے بہتر ہے کہ عرفات ہی سے پانی وغیرہ کا انتظام کر لیں اور کچھ کھانے پینے کی اشیاء بھی ہمراہ لے لیں۔

حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے۔ اس لئے اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہو سکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا میں مشغول رہیں۔ مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لئے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کر لیں اور انہیں پانی سے پاک کر لیں۔

مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کی آسان شکل یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کے اوپر ایک پہاڑی پر بہت بڑا ٹاور لگا ہوا ہے اس پر سفید لائٹ جلتی بجھتی رہتی ہے۔ یہ مکۂ معظّمہ کے اِرد گرد میلوں سے نظر آتی ہے۔ رات کے وقت قبلہ معلوم کرنے کی یہ آسان صورت ہے۔ مزدلفہ میں آپ جس مقام پر بھی ہوں اس لائٹ کو دیکھ کر قبلہ کی تعیین کر لیں۔

مزدلفہ سے واپسی

۱۰ ذی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ کے بعد منیٰ کے لئے روانگی ہوگی۔ اگر ہمت اور طاقت ہو اور منیٰ میں اپنی جائے قیام کا صحیح پتہ معلوم ہو اور ضعیف خواتین وغیرہ ساتھ نہ ہوں تو مزدلفہ سے منیٰ کے لئے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے۔ اس

سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دوبارہ منیٰ میں

منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ آج کل صبح کے وقت اژدہام ہوتا ہے۔ اس لئے زیادہ شوق میں آکر جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں بلکہ منیٰ پہنچ کر اوّلاً اپنی قیام گاہ پر آرام کریں۔ اور دوپہر یا اس کے بعد اطمینان سے جا کر رمی کریں، بالخصوص ضعفاء اور خواتین کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کر دیں۔ اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں اور خواتین کیلئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔ اگر قران یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اس کے بعد ہی سر منڈوائیں۔

حنفیہ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق قارن اور متمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بناء پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے قول پر اس پر دم واجب نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت

قربانی اور حلق کے بعد طوافِ زیارت کے لئے مکۂ معظّمہ جائیں، یہ طواف فرض ہے اور ۱۰ سے ۱۲ ذی الحجہ تک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طوافِ زیارت نہ کرے بلکہ منیٰ ہی میں مقیم رہے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے۔ اس تاخیر سے اس پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہوگی۔ ایام منیٰ (۱۰، ۱۱، ۱۲/ ذی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ بھی منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔

رمی جمار

۱۱/ اور ۱۲/ تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔ اس میں بھی اوّل وقت بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اطمینان اور آرام کے ساتھ رمی کریں۔ ان دو دِنوں میں زوال سے قبل رمی جائز اور معتبر نہیں ہے، اس کا خیال رکھیں۔ کمزور اور خواتین اگر رات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ ہوگی۔

کنکری اس طرح ماریں کہ وہ گول دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔

جمرۂ عقبہ اور جمرہ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے، آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔ منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکرِ خداوندی کے دن ہیں۔ اس دوران عبادات کا خاص اہتمام رکھیں۔

۱۲/ ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکۂ معظمہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔

اگر ۱۳/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک منیٰ میں رک گئے تو ۱۳ ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

مکۂ معظمہ واپسی اور طوافِ وداع

مکۂ معظمہ واپس ہو کر جو حضرات فوراً وطن جانا چاہتے ہیں ان پر جانے سے پہلے طواف وداع کرنا واجب ہے۔ اگر بلا عذر اسے چھوڑ دیا تو دَم لازم ہو جائے گا طواف زیارت

کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طواف وداع کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی شخص طواف وداع کئے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دَم واجب ہے اور وہ اوّلاً عمرہ کرے پھر طواف وداع کرے، صرف طواف وداع کے لئے باہر سے بلا احرام عمرہ آنا منع ہے۔ جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لئے طواف وداع کے لئے رکنا لازم نہیں، وہ بلا طواف وداع کئے وطن لوٹ سکتی ہے۔

مکہ معظّمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہو اسے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں، زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔ واپسی کے وقت نہایت حزن وملال کا اظہار کریں، اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ وزاری کے ساتھ واپس ہوں۔

(ماہنامہ ندائے شاہی، مراد آباد: ۱۱۱ـ۱۲۲، جنوری - فروری ۱۰۰۲، آسان حج وغیرہ، بتغیر)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو بار بار مقبول حاضری کی دولت سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین۔

* * *

عمرہ کے احکام ومسائل

عمرہ کیا ہے؟

عمرہ کے معنی لغت میں مطلق زیارت کے ہیں اور اصطلاح میں میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنے کو "عمرہ" کہتے ہیں۔ عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں۔ (معلم الحجاج: ٢٠٣)

عمرہ کا حکم

عمرہ کرنا فرض یا واجب نہیں، بلکہ صحیح قول کے مطابق زندگی میں ایک مرتبہ، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے، جبکہ راہ خرچ اور تندرستی وغیرہ، جو شرائط حج کے فرض ہونے کے ہیں، عمرہ کے وقت بھی مکمل طور پر پائے جائیں اور بعض کے نزدیک عمرہ واجب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے اور ایک بار سے زیادہ سب کے نزدیک مستحب ہے اور عمرہ کے لئے وقت اور مہینہ یا دن کی کوئی تخصیص نہیں، پورے سال میں جب چاہے کر سکتے ہیں، البتہ ایام حج میں حج کے ارکان کی ادائیگی میں مشغول رہنا لازم ہوتا ہے، اس لئے ان ایام میں عمرہ ممنوع ہے۔ (ماخوذ من زبدة المناسك مع عمدة المناسك: ٢٧٢-٢٧٣، انوارِ مناسك: ٢١٢-٢١٣، ايضاح المناسك: ١٧٦)

عمرہ کے فضائل

عمرہ کے فضائل بھی احادیث میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں، یہاں چند روایات پیش کی جاتی ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: عمرہ کرنا واجب تو نہیں، لیکن تمہارے لئے عمرہ کرنا بہتر (سنت) ہے۔ (احمد: ١٤٤٥٠)

حج اور عمرہ مسلسل کرنا، فقر وفاقہ اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتا ہے، جیسے آگ کی بھٹی، لوہے، سونے اور چاندی سے میل کو دور کر دیتی ہے۔(احمد ٣٦٦٩)

رمضان المبارک کا ایک عمرہ، اجر وثواب میں ایک حج کے برابر ہوتا ہے۔(خ: ٢٣٩/١، م ٤٠٩/١، ت: ١٨٦/١)

عمرہ اور حج میں فرق

عمرہ کے شرائط مثل شرائط حج کے ہیں، اور اس کے احرام کے احکام بھی مثل حج کے احرام کے ہیں۔ جو چیزیں حج میں حرام ومکروہ اور مسنون ومباح ہیں وہ یہاں بھی ہیں، البتہ چند امور مختلف ہیں، جیسے:

(۱) حج کیلئے ایک خاص وقت متعین ہے، عمرہ تمام سال میں ہو سکتا ہے، صرف پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) حج فرض ہے، عمرہ فرض نہیں۔

(۳) حج فوت ہو جاتا ہے، عمرہ فوت نہیں ہوتا۔

(۴) حج میں وقوفِ عرفہ اور وقوفِ مزدلفہ اور نمازوں کو اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے، عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

(۵) حج میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع ہوتا ہے، عمرہ میں یہ دونوں نہیں ہیں۔

(۶) عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں طواف کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنا کافی ہے اور حج میں کافی نہیں۔

(۷) عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حِل ہے، بخلاف حج کے، کہ حج میں اہل مکہ کی میقات حرم ہے، اور آفاقی جب باہر سے آئے تو وہ اپنی میقات سے

احرام باندھ کر آئے گا اور

(۸) عمرہ میں طواف کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے اور حج میں جمرہ اخریٰ کی رمی شروع کرنے کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے۔ (معلم الحجاج ٢٠٤)

عمرہ کے فرائض

عمرہ کے دو فرائض ہیں:

(۱) طواف اور

(۲) احرام۔

عمرہ کے احرام میں بھی حج کے احرام کی طرح نیت اور تلبیہ دونوں فرض ہیں، اور طواف میں صرف نیت فرض ہے۔ (مستفاد عمدة الفقه: ٤/٢١٣-٢١٤، معلم الحجاج: ٢٠٥)

عمرہ کے واجبات

عمرہ کے واجبات دو ہیں:

(۱) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲) سر کے بالوں کا حلق یا قصر کروانا۔

(ایضاً)

افعال عمرہ میں ترتیب

عمرہ کے افعال میں ترتیب لازم ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ طواف عمرہ کو عمرہ کی سعی پر مقدم کرنا صحتِ سعی کے لئے شرط ہے، لہٰذا اگر پہلے سعی کر لی جائے، اس کے بعد طواف کیا جائے تو سعی صحیح ہی نہ ہوگی، اور نہ ہی دَم دینا کافی ہوگا بلکہ طواف کے بعد دوبارہ سعی کرنا لازم ہوگا اور سعی اور حلق کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے، شرط نہیں یعنی پہلے سعی کی

جائے اس کے بعد حلق یا قصر کرنا واجب ہے۔

اس کے برعکس اگر طواف عمرہ کے بعد پہلے حلق یا قصر کرے گا اور اس کے بعد سعی کرے گا تو دَم دینا لازم ہو جائے گا، اور ترتیب کے ساتھ دوبارہ دونوں کا اعادہ لازم نہ ہوگا۔

(انوارِ مناسک: ۲۱۲)

عمرہ کا مکمل ومندوب طریقہ

عمرہ کے لئے میقات سے مثلِ احرامِ حج کے عمرہ کا احرام باندھے اور احرام کے محرمات ومکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں باب السّلام سے داخل ہو، اور بعض نے کہا کہ باب العمرہ سے داخل ہو اور پھر رمل واضطباع کے ساتھ طواف کرے، اور جب حجرِ اسود کا اوّل استلام کرے تو تلبیہ موقوف کردے اور طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر حجرِ اسود کا استلام کرکے باب الصفا سے نکل کر مثل حج کے سعی کرے اور سعی ختم کرکے مروہ پر حجامت بنوا کر حلال ہو جائے اور سعی کے بعد دو رکعت مطاف کے کنارے پر پڑھے، بس عمرہ مکمل ہوگیا۔ (معلم الحجاج ۲۰٤)

❖ ❖ ❖

جنایات کے احکام ومسائل

جرائم اوران کی سزائیں

ممنوع فعل کے ارتکاب کو "جنایہ" کہتے ہیں، اور جنایہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سرزمین حرم میں جرم کا ارتکاب کرنا۔

(۲) احرام کی حالت میں جرم کا ارتکاب کرنا۔

حرم مقدس میں جرم کا ارتکاب کرنا

یعنی کوئی شخص حرم شریف کے شکار کے ساتھ چھیڑ خانی کر کے قتل کر دے، یا اس کی طرف اشارہ کر کے شکاری کو اس کا پتہ بتائے، یا کوئی حرم کے درختوں کے ساتھ چھیڑ خانی کرے، یا حرم شریف کی گھاس کو کاٹے یا اکھاڑے، تو یہ "جنایۃ علی الحرم" ہوگا اس کا اتکاب خواہ کوئی محرم کرے، یا غیر محرم، بہر کیف دونوں کو اس کا بدلہ چکانا ہوگا۔

اگر کسی شخص نے حرم مقدس کے وحشی یا بڑی جانور کا شکار کیا، اور اس کو ذبح کر دیا، تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اور اس (شکار) کو مردار سمجھا جائے گا، خواہ اسے کسی محرم نے شکار کیا ہو یا غیر محرم نے۔

احرام کی حالت میں ارتکاب جرم کی ۶/ قسمیں ہیں

پہلا: وہ فعل جس کے ارتکاب سے حج فاسد ہو جاتا ہے، اور اس فساد کی تلافی دَم سے، یا صدقہ سے نہیں ہوتی، یہ مقامِ عرفہ میں وقوف کرنے سے پہلے جماع (ہمبستری) کرنا ہے۔ جو شخص مقامِ عرفہ میں وقوف کرنے سے پہلے ہمبستری کرلے، اس کا حج فاسد ہو جائے گا، اور س پر ایک بکری کا ذبح کرنا واجب ہوگا، اور اس پر آنے والے سال میں (اس فاسد

حج) کی قضا لازم ہوگی۔

دوسرا: ایسے فعل کا ارتکاب کرنا جس کے کرنے سے اونٹنی وغیرہ کا ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے، اس جنایت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وقوف عرفہ کے بعد حلق رأس سے پہلے جماع کر لینا۔

(۲) طواف زیارت، حالت جنابت میں کر لینا۔ جو شخص مقام عرفہ میں وقوف کرنے کے بعد حلق رأس سے پہلے جماع کرلے اس پر ایک اونٹنی وغیرہ ذبح کرنا واجب ہے۔ اسی طرح جو شخص طواف زیارت، حالت جنابت میں کرے تو اس پر بھی ایک اونٹنی، وغیرہ ذبح کرنا واجب ہوگا۔

تیسرا: وہ فعل جس کے ارتکاب سے ایک بکری یا گائے وغیرہ کا ساتواں حصہ ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ جیسے: کوئی جماع کے اسباب میں سے کسی سبب کا ارتکاب کرے، یعنی (بیوی کا) بوسہ لینا، یا شہوت کے ساتھ (بیوی کو) چھونا۔

(۲) مرد کا بغیر کسی عذر کے سلا ہوا کپڑا پہن لینا۔

(۳) اپنے سر کے بال کو یا اپنی ڈاڑھی کے بال کو بغیر عذر کے کاٹنا۔

(۴) محرم کا مکمل ایک دن اپنے چہرے کو ڈھانکے رکھنا۔

(۵) محرم کا اپنے بڑے اعضاء میں سے کسی پورے عضو میں بغیر عذر کے خوشبو لگانا، جیسے کہ ران میں، پنڈلی میں، کہنی میں، چہرے میں، خواہ خوشبو کسی قسم کی ہو، اور اسی طرح مکمل ایک دن خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنے رہے۔

(۶) کسی شخص کا ایک ہاتھ کا ناخن کاٹ لینا، یا کسی ایک پاؤں کا پورا ناخن کاٹ لینا۔

(۷) طواف صدر ترک کر دینا۔

ان تمام صورتوں میں ایک بکری، یا سات حصہ والے جانور میں ایک حصہ واجب ہوگا۔

چوتھا: وہ فعل جس کا ارتکاب کرنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے، اس صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں، یا اس کی قیمت ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) محرم کا چوتھائی سے کم سر منڈوالینا، یا چوتھائی سے کم ڈاڑھی کٹوالینا۔

(۲) محرم کا ایک ناخن کاٹ لینا یا دو ناخن کاٹ لینا۔

(۳) ایک عضو سے کم میں خوشبو لگالینا۔

(۴) ایک دن سے کم سلا ہوا کپڑا پہنے رہنا، یا خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنے رہنا۔

(۵) محرم کا اپنے سر کو یا اپنے چہرے کو ایک دن سے کم تک ڈھانکے رکھنا۔

(۶) محرم کا طوافِ قدوم یا طوافِ صدر بلا وضو کرنا۔

(۷) تینوں جمار میں سے کسی ایک کو کنکری مارنا ترک کر دینا۔

پانچواں: وہ فعل جس کے ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا ہے، لیکن اس کی مقدار نصف صاع سے کم ہے، وہ یہ ہیں: جب ایک کھٹمل یا دو ٹڈی کو قتل کر ڈالا یا ان میں سے تین کو قتل کیا تو اس کے عوض ایک مٹھی بھر غلہ صدقہ کرے اور جب اس سے زائد کو مار ڈالے تو آدھا صاع گیہوں صدقہ کرے۔

چھٹا: وہ فعل جس کے ارتکاب سے قیمت واجب ہوتی ہے، وہ خشکی کے جنگلی جانور کا قتل کرنا ہے۔ جب محرم شخص خشکی کے جنگلی جانور میں سے کسی ایک کا شکار کرلے یا اسے ذبح کر دے یا ان کی طرف اشارہ کرے یا شکاری کو شکار کی جگہ کو بتائے تو اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی، خواہ شکار ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم۔ شکار کی قیمت دو عادل شخص لگائیں گے، اس جگہ کے جہاں اس نے شکار کیا ہے یا اس کے قریب کسی جگہ کے اور اگر شکار کی قیمت قربانی

کے جانور کی قیمت تک پہنچ جائے تو محرم کو اختیار ہے کہ چاہے تو قربانی کے جانور کو خرید ے اور اسے حرم پاک میں ذبح کر ڈالے یا چاہے تو غلہ خرید کرا سے محتاجوں میں تقسیم کر ڈالے اور ہر ایک محتاج کو آدھا صاع گیہوں دے۔ اگر چاہے تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے اور اگر شکار کی قیمت قربانی کے جانور کی قیمت کو نہ پہنچے تو اس کو اختیار ہے چاہے غلہ خرید کے صدقہ کردے۔ یا اگر چاہے تو ہر آدھا صاع (غلہ) کے بدلے ایک دن روزہ رکھے۔ موذی (تکلیف پہنچانے والے) کیڑے مکوڑے جیسے کہ بھڑ، بچھو، مکھی، چیونٹی، یا تتلی وغیرہ اور اسی طرح سانپ، چوہا، کوا، یا کاٹ کھانے والے کتے کو مار ڈالنے کی صورت میں محرم پر کوئی جرمانہ نہیں ہے۔

الھدی

قربانی کا وہ جانور جو حرم پاک میں بھیجا جائے، اسے "ھدی" کہتے ہیں۔ ھدی کا جانور بکریاں، گائے، اونٹ وغیرہ ہیں اور ایک بکری ایک آدمی کی طرف سے درست ہے اور ایک اونٹنی اور ایک گائے سات آدمیوں کی طرف سے درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

ھدی کے جانور کے لئے وہی شرائط ہیں جو کہ قربانی کے جانوروں کے لئے ہیں یعنی عیوب سے صحیح وسالم ہونا۔

مکمل ایک سال کی بکری کی قربانی جائز ہے اور اس سے وہ بھیڑ یا دُنبا الگ ہے جو کہ آدھے سال سے زیادہ کا ہو اور اتنا موٹا ہو کہ اس کے اور ایک سال والے جانوروں کے درمیان اس کے موٹا پا کی وجہ سے کوئی فرق نہ ہو اگر ایسا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ مکمل دو سال کی گائے کی قربانی جائز ہے، اور مکمل پانچ سال کے اونٹ کی قربانی جائز ہے۔

تطوّع بقران، اور تمتع کے ھدی کا جانور رمی جمرۃ العقبہ کے بعد قربانی کے دنوں میں ذبح کیا جائے گا اور بقیہ ھدی کے جانوروں کے ذبح کرنے کی کسی زمانے کے ساتھ کوئی قید نہیں ہے، اور ھدی کا ہر ایک جانور حرم پاک ہی میں ذبح کیا جائے گا، اور قربانی کے دنوں میں ھدی کے جانوروں کا منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے۔ قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ اس (جانور) کا گوشت کھائے جب کہ وہ تطوّع نفل، یا قران یا تمتع کے لئے ہو۔

اور اسی طرح مالداروں کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ تطوّع نفلی قربانی، قران، اور تمتع کے جانوروں کا گوشت کھائیں، اگر تطوّع کا جانور راستہ میں ہلاک ہوجائے (یعنی کسی وجہ سے راستہ میں ذبح کرنا پڑے) تو جانور کا مالک اس کا گوشت نہیں کھائے گا، اور نہ کوئی دوسرا مالدار، بلکہ اس کو ذبح کرتے ہی چھوڑ دینا واجب ہے، اس کے پٹے کو اس کے خون میں لت پت کرنے کے بعد۔ نذر کے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، نہ جانور کے مالک کے لئے اور نہ ہی کسی دوسرے مالدار کے لئے، اس لئے کہ وہ صدقہ ہے جو فقراء ومحتاجوں کا حق ہے۔

نوٹ: جنایات کے جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں، نہ جانور کے مالک کے لئے اور نہ ہی کسی دوسرے مالدار کے لئے۔ جنایات کے جانور وہ ہیں جس کا کہ حج میں واقع ہونے والی کمی کو پورا کرنے کی وجہ سے (ذبح کرنا) واجب ہوا ہو۔ (الفقہ المیسر: ۲۲۰-۲۱۷)

* * *

زیارتِ رسول اللہ ﷺ کے احکام ومسائل

☆سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، تاجدارِ مدینہ، سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت بالا جماع اعظم قربات اور افضل طاعات میں سے ہے اور درجات کے لئے سب وسائل سے بڑا وسیلہ ہے۔ بعض علماء نے اہلِ وسعت کے لئے قریب واجب کے لکھا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ عورتوں کے لئے بھی روضۂ اطہر کی زیارت بلا کراہت مستحب ہے، جبکہ اس کے شرائط کے ساتھ ہو۔

(اللباب المناسك: ۲۵۵، عمدة الفقه: ۵/۳۱۵، المهند على المفند: ۳۸، عقائد علماء دیوبند: ۱۹۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارتِ کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (غ ۱۸۰۲) ایک روایت میں ہے: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی، جو مکّہ یا مدینہ میں وفات پا گیا تو وہ قیامت میں عذاب سے بے خوف ہوکر اٹھے گا۔ (غ ۱۰۸۱)

مدینہ منوّرہ کا سفر

جب مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہو تو تمام راستہ میں کثرت سے درود شریف پڑھتا رہے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرلے اور اظہارِ محبت میں کوئی کمی نہ کرے، حتیٰ کہ اگر خود یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو بہ تکلف پیدا کرے۔ راستہ میں آنے والے متبرک مقامات ومقابر وغیرہ کی بھی زیارت حتی المقدور کرتا چلے۔ خصوصاً مسجدِ حرام سے ۱۹ رکلومیٹر کے فاصلہ پر مقام سرف میں واقع اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کی قبر پر ایصالِ ثواب کرتا ہوا گزرے۔ (عمدة الفقه: ۵/۳۱۶، اللباب المناسك وارشاد الساری: ۵۵۵، ۵۵۴)

جب مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ، فَاجْعَلْ دُخُوْلِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ، وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ (قاضی خان: ١/ ٣١٩)

مدینہ منوّرہ میں داخل ہونے سے قبل اگر ممکن ہو تو غسل کر لے، ورنہ وضو کر لے اور نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہن لے اور جب داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مَارَزَقْتَ اَوْلِیَآءِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ، وَانْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فِیْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔

(اللباب المناسک مع شرحه ٥٥٦، معلم الحجاج ٣١٧)

مدینہ منوّرہ کی فضیلت واہمیت

پوری روئے زمین میں سب سے افضل ترین زمین کا وہ حصہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر سے مِلا ہوا ہے، اور یہ اعزاز مدینہ طیّبہ کو حاصل ہے۔ اس کے بعد کعبۃ اللہ اور حرم مکّی ہے، اس کے بعد حدودِ مدینہ منوّرہ ہیں۔ (شامی: ٢/ ٦٢٦ بحوالہ انوارِ مناسک: ٦٥٧)

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی: اے اللہ! حضرت ابراہیمؑ آپ کے بندے اور آپ کے خلیل تھے۔ انہوں نے آپ سے اہلِ مکہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی، اور میں آپ کا بندہ اور آپ کا رسول ہوں، میں اہلِ مدینہ کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں، آپ اہلِ مدینہ کو اہلِ مکہ سے دوگنی برکت عطا فرمایئے۔ (ت: ٣٩١٤) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے حدودِ مکہ مکرمہ کو محترم قرار دیا، اسی طرح میں حدودِ مدینہ منوّرہ کو محترم قرار دیتا ہوں، (ت: ٣٩٢٢، خ: ١٨١٧، ٢٨٩٣، ٣٣٦٧، ٤٠٨٣، م ١٣٦٥، ١٣٩٣)

آپ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مدینہ میں مر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ مدینہ میں مرے، کیونکہ قیامت کے دن میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کرونگا۔ (ت: ٣٩١٧، ه: ٣١١٢)

مدینہ اسلام کا قبہ ہے، ایمان کا گھر ہے، ہجرت کی زمین ہے اور حلال وحرام کی زمین ہے (غ: ١٨١٢) اور آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مدینے کی خاک شفا ہے، ہر بیماری سے۔ (غ: ١٨١٤)

مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضری

جب مدینہ منورہ میں جانا ہو تو بہتر یہ ہے کہ نیت زیارتِ قبرِ مطہرہ کی کرے، تاکہ مصداق اس حدیث کا ہو جائے کہ "جو شخص میری زیارت کو آئے، مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہے"۔ (زبدۃ المناسک: ٤٧٢)

جب مدینہ منورہ میں داخل ہو جائے تو حتی المقدور، سب سے پہلے مسجدِ نبوی میں حاضر ہو، البتہ عورتوں کے حق میں، مردوں کی کثرت سے بچنے کی غرض سے، رات میں جانا بہتر ہے۔ داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّ صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

اس دعا کو نہایت خشوع وخضوع، عاجزی وانکساری کے ساتھ پڑھتے ہوئے، داہنے پاؤں سے مسجد میں داخل ہو، اگر ممکن ہو تو بابِ جبریل سے اندر داخل ہو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ داخل ہونے کے بعد اِدھر اُدھر دیواروں وغیرہ کو نہ دیکھتا رہے، بلکہ خوب ادب کا لحاظ

رکھے اور فرض نماز کی جماعت کا وقت ہو تو اس میں شریک ہو جائے، ورنہ، ریاض الجنہ میں ۲ر رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعا کرے۔ (اللباب مع ارشاد الساری: ۵۵۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے (حضرت عائشہؓ کے) گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (خ ۱۱۹۵، ۱۸۸۸، ۶۵۸۸، ۷۳۳۵، م ۳۱۹۱، ۱۳۹۰)

اگر ریاض الجنۃ میں نماز کا موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے نفل پڑھ لے، اور سلام پھیر کر خدا کی حمد و ثنا اور شکر ادا کرے اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا کرے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ سجدہ شکر بھی کر لے کہ حق تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے نوازا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ دو رکعت شکرانہ کی نیت سے پڑھ لے، صرف سجدہ نہ کرے، گو جائز ہے۔

(اللباب مع ارشاد الساری: ۵۵۷، معلم الحجاج: ۲۱۸)

روضۂ اطہر پر حاضری

ریاض الجنۃ میں نماز و دعا سے فراغت پر نہایت ادب کے ساتھ مرقدِ اطہر ﷺ پر آئے اور دل کو تمام دنیوی خیالات سے فارغ کر کے، قبلہ کی طرف سے پشت کرے اور ذرا بائیں جانب مائل ہو، تا کہ روئے انور ﷺ کے سامنے ہو جائے۔ پھر یہ تصور کرے کہ حضرت محمد ﷺ قبر مبارک میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کیئے ہوئے لیٹے ہیں اور جان رہے ہیں کہ فلاں شخص حاضر ہوا ہے۔ پھر درمیانی آواز سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ، وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ، وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِسَيِّدِنَا عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ہ

اس کے بعد آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور خوب دعائیں کرے اور آپ سے شفاعت کی درخواست ان الفاظ میں کرے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کرسکتا ہے، مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار ہی کو مستحسن سمجھتے تھے، اگر کسی کو یہ پورے الفاظ یاد نہ ہوں تو کم از کم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے۔

اس کے بعد جس عزیز کا سلام کہنا ہو، یوں عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ۔

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہے، اور نام یاد نہ رہیں، تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ.

حضرت ابو بکرؓ پر سلام

سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ کے بقدر، داہنی

طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ پر سلام پیش کرے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ، وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ، وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ، اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا یہاں بھی الفاظ میں کمی زیادتی کا اختیار ہے۔

حضرت عمرؓ پر سلام

حضرت صدیق اکبرؓ پر سلام پیش کر کے ایک ہاتھ مزید داہنی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ پر سلام پیش کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ، اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ، مَرْضِيًّا حَيًّا وَمَيِّتًا، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا۔

اگر روضۂ اطہر تک بھیڑ کی وجہ سے پہنچ سکنا ممکن نہ ہو تو مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں کھڑا ہو کر سلام عرض کر سکتا ہے۔

(زبدۃ المناسک: ٤٧٩-٤٧٨، معلم الحجاج ٣٢١-٣١٩)

دربارِ رسالت میں مکرّر حاضری

درود وسلام سے فراغت پر دوبارہ بارگاہ سرورِ کائنات ﷺ کے سامنے ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوب حمد وثناء کرے اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے اور آپ کے توسل سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست کرے اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے، اپنے والدین، اساتذہ، مشائخ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے خوب خوب دعائیں کرے (معلم الحجاج ٣٢١)

گنہگار راقم الحروف کے لئے بھی سلام عرض کر کے دعا فرمائیں، اس سیاہ کار پر بڑا احسان ہوگا، اللہ پاک اس کا بہترین بدلہ آپ کو دونوں جہان میں نصیب فرمائیں۔

هل جزاء الاحسان الا الاحسان، سائل ہوں اور سائل کا حق ہوتا ہے۔

درود وسلام کے بعد دو رکعت

درود وسلام اور دعا کے بعد اُستوانہ ابولُبابہؓ کے پاس آ کر دو رکعت نفل پڑھ کر دعائیں مانگے، اس جگہ پر توبہ کی قبولیت قرآن سے ثابت ہے۔ پھر روضہ میں آ کر نفل پڑھے اور نماز و دعا جس قدر ہو سکے کرے۔ پھر منبر کے پاس آ کر اور اس کے بعد حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا واستغفار کرے۔ (دیکھیے: اللباب: ٥٥٩، زبدۃ المناسک: ٤٨٢- ٤٧٢، معلم الحجاج: ٣٢٢- ٣١٢ وغیرھم)

مسجد نبوی ﷺ میں نمازوں کی فضیلت

مدینہ میں قیام کو غنیمت جانے اور جب تک وہاں کی حاضری مقدر ہو اس کا اکثر وقت مسجد نبوی ﷺ میں بہ نیت اعتکاف گزارے اور پنجگانہ نمازیں جماعت کے ساتھ بلکہ تکبیر اولیٰ اور اوّل صف کے اہتمام کے ساتھ ادا کرے۔ مسجد نبویؐ میں نماز ادا کرنے پر بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میری مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ۵۰۰۰۰ر نمازوں کے برابر ہے۔ (احمد: ١٦٠٥) جو شخص مسجد نبوی میں مسلسل ۴۰ر فرض نمازیں پڑھے اس کے لئے جہنم سے چھٹکارا اور عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے اور وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔ (احمد: ١٢٦١١)

مدینہ کے قابلِ زیارت مقامات

جنت البقیع اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت بھی مستحب ہے۔ (معلم الحجاج: ٣٢٦) حسبِ موقع ان کی زیارت سے بھی ضرور استفادہ کرے۔

* * *

قربانی کے احکام و مسائل

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

سورۃ الفجر میں اللہ پاک نے جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، وہ دس راتیں جمہور کے قول کے موافق یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں (مستفاد گلدستہ تفاسیر: ۶۱۲/۷)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال، ذی الحجہ کے (شروع) دس دنوں کی نیکیاں ہیں۔ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی (ان دنوں کے علاوہ میں) جہاد کرے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوسرے دنوں کا جہاد بھی اس کی برابری نہیں کرسکتا، البتہ کوئی شخص اپنی جان اور مال دونوں جہاد میں خرچ کردے، تو وہ بے شک اس عشرہ کے اعمال سے بہتر ہوسکتا ہے (خ: ۹۶۹)۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہر نیک عمل اللہ کو بہت پسند ہے، ان دنوں (یعنی ۱ر ذی الحجہ سے ۹ر ذی الحجہ) میں ایک دن کا روزہ، ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کے قیام کا ثواب، شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔ (ت: ۷۵۸، ق: ۱۷۲۸) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عام طور سے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن، فضیلت کے اعتبار سے ۱۰۰۰ر دنوں سے بہتر ہیں (خ: ۱۷۲۰)۔ حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دونوں عیدوں کی رات میں شب بیداری اور عبادت کا اہتمام کرے، اس کا دل قیامت کے دن اس وقت بھی زندہ رہیگا، جس دن سب کے دل مردہ ہوجائیں گے (ق: ۱۶۱۱)۔ ایک روایت میں ہے: عرفہ کا روزہ گذشتہ

ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ (م:١١٦٢، د:٢٤٢٥، ٣/ ت:٢٨١٢)

عشرۂ ذی الحجہ میں بال وناخن کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا قربانی کا ارادہ ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند ہوجانے کے بعد، قربانی تک، اپنے جسم کے کسی حصہ کے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (م:١٩٧٧، د:١٩٧٧، ت:١٥٢٣، ن:٤٣٦٧، مشکوٰۃ: ١٢٢/١) یہ استحباب صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیرِ ناف اور بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے ہوئے ۴۰ روز نہ گزر گئے ہوں۔ اگر چالیس روز گزر گئے ہوں تو امورِ مذکورہ کی صفائی واجب ہے۔ (احسن الفتاوی: ٤٩٧/٧)

تکبیرِ تشریق

عرفہ کے دن یعنی ۹ ذی الحجہ کی نمازِ فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق پڑھنا ہر مسلمان مرد وعورت، شہری ودیہاتی اور مقیم ومسافر پر واجب ہے، خواہ نماز جماعت سے پڑھے یا تنہا۔ البتہ مردوں کو تکبیرِ تشریق متوسط بلند آواز سے اور عورتوں کو آہستہ کہنا چاہئے۔ (البحرالرائق: ٧٩/٢، جواهرالفقه: ٤٦/١، ٢، اسلامی فقه: ٢٠١/١)

قربانی کیا ہے؟

قربانی کی معنی ہیں ”اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی چیز“ اور لفظ قربانی ’قربان‘ سے نکلا ہے اور لفظِ قربان ’قرب‘ سے ماخوذ ہے تو قربانی کے معنی ہیں: ”وہ چیز، جس سے اللہ تعالیٰ کے یہاں تقرب حاصل کیا جائے“۔ (اصلاحی خطبات: ١٢٢/٢)

علامہ راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں: ”اَلْقُرْبَانُ“ کے معنی ہیں: ہر وہ چیز، جس سے اللہ کی قرب جوئی کی جائے اور عرف میں قربان بمعنی نَسِیْکَۃٌ یعنی ذَبِیْحَۃٌ آتے ہیں۔ (مفردات القرآن: ٤٤٦-٤٤٧)

قربانی کی فضیلت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیدالاضحی کے دن اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل، جانور کی قربانی کرنا ہے۔ یہ قربانی قیامت کے دن، اپنے بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیگی اور یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے حضور پیش کردیا جاتا ہے۔ (ت: ۱٤۹۳، ق: ۳۱۲۷/۲) اور آپ نے فرمایا: قربانی کے جانور کے ہر ہر بال پر ا-ا نیکی ملتی ہے۔ (ق: ۳۱۲۷)

قربانی نہ کرنے پر وعید

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قربانی کی استطاعت وطاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ (غ: ۱٦۲۸) یعنی وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے لائق نہیں۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

(۱) مسلمان ہونا، غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔ (هندیه: ۲۹۲/۱)۔

(۲) مقیم ہونا، مسافر پر قربانی واجب نہیں، اگر چہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو، یعنی اگر وہ ایام قربانی، ۱۰/ ذی الحجہ کے طلوع آفتاب سے ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک سفر شرعی میں رہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی اور واپسی کے بعد اس کی قضاء بھی واجب نہیں (هندیه: ۲۹۲/۱، احکام مسافر: ۲۰٦) اس رو سے حاجی کا حکم یہ ہے کہ اگر حاجی کا قیام مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کے بعد وہاں سے روانگی کے درمیان، پندرہ دن سے کم ہو تو وہ مسافر ہے، اس پر عیدالاضحی کی قربانی واجب نہیں اور اگر حاجی کا قیام مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کے بعد

سے واپسی تک پندرہ دن یا اس سے زائد رہے اور وہ مالکِ نصاب بھی ہو، تو اس پر عید کی قربانی بھی واجب ہو جائے گی، لیکن یہ قربانی حدودِ حرم میں کرنا لازم نہیں، بلکہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں، ایامِ نحر میں کرنا جائز اور درست ہے۔ لہذا اپنے وطن میں قربانی کا انتظام کر دے تو بھی درست ہے۔ (انوارِ رحمت: ۹۵) اور اگر کوئی حج تمتع یا حج قران کرتا ہے تو ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کرنے کی سعادت میسّر آنے کے شکرانہ میں اس پر ایک قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ اور یہ قربانی ایامِ نحر میں حرم میں کی جائیگی اور اسے یہ اختیار ہے کہ چاہے ایک بکرا یا دنبہ ذبح کرے یا ایک پورا اونٹ یا ان بڑے جانوروں کا ساتواں حصہ، جس کا ساتواں حصہ ایک بکرے کے قائم مقام قرار پاتا ہے۔ (قاضی خان: ۲۱۰/۱، ۳، ہندیہ: ۲۹۱/۱ ۲)

(۳) آزاد ہونا، غلام پر قربانی واجب نہیں۔ آزاد سے مراد یہ ہے کہ وہ غلام یا باندی نہ ہو، عورت خاوند کے ہوتے ہوئے بھی آزاد ہے، بیٹے اور نوکر سب آزاد ہیں۔ ہندوستان میں غلامی کا وجود نہیں۔ قیدی بھی آزاد ہیں اور ملازمِ سرکار و غیر سرکار سب آزاد ہیں۔ اگر یہ لوگ مالکِ نصاب ہوں تو ان پر قربانی واجب ہوگی۔ (ہندیہ: ۲۹۲/۵، کفایت المفتی: ۱۷۸/۸)

(۴) مالکِ نصاب ہونا اور اس میں اتنا کافی ہے کہ نصاب کا یا ایسی چیز کا مالک ہو، جس کی قیمت حاجتِ اصلی سے زائد ہو کر نصاب کے برابر ہو جائے۔ (ہندیہ: ۲۹۲/۵، مجالس الابرار: ۲۷۵)

نیز قربانی ایسے شخص پر واجب ہے جس کے پاس بنیادی ضروریات کے علاوہ کوئی بھی سامان یا نقد رقم اتنی موجود ہو، جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے۔ اگر کسی شخص پر قرض ہو، لیکن بنیادی ضروری اشیاء، رہائشی مکان، استعمالی چیزوں اور استعمالی کپڑوں کے علاوہ جو کچھ اس کی املاک ہوں، وہ اتنی ہوں کہ بیچ دی جائیں تو قرض ادا کرنے کے بعد بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر اس کے پاس بچ رہے، تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے

اور جس طرح دوسرے حقوق کی ادائیگی کے لئے حسبِ ضرورت قرض لینا درست ہے، ایسے ہی اس مقصد کے لئے بھی قرض لینا جائز ہے۔ (بحوالہ الفتاویٰ: ۱۲۲/۴) اور قربانی صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے، لیکن اس میں زکوٰۃ کی طرح نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۷۲/۴)

یادرکھنا چاہئے کہ ٹی وی، وی سی آر جیسی خرافات، کپڑوں کے تین جوڑوں سے زائد لباس اور وہ تمام اشیاء جو محض زیب وزینت یا نمود ونمائش کے لئے گھروں میں رکھی رہتی ہیں، اور سال بھر میں ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہوتیں، زائد از ضرورت ہیں، اس لئے ان سب کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ: ۵۰۸/۷)

تنبیہ: جو عورت صاحبِ نصاب ہو تو خود اس پر قربانی واجب ہے، شوہر پر اپنی بیوی کی طرف سے قربانی واجب نہیں۔ عورت کو چاہئے کہ اپنے پیسوں سے قربانی کرے، اگر اس کے پاس نقد رقم نہ ہو تو شوہر وغیرہ سے لیکر قربانی کرے، یا اپنا کوئی زیور بیچ کر قربانی کر لے، یا عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی طرف سے قربانی کر دے، لیکن اگر عورت کی اجازت اور اس کو مطلع کئے بغیر اس کا شوہر قربانی کریگا تو واجب قربانی ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۵۱/۱۰ ترتیب صالح)

خلاصہ یہ کہ ہر صاحبِ نصاب پر قربانی کرنا مستقلاً واجب ہے، لہذا شوہر و بیوی دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو ہر ایک پر علاحدہ قربانی واجب ہے، دونوں کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں۔ (سوال و جواب: ۱۲۰-۱۲۱/۲)

(۵) بالغ ہونا، نابالغ پر قربانی واجب نہیں، البتہ! اگر والدین صاحبِ مال ہوں اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، لیکن یہ مستحب ہے، واجب نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۵۱/۱۰ ترتیب صالح)

(٦) عاقل ہونا، مجنون پر قربانی واجب نہیں۔ اگر قربانی کے ایام میں مجنون کو افاقہ ہوتو اس پر قربانی واجب ہے۔(جواهر الفقه: ٤٤٨/١)

قربانی کا وقت

قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں، ان میں جب چاہے قربانی کرسکتے ہیں، البتہ! پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ١٨٦/٤)

اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ:

(١) جن مقامات پر عیدین کی نماز نہیں ہوتی، یعنی دیہات وقریہ جات، وہاں فجر کے بعد ہی قربانی کی جاسکتی ہے۔

(٢) شہر میں، جہاں عید کی نماز ہوتی ہے، وہاں نمازِ عید کے بعد ہی قربانی کرنا درست ہے۔ اگر ایک شہر میں کئی مقامات پر نمازِ عید ادا کی جاتی ہو، تو سب سے پہلے جہاں نمازِ عید ادا کی جائے، اس کا اعتبار ہوگا، اس کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔

(٣) اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے ١٠/ ذی الحجہ کو عید کی نماز ادا نہ ہو پائے تو پھر اس دن آفتاب ڈھلنے کے بعد یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد ہی قربانی جائز ہوگی۔

(٤) رات میں فی نفسہ قربانی کرنا مکروہ نہیں، بلکہ چونکہ تاریکی کی وجہ سے غلطی کا احتمال ہوتا ہے، اور اندیشہ ہے کہ ذبح میں جن رگوں اور نالیوں کا کاٹنا مطلوب ہے، وہ صحیح طور پر نہ کٹ پائیں گے، اس لئے فقہاء نے رات میں قربانی کو منع کیا ہے، لہذا! اگر روشنی کا ایسا انتظام ہو کہ غلطی کا اندیشہ باقی نہ رہے، جیسا کہ اب ممکن ہے، تو رات میں بھی قربانی کرنے اور جانور کے ذبح کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

(درالمختار مع الشامی: ٤٦١/٩، البحرالرائق: ٣٢٢/٨، بحواله كتاب الفتاوى: ١٦١-١٦٣/٤)

قربانی کے جانور

احناف کے یہاں فضیلت واولویت کے اعتبار سے قربانی کے جانوروں کی ترتیب اس طرح ہے: اونٹ، بھینس اور اسی طرح کے چوپائے، بکری، بھیڑ البتہ بھیڑ یا بکری، اونٹ وغیرہ کے مقابلہ میں نہ ہو، صرف اس کے ۱/۷ کے مقابلہ میں ہو اور اونٹ وغیرہ کے ساتویں حصہ کے مقابلہ بکری وغیرہ کی قیمت زیادہ ہو تو بکری کی قربانی افضل ہوگی۔ (خلاصة الفتاوى: ٤/٣١٤)

قربانی کے چند مستحبات وآداب

(۱) قربانی سے چند دن پہلے جانور کو گھر میں باندھ کر خوب کھلانا پلانا۔

(۲) تیز چھری سے ذبح کرنا۔

(۳) ذبح کرنے کے فوراً بعد کھال نہ اتارنا، بلکہ کچھ دیر جانور کے جسم کے ساکن اور ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا۔

(۴) کسی جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرنا۔

(۵) اگر اچھے طریقے سے ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا، اور خود تجربہ نہ رکھتا ہو تو بہتر ہے کہ کسی دوسرے سے ذبح کرائے مگر خود بھی موجود رہے تو بہتر ہے۔

(۶) جانور کو قبلہ رخ لٹانا اور خود ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو (یہ سنتِ مؤکدہ ہے)۔

(۷) قربانی کی جھول رسی وغیرہ صدقہ کردینا۔

(۸) جانور کو لٹانے کے بعد یہ دعا پڑھنا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۝ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پھر بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہکر ذبح کرنے

کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (ہندیہ: ۵/ ۳۰۰، مجالس الابرار: ۲۸۱، بہشتی زیور مدلل: ۳/ ۳۸-۳۷، احسن الفتاوی: ۷/ ٤٠٦، قربانی اور اس کے احکام: ۷۱)

قربانی کی کھال کا حکم

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا، جیسے مصلّٰی بنالیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالی جائے، یہ جائز ہے، لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو، اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں، بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال بدونِ نیت صدقہ کے، فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔

(۲) قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں ہے، اس لئے مسجد کے مؤذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر بھی ان کو کھال دینا درست نہیں۔

(۳) مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیاء علم دین کی خدمت بھی، مگر مدرسین و ملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں۔ (جواہر الفقہ ۱/ ٤٥٢)

قربانی کے گوشت کا حکم

بہتر ہے کہ قربانی کے جانور کے تین حصہ کئے جائیں، ایک حصہ خود استعمال کریں، ایک حصہ اقرباء و احباب پر خرچ کریں اور ایک حصہ فقراء و ناداروں پر (ھدایہ ربع چہارم: ٤٢٤) تاہم ضرورت و حالات کے لحاظ سے اس تناسب میں کمی بیشی ہو جائے تو کوئی گناہ بھی نہیں حتیٰ کہ پورا جانور کسی ایک ہی مد میں استعمال کرنا بھی درست ہے۔

حلال جانور کی حرام اشیاء

سات چیزیں، حلال جانور کی بھی کھانا حرام ہیں:

(۱) ذکر۔ (۲) فرج۔ (۳) مثانہ۔ (۴) غدود۔ (۵) حرام مغز، جو پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے۔ (۶) خصیہ۔ (۷) پتہ مرارہ، جو کلیجی کے پاس پانی کا ظرف ہوتا ہے اور حرام خون جو کہ قطعی حرام ہے۔ (فتاوی رشیدیہ: ۵۵۲)

قربانی کی قضاء

اگر کسی شخص نے ایام قربانی میں قربانی نہ کی، حالانکہ قربانی اس پر واجب تھی تو بعد میں اس پر اس کی قضاء واجب ہوگی، اگر خوش حال آدمی تھا اور کوئی متعین جانور اس نے قربانی کی نیت سے نہیں لیا تھا تو قضاء کی دو صورتیں ہیں؛ یا تو زندہ جانور کو صدقہ کر دے یا اس کی قیمت صدقہ کر دے، اور اگر غنی یا محتاج آدمی نے کوئی جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا یا کسی جانور کے متعلق قربانی کی نذر مانی تو ایام قربانی گزر جانے کے باوجود قربانی نہ کئے جانے کی صورت میں بعینہ اسی جانور کو صدقہ کر دینا واجب ہے، نیز اب اس کا مصرف صرف فقراء ہوں گے۔

اگر کوئی غنی قربانی کا جانور لے اور وہ ایام قربانی میں گم ہو جائے اور وہ اس کی جگہ دوسرا کوئی جانور ذبح کر دے، پھر وہ پہلا جانور مل جائے تو اب اس جانور کی قربانی واجب نہیں۔ لیکن اگر کوئی محتاج (جس پر قربانی واجب نہیں تھی اس) کے ساتھ یہی صورت پیش آئے تو، اس گمشدہ جانور کے ملنے کے بعد اس کی قربانی کرنی ہوگی۔ اسی طرح قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور کو اگر کسی عذر کے باعث قبل از وقت ذبح کرنا پڑے، تو وہ صدقہ کا جانور شمار ہوگا، اور اس کا اپنی ذات کے لئے استعمال درست نہ ہوگا، صرف فقراء ہی اس کے مستحق ہوں گے۔ (ھندیہ: ۵/ ۳۰۰-۲۹۴)

عقیقہ کے احکام ومسائل

عقیقہ کیا ہے؟

عربی زبان میں "عق" کے معنی کاٹنے کے ہیں۔ عقیقہ میں ایک طرف تو جانور ذبح کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اس بچہ کے بال کاٹے جاتے ہیں، جس کا عقیقہ ہوتا ہے، اس دوہری مناسبت کی وجہ سے اہل عرب اسکو "عقیقہ" کہا کرتے تھے۔ اس طرح ماقبل اسلام سے اس پر عمل ہے اور اسلام نے بھی عقیقہ کو باقی رکھا ہے (حلال و حرام: ٤٥٠-٤٥١)

عقیقہ کا حکم؟

عقیقہ سے متعلق عام طور پر تین طرح کی احادیث ملتی ہیں، ایک وہ جن میں رسول اللہ ﷺ نے عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، یا پھر جن میں آپ کے حضرات حسنینؓ کے عقیقہ کرنیکا تذکرہ ہے، اسی طرح کی احادیث کی تعداد زیادہ ہے، دوسری وہ احادیث ہیں، جن میں حضور ﷺ نے عقیقہ کی اباحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اس طرح کی حدیثیں کم تعداد میں ہیں، تیسری قسم ان احادیث کی ہے، جن میں عقیقہ کے منسوخ ہوجانے کا ذکر ہے۔ احادیث کے ظاہری اختلاف کے سبب مسالک بھی متعدد ہوگئے ہیں۔ احناف کے یہاں اس سلسلہ میں دو قول پائے جاتے ہیں، ایک استحباب کا اور دوسرا جواز کا۔ (در مختار: ٤٨٥/٩ ط)

عقیقہ کون کرے؟

جس پر بچہ کا نفقہ واجب ہے، اگر وہ صاحب مال ہو تو اس کو عقیقہ کرنا چاہئے۔ اس کے باوجود اگر والدین کو اس کی توفیق نہیں ہوئی اور دوسرے (رشتہ دار) کرنا چاہیں اور والدین رضامند ہوجائیں تو کافی ہوجائیگا۔ (فتاوی رحیمیہ: ٦٢/١٠ ترتیب صالح)

عقیقہ کا وقت

عقیقہ میں مستحب یہ ہے کہ ساتویں روز کیا جائے، اگر ساتویں روز نہ ہو تو چودھویں روز یا اکیسویں روز کرے۔ بغیر کسی مجبوری کے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶۰/۱۰ ترتیب صالح) یعنی پیدائش کا دن شامل کر کے ساتواں دن، اس طرح کہ اگر جمعہ کے دن پیدائش ہوئی تو عقیقہ جمعرات کے دن ہوگا اور اگر جمعہ کی رات میں پیدائش ہوئی ہے، تب بھی جمعرات کے دن ہی عقیقہ ہوگا، اس لئے کہ یہی دن ساتواں دن ہوتا ہے۔

عقیقہ کا جانور

جس جانور کی قربانی درست ہے، اس کا عقیقہ بھی درست ہے اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس کا عقیقہ بھی درست نہیں۔ (بہشتی زیور مدلل: ۴۳/۳)

بچہ اور بچی کے عقیقہ میں فرق

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ لڑکی کی طرف سے ایک اور لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں ذبح کریں۔ (ترمذی ۱۵۱۳، ابن ماجہ ۳۱۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۵/۱۲) لیکن اگر گنجائش نہ ہو تو لڑکے کے عقیقہ میں بھی دو جانوروں کے بدلے ایک جانور بھی چل سکتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶۶/۱۰ ترتیب صالح) بلکہ اگر کوئی بالکل ہی عقیقہ نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں، یعنی گنہگار نہیں ہوگا ان شاء اللہ (بہشتی زیور ۴۳/۳ مدلل)

عقیقہ کی دعا

عقیقہ کے لئے احادیث میں کوئی خاص دعا منقول نہیں، اگر اردو زبان میں کہہ لے یا صرف دل میں نیت کر لے کہ یہ فلاں کا عقیقہ ہے، اے اللہ! اسے قبول فرما، تو کافی ہے۔

البتہ جانور ذبح کرتے وقت **بسم اللہ، اللہ اکبر** کہنا چاہئے، کیونکہ جانور ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔ بعض اہل علم نے عقیقہ کے مقصد ومنشا کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کلمات بتلائے ہیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃٌ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَ شَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ فِدًی لَّہٗ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ

اس کے بعد بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کر دے، یہ الفاظ لڑکے کے عقیقہ کے لئے ہیں، اگر عقیقہ لڑکی کا ہو تو بِدَمِہٖ، بِعَظْمِہٖ اور بِشَعْرِہٖ کی جگہ بِدَمِھَا، بِعَظْمِھَا اور بِشَعْرِھَا کہنا چاہئے، دعا کے یہ الفاظ ذبح کرنے کے بعد بھی کہہ سکتے ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ: ۹۳/۲ قدیم)

عقیقہ کے جانور کی کھال اور گوشت کا حکم

جو حکم قربانی کے جانور کی کھال اور گوشت کا ہے، وہی حکم عقیقہ کے گوشت اور کھال وغیرہ کا بھی ہے۔

* * *

مسنون دعائیں

مسنون دعائیں

۱۔ سوتے وقت کی دعا:

(۱) اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (۳/مرتبہ) (۲) اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی (د: ۵۰۴۵، ت: ۳۳۹۸)

(۱) اے اللہ! جس دن آپ اپنے بندوں کو (قبروں سے) اٹھائیں گے، اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا لیجئے گا (۲) اے اللہ! میں آپ ہی کے نام کے سہارے مرتا اور جیتا ہوں۔

۲۔ سو کر اٹھنے کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (خ: ۶۳۱۴)

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں، جس نے ہمیں موت کے بعد پھر زندہ کیا اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

۳۔ لباس پہننے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا ھُوَلَہٗ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا ھُوَلَہٗ (خ: ۶۳۱۴)

اے اللہ! میں آپ سے اس کی خیر اور جس کے لئے یہ ہے اس کی خیریت کا طالب ہوں اور میں آپ کی پناہ لیتا ہوں اس کے شر سے اور جس کے لئے یہ ہے اس کے شر سے۔

۴۔ نیا لباس، جوتا وغیرہ پہننے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ، اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَ خَیْرَ مَا صُنِعَ

لَهٗ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّمَا صُنِعَ لَهٗ (ت: ۱۷٦۷)

اے اللہ! تمام تعریفیں آپ ہی کے لئے ہیں، آپ نے ہی مجھے یہ پہنایا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا اور آپ سے پناہ لیتا ہوں اس کے شر سے اور اس کے شر سے جس کے لئے اسے بنایا گیا ہے۔

۵۔ کسی کو نیا لباس پہنا ہوا دیکھنے کی دعا:

(۱) تُبْلِیْ وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰی (۲) اِلْبَسْ جَدِيْدًا، وَّعِشْ حَمِيْدًا، وَّمُتْ شَهِيْدًا (د: ۴۰۲۰، ق: ۳۵۵۸)

(۱) خوب پہن کر پرانا کرو (۲) نیا پہنو، اللہ کی حمد کرتے ہوئے زندگی گزارو اور شہادت اور نیک بختی کی وفات پاؤ۔

٦۔ لباس اتارنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (ق: ۳۵، ص: ۲۷۲)

شروع اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۷۔ آئینہ دیکھنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ (ص: ٦۳، و ۷۹۲)

اے اللہ! جس طرح آپ نے مجھے (ظاہری طور پر) بہتر صورت سے نوازا اسی طرح میری سیرت کو بھی بہتر و حسین بنا دیجئے۔

۸۔ بیت الخلاء میں جاتے وقت کی دعا:

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ (۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (ص: ۲۰، خ)

٦٢٢٢، ج ٣٧٥)

(۱) شروع اللہ کے نام سے (۲) اے اللہ! میں آپ کی پناہ لیتا ہوں شیاطین مرد اور شیاطین عورتوں سے۔

۹۔ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کی دعا:

(۱) غُفْرَانَكَ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

(ت: ٣٠، ص: ٨٧، ح: ٣٠٠)

(۱) اے اللہ! میں آپ سے مغفرت کا طالب ہوں۔ (۲) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جس نے تکلیف دہ چیز کو مجھ سے دور کر دیا، اور مجھے عافیت بخشی۔

۱۰۔ وضو شروع کرنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ (ت: ١٠١، ص: ٢٦، كشف الاسرار: ١: ٨٤)

شروع اللہ کے نام سے جو عظمت والا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اوپر دین اسلام کے۔

۱۱۔ وضو کے درمیان کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ (ت: ٧٨)

اے اللہ! آپ میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، میرے گھر میں وسعت دے دیجئے اور میری روزی میں برکت عطا فرمائیے۔

۱۲۔ وضو کے بعد کی دعا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَ رَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (ت: ۵۵، ج ۲۳٤)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اسکا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! آپ مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں میں سے بنا دیجئے۔

۱۳۔ صبح کے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ (ج ۷٦، ۵، ت: ۲۳۸۸)

اے اللہ! آپ ہی کی توفیق سے ہم نے صبح کی اور آپ ہی کی توفیق سے شام، اور آپ کے ہی نام سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کے نام سے ہم مریں گے اور آپ ہی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

۱۴۔ شام کے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ (ج ٦۸، ۵، ت: ۲۳۸۸)

اے اللہ! آپ ہی کی توفیق سے ہم نے شام کی اور آپ ہی کی توفیق سے صبح، اور آپ ہی کے نام سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کے نام سے ہم مریں گے اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

۱۵۔ اذان کے بعد کی دعا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ، وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ، اٰتِ مُحَمَّدًا

نِالْوَسِیْلَةَ وَ الْفَضِیْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِالَّذِیْ وَ عَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَاد (خ:٦١١ حصن حصین ص:٤٩وفی حاشیہ ص: ٨١)

اے اللہ! اس دعوت تامہ اور قائم ہونے والی نماز کے رب، آپ حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضل عطا فرمایئے اور انہیں اس مقام تک پہنچایئے جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے اور بے شک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

١٦۔ گھر سے نکلنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ت: ٣٤٦٢، د ٥٠٩٤)

میں اللہ کے نام کے سہارے نکلتا ہوں، میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اور تمام طاقت وقوت اللہ ہی کے لئے ہے۔

١٧۔ گھر میں داخل ہونے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا (د: ٥٠٩٦)

اے اللہ میں آپ سے داخل ہونے کی بہتری اور نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں، اللہ ہی کے نام سے میں داخل ہوا اور اللہ ہی کے نام سے نکلا، اور اللہ جو کہ ہمارے رب ہیں، اس پر میں نے بھروسہ کیا۔

١٨۔ مسجد میں داخل ہونے کی دعا:

(١) بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (٢) اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (حصن حصین ص: ٥٠-٤٩، م ٧١٣)

(۱) اللہ کے نام کے ساتھ میں داخل ہوتا ہوں اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر (۲) اے اللہ! آپ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

۱۹۔ مسجد سے نکلنے کی دعا:

(١) بِسْمَ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه (٢) اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (حص حس: ص: ٥٠۔ ٤٩، ج ٧١٢)

(۱) اللہ کے نام کے ساتھ میں نکلتا ہوں اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر (۲) اے اللہ! میں آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

۲۰۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کی دعا:

(١) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (ایک مرتبہ قدرے زور سے) (٢) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ (۳ مرتبہ) (٣) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (فـ ٢/ ٢٤٦، ج ٥٩١)

(۱) اللہ سب سے بڑا ہے۔ (۲) اے اللہ! آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔

(۳) اے اللہ! آپ سلام ہیں، اور آپ ہی سے سلامتی ہے، اے جلال وعظمت والے آپ کی ذات بابرکت ہے۔

۲۱۔ نماز کے بعد پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر پڑھنے کی دعا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنِّى الْهَمَّ وَالْحُزْنَ (ق: ١٧٥)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم والا

ہے۔ اے اللہ! آپ میرے ہم وغم کو دور فرما دیجئے۔

۲۲۔ روزہ افطار کی دعا:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (د: ۲۳۸۵)

اے اللہ! میں نے آپ کیلئے ہی روزہ رکھا اور آپ ہی کے (دیئے ہوئے) رزق سے افطار کرتا ہوں۔

۲۳۔ روزہ افطار کے بعد کی دعا:

ذَھَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقَ، وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ

(د: ۷۵۳۲)

پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا۔

۲۴۔ کسی کے یہاں افطار کے موقع کی دعا:

اَفْطَرَ عِنْدَ کُمُ الصَّآ ئِمُوْنَ، وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ، صَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ (د: ۳۸۵٤)

آپ کے پاس روزہ دار روزہ کھولیں اور نیک وصالح آپ کا کھانا کھائیں اور فرشتے آپ پر رحمت بھیجیں۔

۲۵۔ کھانا کھانے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ (حص: ص: ٦٨)

شروع اللہ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت پر۔

اگر کھانا شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھنا بھول جائے، تو یاد آنے پر یوں کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (د: ۳۷۵۰، ت: ۳۴۵۲)

اللہ کے نام کے ساتھ (کھانا) شروع کرتا ہوں، (اسی کا نام ہے) اس کے شروع اور اس کے آخر میں۔

۲۶۔ کھانا کھانے کے بعد کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ (د: ۳۸۵۰، ت: ۳۴۵۳)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

۲۷۔ دسترخوان اٹھانے کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا (خ: ۵۴۵۸)

اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، بہت بہت اور بابرکت تعریفیں، نہ اس کھانے سے کفایت کی جاسکتی ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جاسکتا ہے، اے ہمارے رب!

۲۸۔ پانی پینے کے بعد کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنِیْ فَاَشْبَعَنِیْ وَسَقَانِیْ فَاَرْوَانِیْ (خ: ۵۴۸۵)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے کھلایا، میرا پیٹ بھرا، مجھے پلایا اور مجھے سیراب کیا۔

۲۹۔ دودھ پینے کے بعد کی دعا:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (د: ۳۷۳۲)

اے اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت فرما اور ہمیں مزید عطا فرما۔

۳۰۔ کچھ کھلانے/ پلانے والے کو دی جانے والی دعا:

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ (م: ١٦٦١، و: ٦٠٤)

اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا آپ اسے کھلائیے اور جس نے مجھے پلایا آپ اسے پلائیے۔

۳۱۔ چاند دیکھنے کی دعا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ (س: ٦٧٤، حص، ص: ١٠٣)

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس تاریک ہوجانے والے کی برائی سے۔

۳۲۔ نیا چاند دیکھنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بَالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، رَبِّیْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ (ت: ١٥٦٦)

اے اللہ! آپ چاند کو برکت وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ طلوع فرمایئے، (اے چاند!) میرا اور تیرا سب کا رب اللہ ہے۔

۳۳۔ شب برأت میں پڑھی جانے والی دعا:

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِكَ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ اِلَیْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (غ: ١٥٢٠)

اے اللہ! میں آپ کے عقاب سے آپ کی درگزر کی پناہ مانگتا ہوں، اور آپ کی ناراضگی سے آپ کی رضا کی پناہ مانگتا ہوں، اور آپ سے آپ کی ہی پناہ میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ میں آپ کی پوری حمد وثنا نہیں کرسکتا، آپ کی شان وہی ہے جو خود آپ نے بیان فرمائی ہے۔

۳۴۔ شب قدر میں پڑھی جانے والی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی (ت: ٣١٥٣)

اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے اور معافی کو پسند فرمانے والے ہیں، پس مجھے بھی معاف فرما دیجئے۔

۳۵۔ جب کسی کو ہنستا دیکھے تو یوں کہے:

اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ (حص،ص: ١٠٦)

اللہ آپ کو خوش اور مسکراتا رکھے۔

۳۶۔ جب کسی کو کسی پریشانی میں مبتلا دیکھے تو (آہستہ سے) یوں کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ت: ٣٤٣٢)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس (مصیبت سے) عافیت دی جس میں تمہیں مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔

۳۷۔ بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کے وقت کی دعا:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ت: ٣٤٥٠، مف: ٧٢١)

اے اللہ! ہمیں اپنے غصہ سے قتل نہ فرمایئے اور نہ ہمیں ہلاک کیجئے اپنے عذاب سے اور ہمیں معاف فرما دیجئے اس سے پہلے۔

۳۸۔ تیز ہوا/آندھی چلنے کے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَخَيْرَ مَآ اُرْسِلَتْ بِهٖ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَشَرِّ مَآ اُرْسِلَتْ بِهٖ (م ۸۹۹، ت: ۳۴۴۹)

اے اللہ! میں آپ سے اس کی بہتری اور اس میں موجود چیز کی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بہتری کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں موجود ہے، اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔

۳۹۔ بارش کے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا صَيِّبًا هَنِيْئًا (ط ۱۹۰۶، د: ۳۸۹)

اے اللہ! ہمیں خوش گوار بارش نصیب فرما۔

۴۰۔ جب آگ لگی دیکھے تو بار بار یہ پڑھے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ (و: ۷۶۶)

اللہ سب سے بڑے ہیں۔

۴۱۔ کسی کو وداع کرنے کی دعا:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ (د ۲۶۰۰، ت: ۳۴۴۲، د: ۲۸۲۶)

میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے آخری عمل (یعنی انجام سفر) کو۔

۴۲۔ سفر شروع کرنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ، وَبِکَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مَاھَمَّنِیْ وَمَا لَآاَھْتَمُّ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی، وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ، وَوَجِّھْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَاتَوَجَّھْتُ (ع: ۵۲۴)

اے اللہ! میں آپ ہی کی طرف متوجہ ہو رہا ہوں اور آپ ہی کا سہارا لے رہا ہوں، اے اللہ آپ کفایت کیجئے ان باتوں سے جو میرے لئے ضروری ہیں اور ان باتوں سے جس کی میں پرواہ نہیں کرتا، اے اللہ! آپ مجھے تقوے کی روزی دیجئے، اور میرے گناہ بخش دیجئے، اور میں جہاں جاؤں مجھے خیر کی طرف متوجہ رکھیے۔

۴۳۔ سواری پر سوار ہونے کی دعا:

(۱) جب سواری پر پاؤں رکھے تو کہے: بِسْمِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ میں اپنا سفر شروع کرتا ہوں۔

(۲) سواری پر اچھی طرح سوار ہو جانے کے بعد کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ، وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اس (سواری) کو ہمارے بس میں کر دیا، ہم تو اسے قابو میں نہیں کر سکتے تھے اور بے شک! ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۳) پھر تین مرتبہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

(۴) پھر تین مرتبہ کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی اللہ سب سے بڑے ہیں۔

(۵) پھر کہے: سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، اِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (م: ۲۶۰۲)

اے اللہ! آپ پاک ہیں۔ بے شک! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، آپ مجھے بخش دیجئے کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔

۴۴۔ جب کسی منزل پر اترے تو یہ دعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (م: ۲۷۰۸، کلم ص: ۱۷۹)

میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں، اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے شر سے۔

۴۵۔ جس بستی میں جانا ہے، جب وہ بستی نظر آئے، تو یہ دعا پڑھے:

(اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ) اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَافِيْهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا (حصن ص: ۱۰۸)

اے اللہ! میں آپ سے اس کی بہتری اور اس میں موجود چیز کی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور اس میں موجود چیز کے شر سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔

۴۶۔ جب اس بستی میں داخل ہونے لگے، تو یہ دعا پڑھے:

(۱) اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (۳ مرتبہ) اے اللہ ہمیں اس شہر میں برکت عطا فرمائیے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا (حصن ص: ۱۰۸)

اے اللہ! ہمیں اس کے ثمرات عطا کیجئے اور ہمیں اہل شہر کے نزدیک عزیز کر دیجئے

اور محبت دیجیے ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی۔

۴۷۔ سفر سے واپسی کی دعا:

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (م ۱۳۴۲)

ہم اس سفر سے لوٹ رہے ہیں، اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، ہر حال میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اپنے رب کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔

۴۸۔ عیادت کے وقت دعا:

اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ (ت:۲۰۸۳)

میں عظمت والے اللہ سے جو عرش عظیم کا رب ہے، دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔

۴۹۔ تعزیت کی دعا:

اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ، وَاَحْسَنَ عَذَآئِكَ، وَغَفَرَلِمَيِّتِكَ (و: ۱۲۲)

اللہ پاک آپ کے اجر و ثواب کو بڑھائیں، آپ کی بہترین تسلی فرمائیں اور آپ کی میت کی مغفرت فرمائیں۔

۵۰۔ استخارہ کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبُ ہ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ، خَيْرٌلِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ (اَوْقَالَ عَاجِلُ اَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ)، فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ

بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ، شَرٌّلِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِيْ (أَوْقَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ)، فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ (بخاری ١١٦٦، ابوداؤد ١٥٣٨، ترمذی ٤٨٠)

اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں، اور آپ کی قدرت کے ذریعہ طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اور آپ سے آپ کا فضل عظیم مانگتا ہوں۔ بے شک آپ قادر ہیں اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور آپ کو علم ہے اور میں علم نہیں رکھتا، اور آپ غیب کی باتوں کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ کے علم کے مطابق یہ کام (یہاں اپنے کام کا تصور کریں) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کار کے اعتبار سے) بہتر ہے، تو اسے میرے لئے مقدر فرمائیے، اور اسے میرے حق میں آسان کر کے اس میں مجھے برکت عطا فرمائیے، اور اگر آپ کے علم میں یہ کام (یہاں پھر اپنے کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی یا اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کے اعتبار سے) برا ہے تو مجھ سے اسے اور اس سے مجھے ہٹا دیجئے اور جس جانب خیر ہو، وہی میرے لئے مقدر فرما دیجئے، پھر مجھے اس عمل سے راضی کر دیجئے۔

* * *

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں

رسول اللہ ﷺ کی سنتیں

کھانا کھانے کی سنتیں

- ☆ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (د: ۳۷۶۱)
- ☆ دسترخوان بچھا کر کھانا۔ (خ: ۵۴۵۸، شم: ۱۹۶، حل: ۶۱۷)
- ☆ دعا پڑھنا۔ (حص؛ ص: ۶۸، د ۳۷۷)
- ☆ ایک زانو یا دو زانو بیٹھنا۔ (م: ۲۰۴۴)
- ☆ اپنے سامنے سے کھانا۔ (خ: ۵۳۷۶، م ۲۰۲۲)
- ☆ دائیں ہاتھ سے کھانا۔ (خ: ۵۳۷۶)
- ☆ تین انگلیوں سے کھانا۔ (م: ۲۰۳۲)
- ☆ ٹیک لگا کر نہ کھانا۔ (خ: ۵۳۹۸)
- ☆ لقمہ/کھانا وغیرہ دسترخوان پر گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھالینا۔ (م ۲۰۳۴)
- ☆ بہت زیادہ گرم کھانا نہ کھانا۔ (صغ: ۵۰)
- ☆ کھانے میں عیب نہ نکالنا۔ (خ: ۳۵۶۳، م ۲۰۶۴)
- ☆ برتن اور انگلیوں کو چاٹ کر صاف کرلینا۔ (م ۲۰۳۵، ۲۰۳۲)
- ☆ فارغ ہونے پر کھانے کے بعد کی دعا پڑھنا۔ (د: ۳۸۵۰، ت: ۳۴۵۳)
- ☆ فارغ ہونے پر ہاتھ دھولینا اور کلی کرنا۔ (ك: ۴۱۶۸۲، حل: ۶۸۴)

پانی پینے کی سنتیں

- ☆ دائیں ہاتھ سے پینا۔ (ف؛ ص: ۳۶۳)

☆ بیٹھ کر پینا۔ (م: ٢٠٢٦، ٢٠٢٤)

☆ بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر پینا۔ (ك: ٤١٨١١)

☆ تین سانس میں پینا۔ (خ: ٥٦٣١، م ٢٠٢٨)

☆ پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔ (ت: ١٨٨٥)

☆ پینے کے برتن میں سانس نہ لینا۔ (ت: ١٨٨٥، خ: ١٥٣، م ٢٦٧)

سونے کی سنتیں

☆ عشاء کے بعد جلد سونے کی فکر کرنا، دنیا کی باتیں نہ کرنا۔ (خ ٥٦٨، م ٤٦١)

☆ کپڑے تبدیل کر کے سونا۔ (لیل؛ ص: ٤١٢)

☆ باوضو سونا۔ (د: ٥٠٤٨، عمل: ٨٠٧)

☆ تین تین سلائی سرمہ لگا کر سونا۔ (ت: ١٧٥٧)

☆ استغفار پڑھنا، ۳/مرتبہ۔ (حص؛ ص: ٣٤)

☆ ۳۳/مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ، ۳۳/مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ٣٤/مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔ (عمل: ٨١٥)

☆ تینوں قل یعنی قل ھو اللّٰہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنا۔ (خ: ٥٠١٧)

☆ سونے کی دعا پڑھنا۔ (د: ٥٠٤٥، خ ٦٣١٤)

☆ داہنی کروٹ پر لیٹ کر، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی، دائیں رخسار کے نیچے رکھنا۔ (د: ٥٠٤٥)

سو کر اٹھنے کی سنتیں

☆ سو کر اٹھنے کی دعا پڑھنا۔ (خ: ٦٣١٤)

☆ مسواک کرنا۔ (عمل: ٥٢٨)

مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں

☆مسجد میں پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا۔ (وا ص: ٢٨)

☆بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا۔(وا ص: ٢٨)

☆دعا پڑھنا۔(م: ٧١٢)

☆درودوسلام پڑھنا۔(حص حص: ٥٠۔ ٤٩)

☆اعتکاف کی نیت کرنا۔ (وا ص: ٢٩)

مسجد سے نکلنے کی سنتیں

☆مسجد سے پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا۔(وا ص: ٢٨)

☆**بسم اللّٰہ** پڑھنا۔(حص حص: ٥٠۔ ٤٩)

☆درودوسلام پڑھنا۔(حص حص: ٥٠ - ٤٩)

☆مسجد سے نکلنے کی دعا پڑھنا۔(م: ٧١٢)

لباس کی سنتیں

☆قمیص اور کرتہ وغیرہ پہنتے وقت دائیں ہاتھ سے ابتداء کرنا اور پاجامہ وغیرہ پہنتے وقت دائیں پاؤں سے ابتداء کرنا۔(ت: ١٧٧٩، خ: ٥٨٥٦)

☆قمیص وغیرہ اتارتے وقت پہلے بائیں ہاتھ سے نکالنا اور پاجامہ وغیرہ نکالتے وقت بھی بائیں پاؤں سے ابتداء کرنا۔(ت: ١٧٧٩، خ: ٥٨٥٦)

☆لباس اتارنے کی دعا پڑھنا۔(و: ٥٢)

تنبیہ: مرد کے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا بھی لازم اور ضروری ہے۔(خ: ٦٢١٩)

جمعہ کی سنتیں

☆غسل کرنا۔(د:٣٤٥، ت: ٤٩٦)

☆اپنے پاس موجود کپڑوں میں سے بہترین کپڑے پہننا۔(د: ١٠٧٨)

☆مسجد جلد جانا۔(د: ٣٤٥، ت: ٤٩٦)

☆مسجد پیدل جانا۔(د: ٣٤٥، ت: ٤٩٦)

☆امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا۔(د: ٣٤٥، ت:٤٩٦)

☆لوگوں کے کندھوں سے پھاند کر آگے نہ بڑھنا۔(زاد ص: ١٤٩)

☆کوئی لہو لعب نہ کرنا۔(د: ٣٤٥، ت: ٤٩٦)

☆خطبہ غور سے سننا۔(د: ٣٤٥، ت: ٤٩٦)

☆سورہ کہف پڑھنا۔(زاد ص: ١٤٩)

سفر کی سنتیں

☆سفر شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھنا۔(و: ٥٢٢)

☆سفر کی دعائیں پڑھنا۔(د: ١٥٣٥، ت: ٣٤٤٨، د: ٢٨٦٢ وغیرہ)

☆بلندی پر چڑھتے وقت "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" پڑھنا۔(خ: ٢٩٩٣، د: ٢٥٩٩)

☆نیچے اترتے وقت "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھنا۔ (خ: ٢٩٩٣، د: ٢٥٩٩)

☆تین (یا اس سے زیادہ) لوگ سفر پر جائیں تو آپس میں ایک کو امیر بنالینا۔(صغ: ٥٧٢)

سلام کی سنتیں

☆سلام کرنا سنت اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔(صغ: ٤٨٤٨)

☆ سلام، کلام سے پہلے کرنا۔ (صغ: ٤٨٤٨)

☆ گھر میں داخل ہوتے ہوئے پہلے سلام کرنا۔ (سورہ نور: ٢٧، ٦١)

☆ مجلس میں آتے ہوئے بھی سلام کرنا، اور جاتے ہوئے بھی۔ (دب: ١٠٠٧)

☆ ہر ملاقات پر سلام کرنا، اگرچہ کم وقفہ سے ہو۔ (د: ٥٢٠٠)

☆ جب کوئی اسلامی طریقہ پر سلام کرے تو عمدہ اضافہ کے ساتھ اس کا جواب دینا۔ (سورہ نساء ٨٦)

☆ اہل کتاب یا کافروں کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہنا۔ (خ ٦٢٥٨، م ٢١٦٣)

☆ سواری پر سوار کا پیدل چلنے والے کو سلام کرنا۔ (خ: ٦٢٣٢، م ٢١٦٠)

☆ پیدل چلنے والے کا بیٹھے ہوئے کو سلام کرنا۔ (خ ٦٢٣٢، م ٢١٦٠)

☆ کم تعداد کے لوگوں کا زیادہ تعداد کو سلام کرنا۔ (خ: ٦٢٣٢، م ٢١٦٠)

☆ چھوٹوں کا بڑوں کو سلام کرنا۔ (دب: ١٠٠١) رسول اللہ حضرت محمد ﷺ بچوں کو (بھی بغرض تربیت) سلام کرتے تھے۔ (خ: ٦٢٤٧، م ٢١٦٨)

* * *

سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیرتِ رسول اللہ ﷺ

نورِ محمد ﷺ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک! میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ (نشر الطیب، پہلی فصل، نورمحمدی کا بیان: ٦-٥)

رسول اللہ ﷺ کا انتخاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو، ان کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب وقبول فرمایا ہے۔ (طبقات ابن سعد: ١٨/١)

آپ ﷺ کے فضائل

حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا مبارک نام عرش پر لکھا دیکھا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: "اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (نشر الطیب، دوسری فصل، آپ ﷺ کے فضائل: ص ١٠-٩)

رسول اللہ ﷺ کا مبارک نسب

رسول اللہ ﷺ کا نسب تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے پہلے حصہ کی

صحت پر تمام اہلِ سیر اور ماہرین انساب کا اتفاق ہے۔ جو کہ عدنان تک منتہی ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ، جس میں اہل سیر کا اختلاف ہے، کسی نے توقف کیا ہے اور کوئی قائل ہے، یہ عدنان سے اوپر ابراہیم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ، جس میں یقیناً کچھ غلطیاں ہیں، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک جاتا ہے۔ اب ہم تینوں حصوں کو قدرے تفصیل سے پیش کرتے ہیں۔

پہلا حصہ: مُحَمَّد ﷺ ، بن عَبْدُ الله ، بن عبدالمُطَّلِب (شَيْبَه)، بن هَاشِم (عَمرو)، بن عبدِ مَناف، بن قُصَيّ (زَيْد)، بن كِلاب، بن مُرَّة، بن كَعْب، بن لُوَيّ، بن غَالِب، بن فِهرْ (**انہیں کا لقب قریش تھا اور ان ہی کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے**)، بن مالِك، بن نضَر، بن كِنانه، بن خُزَيْمه، بن مُدْرِكَه، بن الياس (مغيره)، بن مُضَر، بن نزار، بن مَعَدّ، بن عدنان ۔

دوسرا حصہ: عدنان بن أُدبن هميسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قمول بن أُبی بن عوام بن ناشد بن حزابن بلداس بن يد لاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عيض بن عبقربن عبيد بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن يثربی بن يحزن بن يلحن بن ارعوی بن عيض بن ذيشان بن عيصر بن افناد بن ايهام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضه بن عرام بن قيدار بن اسماعيل بن ابراهيم عليهما السلام ۔

تیسرا حصہ: ابراهيم بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروع (يا ساروغ) بن راعو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذبن سام بن نوح عليه السلام بن مالك بن متوشلخ بن اخنوخ (**کہا جاتا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا نام ہے**) بن يرد بن مهلائيل بن

قینان بن آنوشه بن شیث بن آدم علیهما السلام۔ (دیکھیے رحمۃ للعالمین: ۲/ ۱۸- ۱۴ الرحیق المختوم: ۷۳-۷۴)

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے نسب کو بیان فرماتے تھے تو عدنان سے تجاوز نہ فرماتے، اور فرماتے: ”نسب والوں نے غلط کہا“ یعنی ان کو سلاسلِ انساب کی تحقیق نہیں، جو کچھ کہتے ہیں وہ بے تحقیق کہتے ہیں۔ اور علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کا اپنے سلسلۂ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچانا کیسا ہے؟ تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا۔ سائل نے پوچھا: حضرت اسماعیل علیہ السلام تک پہنچانا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: کس نے اس کو خبر دی ہے؟ (سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۱۹- ۱۸)

رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام ونسب

آمِنـه بِنت وَهْب ، بِن عَبْدِ مَناف ، بِن زُهْرَة ، بِن كِلَاب ، بِن مُرَّة ، بِن كَعْـب ، بِن لُؤيّ ۔ اس کے آگے والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، ذکر سرد النسب الذکی: ۱/ ۲ وغیرہ)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے، تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا، جس کے سبب مشرق ومغرب کے درمیان سب روشن ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ زمین پر آئے کہ دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ اس نور میں مَیں نے شام کے محل دیکھے۔

(نشر الطیب، چھٹی فصل، آپ ﷺ کے بعض واقعات ولادت کے وقت: ۱۷، سیرۃ النبویۃ: ۱/ ۱۷۱)

ولادت کا دن اور تاریخ

آپ ﷺ کی ولادت ١٢/ ربیع الاوّل، عام الفیل (مطابق ٥٧٠ء)، پیر کے دن ہوئی، یہ انسانیت کا سب سے روشن اور مبارک دن تھا۔ (ولادت نبوی کے تعین میں بہت ہی اضطراب پایا جاتا ہے، ہم نے یہاں بغرض مصلحت مشہور قول کو ہی لیا ہے، شائقین حضرات ملاحظہ فرمائیں: السیرة النبویہ لا بن ھشام: ١/١٧١، أسد الغابہ فی معرفة الصحابة: ١/٦٦، سیرة خاتم المرسلین: ٣١، سیرة النبی: ١/١٠٩، رحمة للعالمین: ١/٣٥، سیرة المصطفی: ١/٥١، الرحیق المختوم: ٨٣، سیرت سید البشر: ٥٥، نشر الطیب: ٢١، سیرت خاتم الانبیاء: ١٨، نبی رحمت: ١٣، ھادی عالم: ٤٣، رھبر انسانیت: ٩٨، خطبات سیرت: ٨٣، طبقات ابن سعد: ١/٨٦، البدایہ والنھایہ: ٢/٦٢، تاریخ ابن خلدون: ٢/٣٢)

رسول اللہ ﷺ کے والد

قریش کے سردار عبدالمطلب کے ١٠ بیٹے تھے، ان میں سے ایک کا نام "عبداللہ" تھا، جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے والد ہیں۔ عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ابھی شکمِ مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔

(السیرة النبویة لابن ھشام، موت عبداللہ: ١/١٧١)

ایامِ رضاعت

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی والدہ نے دودھ پلایا، اس کے بعد چند دن آپ کے چچا ابولہب کی باندی ثُوَیْبَہ نے اور اس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا ہے، تو آپ ﷺ نے سب سے اول یہ فرمایا تھا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا، وسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔ جب آپ ﷺ کچھ بڑے ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے الگ

رہتے اور کھیل میں شریک نہ ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں بھی چرایا کرتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو جب آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس واپس لائیں، اس وقت آپ کی عمر پانچ سال ایک مہینہ تھی۔ (نبی رحمت، ایام رضاعت: ۱۳۶۔۱۳۳، نشر الطیب، آٹھویں فصل، بچپن کے بعض واقعات: ۲۲)

والدہ ماجدہ کی وفات

جب آپ ﷺ کی عمر ۶/ سال کی ہوئی، تو آپ ﷺ کی والدہ آپ کو آپ کے دادا کا ننھیال دکھانے کیلئے مدینہ لے گئیں، وہاں سے واپسی کے دوران ایک مقام ''ابوا'' پہنچ کر حضرت آمنہ کا انتقال ہوگیا۔ ایک باندی "اُمّ ایمن بَرَکَۃ حبشیہ" جو اس سفر میں ساتھ تھیں، وہ آپ کو لیکر مکہ آئیں اور آپ کو آپ کے دادا عبد المطلب کے سپرد کیا۔ (السیر النبویہ لابن ہشام، وفاۃ آمنہ، ۱/ ۱۲۳، رہبر انسانیت: ۱۰۵)

دادا کی وفات

والدین کے بعد آپ اپنے دادا عبد المطلب کے پاس رہے، وہ آپ کو دل وجان سے زیادہ چاہتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی مبارک عمر ۸/ سال ہوئی تو دادا عبد المطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام، وفاۃ عبد المطلب: ۱/ ۱۲۴)

چچا ابو طالب کے ساتھ

دادا کے انتقال کے بعد آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ رہنے لگے، وہ آپ کے والد کے حقیقی بھائی تھے، جب آپ بارہ سال، دو مہینے، دس روز کے ہوئے، تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کے سفر کے لیے نکلے، اور جب بُصریٰ پہنچے تو بُحَیرا راہب نے

آپ کو دیکھا، اور آپ کی صفات سے آپ کو پہچان لیا، اور پاس آ کر آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ”یہ اللہ کے پاک رسول ہیں، تمام عالم کی طرف ان کو اللہ تعالیٰ رحمت بنا کر مبعوث فرمائیں گے“۔ اُس سے پوچھا گیا کہ: یہ بات تجھے کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے کہا کہ: جب تم لوگ عقبۃ کی طرف سے آئے تو ہر شجر و حجر سجدہ میں گر گیا، اور یہ شجر و حجر نبی کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ نہیں کرتے، اور ہماری کتابوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔

بُحَیْرا نے ابو طالب سے آپ کے رشتہ کے متعلق سوال کیا؟ انھوں نے کہا کہ: یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، راھب نے کہا: آپ کو ان پر شفقت ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا: اگر آپ ان کو ملک شام لے گئے تو بخدا! یہودی ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ پس آپ کے چچا یہود کے خطرے کی وجہ سے آپ کو واپس لے آئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، کفالۃ ابی طالب وغیرہ: ۱/ ۱۳۳ - ۱۳۰)

تجارت کے لیے شام کا دوسرا سفر

دوسری مرتبہ ایک تجارت کے سلسلہ میں آپ ﷺ ملک شام تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت خدیجہ کے غلام مَیْسَرَہ بھی تھے، یہ واقعہ حضرت خدیجہؓ سے نکاح سے پہلے کا ہے، جب آپ ملک شام پہنچے تو ایک راھب ”نَسْطُورا“ کے صَوْمَعَہ (عیسائیوں کی عبادت گاہ) کے قریب ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما ہوئے۔

راھب نے مَیْسرہ سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ میسرہ نے کہا: یہ قریش کا ایک شخص ہے، اہلِ حرم میں سے ہے، راھب نے کہا: اس درخت کے نیچے تو نبی کے علاوہ کوئی آ کر کبھی اترا ہی نہیں! پھر آپ نے سامان تجارت فروخت کیا اور جو خریدنا تھا خریدا، پھر مکہ کی طرف واپس ہوئے۔ (السیرۃ النبویہ لابن ھشام، خروجہ الی الشام فی تجارۃ خدیجہ، وما کان من بحیری: ۱/ ۱۳۶)

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

جب آپ ﷺ ۲۵/ سال کے ہوئے تو حضرت خَدِیْجَہ بِنتِ خُوَیْلِد کے ساتھ نکاح کیا، وہ بیوہ تھیں، اوران کے شوہر اَبُوْھَـالَـہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵/ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰/ سال تھی، آپ کے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ نے یہ پیغامِ نکاح آپ ﷺ تک پہنچایا اور ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ حضرت ابراہیمؓ کو چھوڑ کر، جن کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا، آپ ﷺ کی ساری اولاد ان ہی سے ہوئی۔ (السیرۃ النبویہ لا بن ہشام، حدیث تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ رضی اللہ عنہا: ۱/ ۱۳۶ – ۱۳۸)

وحی کا آغاز

مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ میں ایک غار ہے، جس کا نام "حِـرَاء" ہے، آپ اس غارِ حِـرَاء میں تشریف لے جاتے اور مسلسل اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہتے۔ جب آپ کی عمر چالیس سال ایک دن ہوئی تو اللہ تعالی کی جانب سے حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس غارِ حراء میں تشریف لائے اور کہا: پڑھو، آپ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، کیسے پڑھوں؟ اسی طرح ۳/ مرتبہ ہوا، پھر جبرئیلؑ نے آپ کو سینہ سے لگا کر زور سے دبایا، جس کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا، پھر چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ○

رسول اللہ ﷺ اس واقعہ سے خوف زدہ ہو گئے، اس لیے کہ ایسا نہ کبھی پہلے آپ کے ساتھ پیش آیا تھا اور نہ آپ نے اس طرح کی بات کبھی سنی تھی، آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر فرمایا: مجھے کپڑا اڑھا دو، تو آپ کو کپڑا اُڑھا دیا گیا۔ حضرت

خدیجہؓ نے آپ سے اس حالت کا سبب پوچھا، تو آپ نے پورا قصہ بیان کیا، اور فرمایا کہ ’’مجھے اپنی جان کا خوف ہے‘‘۔

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: آپ کو کیا خوف ہے؟ آپ کے لیے تو بشارت ہے، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے یار ومددگار نہیں چھوڑیں گے، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، عیال دار کی مدد کرتے ہیں، فقیر کی حاجت پوری کرتے ہیں، مہمان کا اکرام کرتے ہیں، حق کی مدد کرتے ہیں، یہ سب آپ کی دائمی عادات ہیں۔ (سیر سید البشر: ٦٨- ٦٦، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ١/ ١٧٠- ١٤٩)

وَرَقہ بن نوفل

حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ ان کے چچازاد بھائی تھے، جو کہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے، عمر بھی زیادہ تھی، اور عالم فاضل بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا۔ سب بیان فرمادیا، وَرَقہ نے سنتے ہی کہا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آپ اس امت کے نبی ہیں، اور یہ وہی فرشتہ ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا، کاش! میں اس دورِ نبوت میں جوان ہوتا، اور اس وقت تک زندہ رہتا، جب آپ کی قوم آپ کو جھٹلائیگی اور آپ کو نکالے گی، آپ ﷺ نے حیرت سے پوچھا: کیا میری قوم مجھ کو نکالے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی چیز لایا ہے، جیسی تم لائے ہو اس سے عداوت ومخالفت کی گئی ہے، اگر وہ دن مجھے ملے تو میں پوری قوت کے ساتھ آپ کی مدد کرونگا۔ (سیرت سید البشر: ٦٨، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ١/ ١٧١)

وحی میں توقُّف

پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا، اور وحی کے آنے میں بھی توقف ہوگیا

،جس سے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی رنج وغم ہوا۔ (سيرت سيد البشر : ٦٨)

تبلیغِ اسلام (خفیہ)

شروع میں جب رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی، تب تک اس میں صرف آپ کی ذات کے لیے احکام تھے، پھر کچھ دنوں وحی کا سلسلہ بند رہنے کے بعد جب دوبارہ وحی شروع ہوئی تو اس میں تبلیغِ اسلام کا حکم ہوا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شروع میں دعوتِ اسلام اپنی جان پہچان کے لوگوں اور ان شخصوں میں شروع کی جن پر آپ کو اعتماد تھا۔ اس طریق سے سب سے پہلے آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ، اس کے بعد حضرت علی، جن کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی، اس کے بعد زید بن حارثہ، جو آپ کے غلام تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنھم ایمان لائے۔ (سيرت خاتم الانبياء : ٤٤- ٤٣)

تبلیغِ اسلام (اعلانیہ)

رسول اللہ ﷺ دعوت و تبلیغ کے اس کام کو ۳ سال تک اسی طرح چھپا کر کرتے رہے، پھر جب اللہ تعالی کی طرف سے علی الاعلان اس کام کو کرنے کا حکم ہوا تو آپ کوہِ صفا پر چڑھے اور قوم کو جما کر کے اسلام کی دعوت دی۔ (سيرت خاتم الانبياء : ٤٦-٤٥)

حبشہ کی ہجرت

نزولِ وحی کے چوتھے سال کے درمیان یا آخر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ شروع ہوگیا جو دن بدن بڑھتا ہی گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور آپ ان کی حفاظت وغیرہ پر قادر نہیں تو آپ نے ان سے فرمایا: اگر تم لوگ حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو اچھا ہے، وہاں کا بادشاہ ایسا ہے کہ جس کی وجہ

سے کوئی کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہ ایک اچھا ملک ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نجات وکشادگی کا کوئی اور سامان پیدا کردے۔

اس موقعہ پر مسلمانوں کی جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، یہ اسلام کی پہلی ہجرت تھی، جس میں ۱۰/ آدمی تھے، اور انھوں نے اپنا امیر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بنایا

۔(سیرت النبویۃ لا بن ھشام، ذکر الھجرۃ الاولی إلی ارض الحبشۃ: ۱/ ۲۳۷)

حَبْشَہ کی دوسری ہجرت

اس کے بعد جعفرؓ بن ابی طالب نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر بہت سے مسلمان وہاں پہنچتے رہے، ان میں سے کچھ لوگ تنہا تھے اور کچھ اہل وعیال کے ساتھ، جن لوگوں نے حبشہ کی ہجرت کی، ان کی کُل تعداد ۸۳/ بتائی گئی ہے۔ حبشہ کی یہ ہجرت ۵؁ نبوی میں ہوئی تھی، جہاں جعفرؓ بن ابی طالب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۷ھ تک رہے، اور غزوۂ خَیبَر کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس طرح وہ تقریباً ۱۵/ سال حَبْشَہ میں رہے۔(سیرت النبویۃ لابن ھشام، ذکر الھجرۃ الاولی الی ارض الحبشۃ : ۱/ ۲۳۷، نبی رحمت: ۱۷۲وغیرہ)

قوم کی طرف سے بائیکاٹ

جب رسول ﷺ نے علی الاعلان دعوت شروع کی تو کفار عداوت ودشمنی پر اتر آئے، لیکن ابو طالب آپ ﷺ کی حمایت کرتے رہے۔ ایک بار کفار نے ابو طالب سے آپ کو حوالہ کرنے کے لیے کہا، لیکن ابو طالب نے آپ کو ان کے حوالہ کرنا قبول نہ کیا، کفار نے آپ کے قتل کا پکا ارادہ کرلیا اور ابو طالب آپ کو لیکر بنو ہاشم وبنو مطلب کے ساتھ ایک گھاٹی میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے جا کر رہے، اور کفار نے ان سب کا محاصرہ کرلیا۔ یہ لوگ ایک عرصہ تک اسی طرح رہے یہاں تک کہ ببول کے پتے کھا کر گزارا کرنے کی نوبت آئی اور ان

کے بچے بھوک سے روتے اور بلبلاتے تھے اور ان کے رونے کی آواز دور تک جاتی تھی۔

قریش نے تاجروں کو بھی ان کے خلاف بھڑکا دیا تھا، جس کی وجہ سے تاجروں نے چیزوں کی قیمت اتنی زیادہ کردی کہ وہ یہ سامان خرید ہی نہ سکیں۔ تین سال اسی سخت حال میں گزرے۔ (سیرت سید البشر: ۶۹، نبی رحمت: ۱۸۵ - ۱۸۴)

ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

آپ ﷺ کی عمر ۴۹/ سال تھی۔ جب آپ کا محاصرہ ختم ہوا، اس سے آٹھ مہینے اکیس روز بعد آپ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا اور ان کے انتقال سے تین روز بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی۔ (سیرت سید البشر: ۷۰)

جِنّات کی حاضری اور اسلام

رسول اللہ ﷺ کی عمر ۵۰/ سال، ۳/ مہینے ہوئی تو نَصِیبِیْن کے جِنّات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ (سیرت سید البشر: ۷۰)

طائف کا سفر

ابوطالب کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ایسی بہت سی تکلیفیں پہنچیں، جن کی ہمت قریش، ابوطالب کی زندگی میں نہ کرسکے تھے۔ اور جب آپ ﷺ کو اہل مکہ کے قبول اسلام سے مایوسی کی صورت پیدا ہونے لگی تو آپ نے اسی سال یعنی ۱۰ نبوی میں، ماہِ شوال کے آخر میں زید بن حارثہ کو ساتھ لیکر طائف کا سفر کیا اور وہاں کے لوگوں کو حق کی دعوت دی، اور ایک مہینہ تک لگاتار ان کی تبلیغ و ہدایت میں مصروف رہے مگر ایک شخص نے بھی آپ کی دعوت قبول نہ کی۔

جب رسول اللہ ﷺ طائف آئے تو سب سے پہلے ثقیف کے سرداروں اور ذمہ دار

لوگوں سے ملنے تشریف لے گئے، اور ان کے پاس بیٹھ کر انھیں دین حق کی دعوت دی، لیکن آپ کو اس کا بہت برا اور سخت جواب ملا، انھوں نے آپ کا مذاق اڑایا اور شہر کے اوباش لوگوں اور لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا، یہ لوگ آپ کو گالیاں دیتے، شور مچاتے، اور آپ پر پتھر برساتے تھے۔ انھوں نے راستہ کے دونوں طرف اپنے آدمی کھڑے کر دیئے، آپ ایک قدم بھی اٹھاتے تو کسی نہ کسی طرف سے آپ پر پتھر پھینکا جاتا، یہاں تک کہ آپ لہولہان ہو گئے۔ (سيرة النبوية لابن هشام، بدء إسلام الأنصار : ٢/ ٢٤)

معراج

آپ ﷺ کی عمر ۵۱ سال، ۹ مہینے ہوئی تو آپ ایک رات زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان لیٹے ہوئے تھے، جبرئیل اور میکائیل ایک بُرّاق لائے، آپ ﷺ کو اس پر سوار کیا اور، پہلے بیت المقدس پھر آسمانوں پر لے گئے۔

آپ ﷺ نے پہلے آسمان پر حضرت آدم سے، دوسرے پر حضرت عیسیٰ اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یَحْییٰ سے، تیسرے پر حضرت یوسف سے، چوتھے پر حضرت اِدْرِیس سے، پانچویں پر حضرت ھَارُوْن سے، چھٹے پر حضرت مُوسیٰ سے اور ساتویں پر حضرت اِبْرَاھیم سے "ملاقات کی" علیھم السلام۔

پھر آپ کی ملاقات اللہ جل شانہ سے ہوئی اور اسی موقعہ پر آپ اور آپ کی امت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ (سیرت سید البشر: ۷۱ ـ ۷۰، السيرة النبوية، ذكر الاسراء والمعراج : ١/ ٢٩٦)

انصار کا قبول اسلام

رسول اللہ ﷺ دس سال تک عرب کے قبائل کو اعلان کے ساتھ اسلام کی دعوت

دیتے رہے۔ آپ ہر مجلس و مجمع میں جا کر ان کو حق کی دعوت دیتے۔ حج کے موسم میں بھی گھر گھر جا کر لوگوں کو حق کی طرف بلاتے۔ جب اللہ تعالی کو منظور ہوا تو عقبہ کے پاس انصار کے قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ آپ سے ملے، آپ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اسلام ان کے سامنے پیش کیا، انھوں نے اسی وقت آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے، تو اپنے دوسرے بھائیوں سے آپ ﷺ کا ذکر کیا اور ان کو بھی اسلام کی دعوت دی، یہاں تک کہ ان کی قوم اور برادری میں اسلام خوب پھیل گیا اور کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں آپ ﷺ کا چرچا نہ ہو۔ (سيرة النبوية لابن هشام، بدء إسلام الانصار: ۲/ ۲٤)

جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ دین کی تعلیم کے لیے مُصْعَبْ ؓ بن عُمَیْر کو کر دیا، وہ اَسْعَدْ بن زُرَارَہ کے یہاں رہے اور وہاں امامت وغیرہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یہ بَیْعَتِ عَقَبَہ اُوْلیٰ کہلائی۔ (سيرة النبوية، العقبة الاولى ومصعب بن عمير: ۲/ ۳۰-۲۷)

بیعتِ عقبہ ثانیہ

دوسرے سال میں مُصْعَبْ بن عُمَیْر ؓ مکہ واپس آئے اور انصار کے کچھ مسلمان، مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ جو حج کی غرض سے جا رہی تھی، مکہ پہنچے، اور رسول سے عقبہ میں بیعت کا وعدہ کیا، جب وہ حج سے فارغ ہوئے اور ایک تہائی رات گزر گئی تو عقبہ کے نزدیک جمع ہوئے، ان سب کی تعداد ۷۳ر تھی، جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں۔

آپ ﷺ تشریف لائے، ان سے گفتگو کی، قرآن مجید پڑھکر سنایا اور اللہ کی طرف دعوت دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میرے ساتھ حفاظت وغیرہ کا وہی معاملہ کرو گے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ کرتے ہو، انہوں نے آپ

سے بیعت کرلی۔ پھر آپ نے ان میں سے ۱۲/ لوگوں کو سردار منتخب کیا، ۹/ خزرج کے اور ۳/ اوس کے۔ (سيرة النبوية، امر العقبة الثانية : ٢/ ٣٦- ٣٣)

مدینہ کی طرف ہجرت کی ابتدا

قریش کو جب اس بیعت کی خبر ہوئی تو ان کے غصہ کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے مسلمانوں کو اور زیادہ تکلیف دینا شروع کردیا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا، اور آہستہ آہستہ خفیہ طور پر صحابہ ایک-ایک، دو-دو کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے، یہاں تک کہ مکہ میں صرف آپ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، اور تھوڑے سے وہ لوگ جو ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، رہ گئے۔ رضي الله عنهم

(سيرة النبوية ، إذنه صلى الله عليه وسلم لمسلمي مكة بالهجرة : ٢/ ٥٥- ٥٤)

رسول اللہ ﷺ کا سفرِ ہجرت

جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے غلام عامر بن فُہَیرۃؓ تھے، اور راستہ بتانے والا عبداللہ بن اُرَیقِط لَیثِی تھا، جو کافر تھا۔ آپ ﷺ کی تلاش میں جب قریش آئے، ان سے بچنے کے لیے آپ اور حضرت ابوبکرؓ غارِ ثور میں چھپے، حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: میں نے مشرکین کو دیکھا کہ وہ بالکل ہمارے سروں پر آپہنچے، تو میں نے حضورؐ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر کرے تو اپنے قدموں کے نیچے ہی ہمیں دیکھ لیگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! تمہارا کیا خیال ہے ان دو کے متعلق، جن کا تیسرا اللہ ہے؟ (سیرت سید البشر : ۷۷

– ۷۲ وانظر السيرة النبوية لابن هشام : هجرة الرسول : ٢/ ٤٦ وغيره)

رسول اللہ ﷺ کا استقبال مدینہ میں

انصار کو یہ اطلاع ہوگئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کے لیے روانہ ہو چکے ہیں ، وہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد شہر کے آخری کنارے پر پہنچ جاتے اور آپ کا انتظار کرتے اور اس وقت تک وہاں سے نہ ہٹتے جب تک دھوپ بہت زیادہ تیز نہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے اس وقت انصار اپنے گھروں میں جا چکے تھے، سب سے پہلے ایک یہودی کی نظر آپ ﷺ پر پڑی، اس نے زور سے آواز لگا کر انصار کو اِطّلاع دی، وہ یہ خبر سنتے ہی نکل پڑے۔

تقریباً پانچ سو انصاریوں نے اس مبارک قافلہ کا استقبال کیا، ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ اس کے ہاں قیام فرمائیں، آپ نے ارشاد فرمایا: میری اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ جب آپ بَنِی مَالِك بن النَّجّار کے گھر تک پہنچے تو اونٹنی ایک جگہ پر خود بخود بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ اترے تو ابو ایوب انصاریؓ فوراً آپ کا سامان اٹھا کر لے گئے، آپ نے انھیں کے یہاں قیام فرمایا۔ (سیرت سید البشر: ۷۷/۷۸۔ نبی رحمت: ۲۵۸-۲۶۳)

۱ھ

(۱) رسول ﷺ نے اسی کے سامنے کی زمین خرید کر مسجد تعمیر فرمائی۔ یہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی، انھوں نے مسجد کا نام سن کر ہدیہ کرنا چاہا، لیکن آپ نے بغیر قیمت کے لینا پسند نہیں کیا اور اس کی پوری قیمت ادا کی اور مسجد کی تعمیر کے کام میں برابر شریک بھی رہے یہ مسجد ”مسجد نبوی“ کہلاتی ہے۔ جو مدینہ کی سب سے بڑی اور اصل مسجد ہے۔

(۲) جو مسلمان مکہ سے آئے تھے یعنی مہاجرین اور جو مسلمان مدینہ میں آباد تھے یعنی انصار، آپ ﷺ نے ان میں مواخات یعنی بھائی چارہ قائم کر دیا، یہ دین کے بھائی آپس

میں سگے بھائیوں سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

(۳) مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن ودوستی کے عہدنامے کیے گئے۔

۲ھ

(۱) عبادت کے سلسلہ میں نماز پہلے ہی سے فرض تھی جو مکہ میں علیحدہ علیحدہ اور ایک حد تک چھپ کر پڑھی جاتی تھی، مدینہ میں یہ دشواری ختم ہوگئی، اس لیے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے اطلاع کی ضرورت تھی، اس لیے ہجرت کے پہلے ہی سال اذان شروع ہوئی۔

(۲) آپ ﷺ کی خواہش، کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کی تھی، مگر جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہ ملے آپ اپنی خواہش پر عمل نہیں کرسکتے تھے، چنانچہ آپ کی اس خواہش کی تکمیل کے لیے کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم نصف شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔

(۳) اسلام کی بنیاد جن ارکان پر ہے، ان میں سے تیسرا اور چوتھا رکن روزہ اور زکوۃ ہے، ان کا حکم مدینہ پہنچنے پر غزوۂ بدر کے بعد ۲ھ میں آیا۔

۴ھ

ہجرت کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ ۴ھ میں شراب کی حرمت کا اعلان کیا گیا۔ اواسلام نے شراب کا نام ”ام الخبائث“ (برائیوں کی جڑ) رکھا۔

۵ھ

ہجرت کے پانچویں سال میں مسلمان عورتوں کے لیے پردہ کا حکم نازل ہوا۔

۶ھ

شروع ذیقعدہ ۶ھ میں آپ ﷺ نے مکّہ کا ارادہ کیا اور عمرہ کا احرام باندھا۔ صحابہ کی ایک بڑی جماعت، جس کی تعداد ۱۵۰۰ ـ ۱۴۰۰ بتائی جاتی ہے، آپ کے ساتھ تھی۔

حُدَیبیہ، مکّہ سے ایک منزل پر ایک مقام ہے، وہاں پہنچ کر آپ نے قیام فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو مکّہ روانہ فرمایا کہ قریش کو مُطّلع کر دیں کہ اس وقت ہمارا ارادہ صرف عمرہ کا ہے۔ اور کوئی سیاسی غرض نہیں۔ مگر یہ واقعہ طول پکڑ گیا اور آپ ایک معاہدہ کر کے یہیں سے واپس تشریف لے گئے، جس کا نام "صلح حدیبیہ" ہے۔ صلح ہونے کے بعد قدرتی طور پر آپس میں رابطہ اور تعلقات کی وجہ سے دعوت کے کام میں آسانی پیدا ہوئی اور دنیا کو اسلام سمجھنے کا موقع ملا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ۶ھ کے آخر یا ۷ھ کے شروع میں حق کی آواز تمام دنیا کے بادشاہوں تک پہنچا دی۔ آپ نے جو قاصد روانہ کئے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) عَمرُو بن اُمیہ ضَمرِی:

ان کو آپ نے نجاشی کے پاس بھیجا، انھوں نے آپ ﷺ کے مبارک خط کو لیا، اپنی آنکھوں پر رکھا، اور اپنے تخت سے نیچے اتر کر زمین پر بیٹھے، اور اسلام قبول کیا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

(۲) دِحیَہ بن خَلِیفَہ کلبی:

ان کو آپ نے روم کے بادشاہ ہِرَقل کے پاس بھیجا، اس نے آپ کے بارے میں پوچھا اور جب اس کے نزدیک آپ کی نبوت صحیح ثابت ہوئی تو اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا، مگر اس کی قوم تیار نہ ہوئی، اور وہ قوم میں بغاوت پھیلنے اور حکومت ختم ہونے کے ڈر

سے اسلام سے رک گیا۔

(۳) عَبْدُ الله بن حُذَافَه سَهْمِي:

ان کو آپ نے فارس کے بادشاہ پرویز کے پاس بھیجا، اس نے آپ کے خط کو چاک کر دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: خدائے قہار اس کی اور اس کی قوم کی مملکت کو پارہ-پارہ کر دے، جیسا کہ اس نے میرے خط کو چاک کیا۔ اللہ تعالی نے اس کی اور اس کی قوم کی مملکت کو پارہ-پارہ کر کے ختم فرما دیا۔

(۴) حَاطِبُ بن اَبِيْ بَلْتَعِهِ لَخْمِي:

ان کو آپ نے اسکندریہ اور مصر کے بادشاہ مَقُوقَس کے پاس بھیجا، اس نے کلماتِ خیر کہے اور اسلام لانے کے قریب ہوگیا، مگر اسلام قبول نہیں کیا، اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔

(۵) عَمْرو بِن العَاص:

ان کو عُمان کے دو بادشاہوں جَیفر اور عبد کے پاس بھیجا، یہ دونوں اسلام لے آئے۔

(۶) سَلِيْط بن عَمْرو عَامِرِي:

ان کو آپ ﷺ نے هَوْذَه بن عَلِي حَنَفِي کے پاس یمامہ بھیجا، وہ اسلام نہ لایا، اور فتح مکہ کے دن مرا۔

(۷) شُجَاع بن وَهَب اَسَدِي:

ان کو آپ ﷺ نے شام کے ملك البَلْقَاء حَارِث بن اَبِي شِمر غَسَّانِي کے پاس بھیجا، اس نے خود آپ کے پاس آنے کا ارادہ کیا، مگر قیصر نے اس کو منع کر دیا۔

(۸) مُہَاجِر بن ابی اُمَیَّہ مَخْزُومِی:

آپ ﷺ نے ان کو یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ حَارِث حِمیرِی کے پاس بھیجا۔

(۹) عَلاء بن حَضرَمِی :

ان کو آپ ﷺ نے بحرین کے بادشاہ منذِرْ بن ساوی عبدی کے پاس بھیجا تو وہ اسلام لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

(۱۰) اَبُو مُوسیٰ اَشعَرِی اور معاذ :

ان کو یمن بھیجا۔ یہ دونوں اکٹھے یمن میں اسلام کی دعوت دیتے رہے۔

۸ھ

مکہ، جہاں سے کافروں نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو نکالا تھا، جہاں کمزور مسلمانوں کا زندہ رہنا مشکل ہوگیا تھا۔ ۸ھ میں فتح ہوگیا، اور کعبہ، ۳۶۰/بتوں سے پاک ہوگیا۔

۹ھ

میں حج فرض ہوا اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو حاجیوں کے قافلے کا امیر بنا کر حج کے لیے بھیجا اور ان کے ساتھ بہت سے مسلمانوں نے حج کیا۔

غزوات

آپ ﷺ جب سے مدینہ آئے تھے، تب ہی سے دشمنوں نے کئی دفعہ مسلمانوں پر چڑھ، چڑھ کر حملے کیے، چار برس تک مسلمانوں نے صبر کیا، پھر انھوں نے بھی کئی دفعہ آگے

بڑھ کر دشمن کی فوجوں کو تتر بتر کیا، یہ لڑائیاں ۲ھ سے شروع ہوئیں اور ۹ھ تک ۷/سال رہیں، مشہور غزوات یہ ہیں:

(۱)بدر ۲ھ (۲) اُحد ۳ھ (۳) خندق ۵ھ (۴) خیبر ۵ھ
(۵)مکہ ۸ھ (۶)حنین ۸ھ(۷)تبوک ۹ھ۔

۱۰ھ

میں اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کے لیے تشریف لے جائیں گے۔ اس خبر سے بہت سے لوگ مدینہ طیبہ آئے، سب کی تمنا تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کا موقع ملے۔ آپ نے اس موقع پر اسلام کے اصول سمجھائے اور جاہلیت کی رسموں، شرک کی باتوں کا خاتمہ کیا اور امت کو الوداع کہا۔

۱۱ھ

اللہ تعالی کی مخلوق کو اللہ کا سیدھا راستہ دکھا کر ۶۳/سال، ۵/دن کی عمر میں، ۱۲/ربیع الاول، پیر کے دن، چاشت کے وقت آپ نے اس دارِفانی سے کوچ کیا۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے سیرت ابن ہشام، رحمت للعالمین، نبی رحمت وغیرہ۔ مختصرا دیکھیے: مہر نبوت از قاضی سلیمان)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم دَائِماً اَبَدًا عَلیٰ حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور امہات المومنین کا ذکر

(رسول اللہ ﷺ نے کئی نکاح کیے، جن میں بہت سی مصلحتیں تھیں، دیکھیے امہات المومنین از شیخ مصطفی محمد طحان وغیرہ)

(۱) حضرت خدیجہؓ:

آپ ﷺ نے جس سے سب سے پہلا نکاح فرمایا، وہ حضرت خدیجہ بنت خُویلد ہیں، وہ آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی تو وہ ایمان لے آئیں۔ یہ آخر وقت تک آپ کے نکاح میں رہیں، آپ ہی کے پاس ان کا انتقال ہوا، جس کی تاریخ پہلے آچکی اور ان کی زندگی میں آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔

(۲) حضرت سَوْدَہؓ:

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت سودہ بنت زَمْعَہ سے مکہ معظّمہ میں ہجرت سے پہلے نکاح کیا۔ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے دی تھی۔

(۳) حضرت عائشہؓ:

آپ نے حضرت عائشہ بنت اَبی بَکر صدیق سے مکّہ مکرمہ میں ہجرت سے دو یا تین سال قبل نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر ۶/ یا ۷/ سال کی تھی، اور ۹/ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں ہجرت سے ساتواں مہینہ شروع ہونے پر یا اٹھارویں مہینہ پر رخصتی ہوئی، اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

انہوں نے مدینہ طیبہ میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں وفات پائی اور جنّتُ البَقیع میں دفن کی گئیں، حضرت اَبُو ھُرَیرَہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کے علاوہ کسی کنواری سے آپ ﷺ نے نکاح نہیں کیا۔

(۴) حضرت حَفصہؓ:

آپ نے حضرت حفصہ بنت عُمَر سے نکاح کیا، ان کی وفات افریقہ کی فتح

کے سال ۴۵ھ میں ہوئی۔

(۵) حضرت اُمِّ حبیبہؓ:

آپ نے حضرت اُمّ حبیبہ رَملہ بنت اَبِی سُفْیَان صَخر سے نکاح کیا۔ جس وقت آپ ﷺ کا نکاح ان سے ہوا تو یہ حبشہ ہی میں تھیں، اور آپ کی طرف سے بادشاہ حبش نجاشی نے چار سو اشرفی مہر ادا کیا، اور رسول اللہ ﷺ نے اِنھیں لینے کے لیے عُمَر بن اُمَیّہ ضَمْرِیؓ کو حبشہ بھیجا، ۴۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۶) حضرت اُمِّ سَلَمہؓ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُمّ سَلَمہ ہِند بنت اَبِی اُمیّہ سے نکاح کیا، انہوں نے ۶۳ھ میں وفات پائی، اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

(۷) حضرت زَیْنَب بنت جَحْشؓ:

رسول اللہ ﷺ نے زَیْنَب بنت جَحْش سے نکاح کیا، یہ آپ کی پھوپھی اُمیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔ ان کی وفات مدینہ طیبہ میں ۲۰ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

(۸) حضرت جُوَیرِیہؓ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جَوَیرِیہ بنت حارِث سے نکاح کیا، یہ غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار ہو کر بطور غنیمت آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا، یہ نکاح ۶ھ میں ہوا، ان کی وفات ربیع الاول ۵۶ھ میں ہوئی۔

(۹) حضرت صَفِیّہؓ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ سے نکاح کیا، یہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ

السلام کے بھائی حضرت ھارُون بن عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں، ان کی وفات ۳۰ھ یا ۵۰ھ میں ہوئی۔

(۱۰) حضرت مَیمُونہؓ :

رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا۔ ۶۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کے علاوہ ان سب بیویوں کو زندہ سلامت چھوڑ کر حضور نے انتقال فرمایا۔

(۱۱) حضرت زَینَب بنت خُزیمہؓ :

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ سے ۳ھ میں نکاح کیا، اور یہ بہت تھوڑی مدت، دو یا تین مہینے آپ کے پاس رہیں اور وفات ہوگئی۔ (دیکھیے سیرت سید البشر

: فصل : ۱۰، (۱۶۱ – ۱۴۹)

رسول اللہ ﷺ کی اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹا قاسم پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے، اور ایک بیٹا عبد اللہ پیدا ہوا، اسی کا نام طیب تھا، اسی کو طاہر کہتے تھے، بعض نے کہا کہ : طیب اور ہے اور طاہر اور، رضی اللہ عنہم۔

بیٹیوں میں:

(۱) حضرت زینب

(۲) حضرت رقیہ

(۳) حضرت ام کلثوم

(۴) حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں، رضی اللہ عنھن، یہ کُل اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی اور مدینہ طیبہ میں ایک صاحبزادہ آپ کی باندی ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوا، جن کا نام ابراہیمؓ تھا۔ (دیکھیے سیرت سید البشر: فصل: ۱۱، ۱۶۲ - ۱۶۱)

رسول اللہ ﷺ کے خلفاء راشدین

(۱) امیر المومنین حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنھما، مدت خلافت: سوا دو سال۔

(۲) امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ، مدت خلافت: ساڑھے دس سال۔

(۳) امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، مدت خلافت: بارہ سال۔

(۴) امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، مدت خلافت: پونے پانچ سال۔

(۵) امیر المومنین حضرت حسن بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما، مدت خلافت: چھ مہینے۔

نوٹ: عام طور پر خلفاء راشدین میں اول چار ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے، پر زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی اس زمرہ میں شمار کرنا چاہیے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافتِ راشدہ ۳۰/ سال رہے گی۔ اور یہ مدت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ ملا کر مکمل ہوتی ہے۔ (دیکھیے تاریخ اسلام: ۱/ ۲۹۰، ۵۰۹، ۵۱۵، ۴، ۳۶۶، ۲۰۷ وغیرہ)

تمت بالخیر

العبد ندیم احمد محمد یامین انصاری عفا اللہ عنہما
خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
۲۰/ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
M:0902227831
Email:afif.in2008@gmail.com

کتاب کی ترتیب میں جن کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں وہ یہ ہیں

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ ابن ماجہ از امام محمد بن یزید قزوینیؒ، ط: مکتبۃ الرشد، ریاض ومکتبہ دار السلام، سہارنپور۔

۳۔ ابو داؤد از امام سلیمان بن اشعث سجستانیؒ، ط: مکتبۃ الرشد، ریاض ومکتبہ دار السلام، سہارنپور۔

۴۔ الترغیب والترھیب از امام زکي الدین عبد العظیم منظريؒ، ط: دار ابن حزم، بیروت۔

۵۔ آداب المتعلمین از مولانا صدیق احمد باندویؒ، مکتبہ حبیبیہ، دیوبند۔

۶۔ القاموس الوحید از مولانا وحید الزمان کیرانویؒ، کتب خانہ حسینیہ، دیوبند۔

۷۔ المنجد مع ضمیمہ جدیدہ از مولانا محمد اسلام قاسمي، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۸۔ المعجم الوسیط، ط: کتب خانہ حسینیہ، دیوبند۔

۹۔ اصولِ فقہ از مفتي محمد عبید اللّٰہ اسعدی، عمار بک ڈپو، کان پور۔

۱۰۔ الاختیار لتعلیل المختار، ط: بیروت۔

۱۱۔ الخلاصۃ البھیۃ في مذھب الحنفیۃ از شیخ سید حسین عبد الرحمٰن بنجاوی، ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔

۱۲۔ المحیط البرھاني از علامہ برھان الدین محمود البخاری، بیروت۔

۱۳۔ الجوہرۃ النیرہ از علامہ ابو بکر بن علی یمنیؒ، دار الکتاب دیو بند ومکتبہ تھانوی دیوبند۔

۱۴۔ البحر الرائق از علامہ ابن نجیم مصریؒ، دار الکتاب دیوبند۔

۱۵۔ الہدایۃ از علامہ برہان الدین مرغینانیؒ مکتبہ ابو الحسن علی، سہارنپور۔

۱۶۔ البنایہ از علامہ بدر الدین عینیؒ، مکتبہ نعیمیہ، دیوبند۔

۱۷۔ اسلامی فقہ از مولانا مجیب اللّٰہ ندویؒ، تاج کمپنی، دھلی۔

۱۸۔ امداد المفتیین از مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۱۹۔ امداد الفتاویٰ از مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارہ تالیفات اولیاء، دیوبند۔

۲۰۔ امداد الاحکام از مولانا ظفر احمد تھانویؒ، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۲۱۔ احسن الفتاویٰ از مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، دار الاشاعت، دیوبند۔

۲۲۔ آپ کے مسائل اور اُن کا حل از مولانا یوسف لدھیانویؒ، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند۔

۲۳۔ اسلام کیا ہے؟ از مولانا محمد منظور نعمانیؒ، الفرقان بکڈپو، لکھنؤ۔

۲۴۔ إعلاء السنن از مولانا ظفر احمد تھانویؒ، دار الفکر، بیروت۔

۲۵۔ الفتاویٰ الحلبیۃ از شیخ احمد بن محمد عساف کردیؒ، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت۔

۲۶۔ احکامِ نماز اور احادیث و آثار از مفتی عبید اللّٰہ اسعدی، مکتبہ احسان، لکھنؤ۔

۲۷۔ الأشباہ والنظائر از علامہ ابن نجیم مصریؒ، مکتبہ دار العلوم، دیوبند۔

۲۸۔ احکامِ مسافر از مفتی انعام الحق قاسمی، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۲۹۔ احکام السفر از مفتی طاہر مسعود، مفتاح العلوم سرگودھا، پاکستان۔

۳۰۔ الأوزان المحمودۃ از مفتی ابو الکلام شفیق قاسمی مظاہری، دار الکتاب، دیوبند۔

۳۱۔ ایضاح المسائل از مفتی شبیر احمد قاسمی، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند۔

۳۲۔ المبسوط السرخسی از علامہ شمس الدین ابو بکرؒ، بیروت۔

۳۳۔ التفسیر المنیر از شیخ وھبۃ الزحیلی، دار الفکر، دمشق۔

۳۴۔ ارشاد الساری از علامہ ملا علی قاریؒ، عباس احمد الباز، مکۃ المکرمۃ۔

۳۵۔ انوارِ مناسک از مفتی شبیر احمد قاسمی، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۳۶۔ الفقہ المیسر از شفیق الرحمٰن ندوی، مؤسسۃ الصحافۃ والنشر، ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

۳۷۔ آسان حج از مولانا محمد منظور نعمانیؒ، الفرقان بک ڈپو، لکھنؤ۔

۳۸۔ ایضاح المناسک از مفتی شبیر احمد قاسمی، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۳۹۔ المهند علیٰ المفند از مولانا خلیل احمد سهارنپوری، ضلع گوڑگانوه۔

۴۰۔ اصلاحی خطبات از مفتی محمد تقی عثمانی، فرید بک ڈپو، دهلی۔

۴۱۔ الادب المفرد از امام محمد اسماعیل بخاریؒ، دار الحدیث، قاهره۔

۴۲۔ الکلم الطیب از علامه ابن تیمیةؒ، دار الفکر العربیة، بیروت۔

۴۳۔ المعجم الصغیر للطبرانیؒ از علامه ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ، دار الفکر، بیروت۔

۴۴۔ البدایه والنهایه از علامه عماد الدین ابن کثیرؒ، مکتبه دانش، دیوبند۔ (اردو)

۴۵۔ اسد الغابة في معرفة الصحابة از علامه عز الدین ابن اثیرؒ، حافظی بک ڈپو، دیوبند۔

۴۶۔ الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ، المجلس العلمی، حسین آباد، مبارکپور۔

۴۷۔ امهات المؤمنین از شیخ مصطفیٰ محمد طحان، جامعة المؤمنات، لکھنؤ۔ (اردو)

۴۸۔ اخلاق النبي وآدابه از علامه اصبهانیؒ، دار الحدیث، قاهره۔

۴۹۔ آسان حج از مولانا حفظ الرحمٰن پالنپوری، فردوس کتاب گھر، ممبئی۔

۵۰۔ بیان اللسان از قاضی زین العابدینؒ سجاد میرٹھیؒ، زکریز بک ڈپو، دیوبند۔

۵۱۔ بدائع الصنائع از علامہ علاؤالدین کاسانیؒ، مکتبہ زکریا، دیوبند۔

۵۲۔ بہشتی زیور مدلّل از مولانا اشرف علی تھانویؒ، دار الکتاب، دیوبند۔

۵۳۔ تعلیم المتعلم از علامہ اوز جندریؒ، اتحاد بک ڈپو، دیوبند۔

۵۴۔ ترمذی از امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ، ط:مکتبۃ الرشد،ریاض ومکتبہ دار السلام، ریاض۔

۵۵۔ تدریب الراوی فی تقریب النواوی از علامہ جلال الدین سیوطیؒ، دار طیبہ، ریاض۔

۵۶۔ تفسیر العشر الأخیر من کتاب زبدۃ التفسیر۔ www.tafseer.info

۵۷۔ تفسیرِ عثمانی از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۵۸۔ ترجمہ جالندھری www.eislam Explorer, organd

۵۹۔ تبیین الحقائق از علامہ عثمان بن علی زیلعیؒ، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۶۰۔ تنویر الابصار از علامہ محمد بن عبد اللّٰہ التمرتاشی:، ط:دار الکتاب دیوبند، وزکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۶۱۔ تحفۂ رمضان از مفتی محمد سلمان منصور پوری، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۶۲۔ تحفۃ الفقہاء از علامہ علاؤ الدین سمرقندیؒ، بیروت۔

۶۳۔ تاریخ ابن خلدون از علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدونؒ، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔ (اردو)

۶۴۔ تاریخِ اسلام از مولانا اکبر شاہ نجیب آبادیؒ، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۶۵۔ جدید فقہی مسائل از مولانا خالد سیف اللّٰہ رحمانی، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند۔

۶۶۔ جواہر الفقہ از مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، مکتبہ تفسیر القرآن، دیوبند۔

۶۷۔ حلال و حرام از مولانا خالد سیف اللّٰہ رحمانی، فرید بک ڈپو، دہلی۔

۶۸۔ حاشیة الشبلی علیٰ تبیین الحقائق از علامہ شبلیؒ، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۶۹۔ حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح از علامہ احمد بن محمد طحطاویؒ، مکتبہ شیخ الہند، دیوبند۔

۷۰۔ حاشیہ حصنِ حصین از مولانا عبد الاحدؒ، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند۔

۷۱۔ حصنِ حصین از علامہ شمس الدین جزریؒ، ادارہ اشاعتِ دینیات، دہلی۔

۷۲۔ حصن المسلم، ریاض۔

۷۳۔ خطباتِ سیرت از مولانا سید سلیمان ندویؒ، جامعہ سید احمد شہیدؒ، لکھنؤ۔

۷۴۔ خلاصة الفتاویٰ از علامہ طاہر عبد الرشید بخاریؒ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

۷۵۔ خصائلِ نبوی از مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، نصیر بک ڈپو، نظام الدین، دہلی۔

۷۶۔ در المختار از علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ، ط: دار الکتاب، دیوبند وزکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۷۷۔ رہبرِ انسانیت از مولانا سید رابع حسنی ندویؒ، مجلسِ تحقیقات ونشریات، لکھنؤ۔

۷۸۔ رحمۃ للعالمین از قاضی سید سلیمان منصور پوریؒ، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دھلی۔

۷۹۔ رد المحتار از علامہ ابن عابدین شامیؒ، ط: دار الکتاب، دیوبند وزکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۸۰۔ زاد المعاد از علامہ ابن قیمؒ، بیت الافکار الدولیۃ، اردن۔

۸۱۔ زبدۃ المناسک از مولانا رشید احمد گنگوھیؒ، مکتبہ اشرفیہ، ممبئی۔

۸۲۔ سوال وجواب از صاحبزادہ قاری عبد الباسط، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند۔

۸۳۔ سیرت ابن ہشام از علامہ ابن ہشامؒ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۸۴۔ سیرۃ النبی از مولانا شبلی نعمانیؒ، مکتبہ مدینہ، اردو بازار، لاھور۔

۸۵۔ سیرتِ خاتم الأنبیاء از مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۸۶۔ سیرت سید البشر از علامہ محب الدین طبریؒ، دار المطالعہ، سورت۔

۸۷۔ سیرتِ خاتم المرسلین از جمال الدین عبد الھادی ووفاء محمد رفعت، دار السلام، قاھرہ۔

۸۸۔ سیرۃ المصطفیٰ از مولانا ادریس کاندھلویؒ، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۸۹۔ شمائلِ کبریٰ از مولانا محمد ارشاد قاسمیؒ فرید بک ڈپو، دھلی۔

۹۰۔ شمائل المحمدیہ از امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ، ادارۃ الصدیق، ڈابھیل، گجرات۔

۹۱۔ شرح الوقایہ از علامہ عبید اللّٰہ بن مسعود، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند۔

۹۲۔ شرح فقہ الاکبر از علامہ ملا علی قاریؒ، دار النفائس، دمشق۔

۹۳۔ شرح عقیدۃ الطحاویہ از علامہ صدر الدین علی حنفیؒ، دار الحدیث، القاھرہ۔

۹۴۔ صحیح البخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ۔ ط: مکتبۃ الرشد، ریاض ومکتب دار السلام، سہارنپور۔

۹۵۔ صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج نیشاپوریؒ، ط: مکتبۃ الرشد، ریاض ومکتبہ دار السلام، سہارنپور۔

۹۶۔ طبقات ابن سعد از علامہ محمد بن سعدؒ، حافظی بک ڈپو، دیوبند۔ (اردو)

۹۷۔ طہارت وضوء اور نماز از مولانا ارشاد احمد فاروقی، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۹۸۔ عقائد الاسلام از مولانا ادریس کاندھلویؒ، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۹۹۔ عمدۃ الفقہ از مولانا سید زوار حسین نقشبندیؒ، مکتبہ تھانوی، دیوبند۔

۱۰۰۔ علم الفقہ از مولانا عبد الشکور فاروقیؒ، کتب خانہ اعجازیہ، دیوبند۔

۱۰۱۔ عمدة المناسک از مولانا شیر محمد سندھیؒ، مکتبہ اشرفیہ، ممبئی۔

۱۰۲۔ عمدة المناسک از مولانا شیر محمد سندھیؒ، مکتبہ اشرفیہ، ممبئی۔

۱۰۳۔ عقائدِ علماءِ دیوبند، مفتی عبد الشکور ترمذی، اتحاد بک ڈپو، دیوبند۔

۱۰۴۔ عمل الیوم واللیلة از علامہ ابن السنیؒ، المکتبة الثقافی، قاھرہ۔

۱۰۵۔ فتاویٰ تاتار خانیہ از علامہ فرید الدین دھلویؒ، ط: مکتبہ زکریا، دیوبند۔

۱۰۶۔ فتاویٰ رشیدیہ از مولانا رشید احمد گنگوھیؒ، مکتبہ رحیمیہ، دیوبند۔

۱۰۷۔ فتاویٰ دار العلوم از مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۱۰۸۔ فتاویٰ رحیمیہ از مفتی سید عبد الرحیم لاجپوریؒ، ط: دار الاشاعت، کراچی ومکتبہ حجاز، دیوبند وسورت۔

۱۰۹۔ فتاویٰ عثمانی از مفتی محمد تقی عثمانی، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔

۱۱۰۔ فتاویٰ امارتِ شرعیہ از مجلس امارتِ شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ۔

۱۱۱۔ فتاویٰ محمودیہ از مفتی محمود حسن گنگوھی، ط: مکتبہ محمودیہ، میرٹھ ومکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند۔

۱۱۲۔ فتاویٰ قاضی از قاضی مجاھد الاسلام قاسمیؒ، ایفا پبلیکیشنز، دھلی۔

۱۱۳۔ فتاویٰ بزازیہ از علامہ ابن بزازؒ، دار صادر، بیروت۔

۱۱۴۔ فتاویٰ قاضی خان از علامہ قاضی خانؒ، دار صادر، بیروت۔

۱۱۵۔ فضائلِ ذکر از مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۱۱۶۔ فتاویٰ شیخ الاسلام از مولانا حسین احمد مدنیؒ، مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند۔

۱۱۷۔ فقهي مقالات از مفتي محمد تقي عثماني، فريد بک ڈپو، دهلي۔

۱۱۸۔ فيروز اللغات از مولانا فيروز الدينؒ، فريد بک ڈپو، دهلي۔

۱۱۹۔ فتح القدير از علامه ابن همامؒ، مکتبه زکريا، ديوبند۔

۱۲۰۔ قاموس الفقه از مولانا خالد سيف اللّٰه رحماني، کتب خانه نعيميه، ديوبند۔

۱۲۱۔ قرباني اور اس کے احکام از مولانا انيس احمد نعماني، مکتبه دعوة الصدق، مظفر نگر۔

۱۲۲۔ کفايت المفتي از مفتي کفايت اللّٰه دهلويؒ، زکريا بک ڈپو، ديوبند۔

۱۲۳۔ کتاب الفتاوىٰ از مولانا خالد سيف اللّٰه رحماني، کتب خانه نعيميه، ديوبند۔

۱۲۴۔ کبيرى از علامه ابراهيم حلبيؒ، سهيل اکيڈمي، لاهور۔

۱۲۵۔ کتاب الآثار از امام محمد شيبانيؒ، دار الايمان، ديوبند۔

۱۲۶۔ کتاب الأذکار از علامه محي الدين ابو زکريا يحيٰي نووى، مکتبه نزار مصطفىٰ الباز، مکة المکرمة۔

۱۲۷۔ کشف الاسرار از مفتي ظفير الدين مفتاحيؒ، مکتبه فيض القرآن، ديوبند۔

۱۲۸۔ کنز العمال از شيخ علي متقيؒ، دار الاشاعت، کراچي۔(اردو)

۱۲۹۔ گلدستۂ تفاسير از مولانا عبد القيوم مهاجرِ مدني، اداره تعليماتِ اسلام، ديوبند۔

۱۳۰۔ لغات کشورى از سيد تصدق حسين رضويؒ، فريد بک اسٹال، لاهور۔

۱۳۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ از امام ابو بکر عبد اللّٰہ بن محمد بن ابی شیبہؒ، بیروت۔

۱۳۲۔ مفردات القرآن از علامہ راغب اصفہانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۳۳۔ ماہنامہ شاہی مراد آباد، جنوری/ فروری ۲۰۰۱ء مدرسہ شاہی مراد آباد۔

۱۳۴۔ معلم الحجاج از مفتی سعید احمد دہلویؒ، کتب خانہ اشاعت العلوم، سہارنپور۔

۱۳۵۔ ملتقی الأبحر از علامہ ابراہیم بن محمد حلبیؒ، بیروت۔

۱۳۶۔ مجمع الانہر از علامہ عبد الرحمٰنؒ، بیروت۔

۱۳۷۔ مدارج النبوۃ (اردو) از شیخ عبد الحق دہلویؒ، ادبی دنیا، دہلی۔

۱۳۸۔ میرے مدنی آقا کی نماز

۱۳۹۔ مجالس الابرار (اردو) شیخ احمد رومیؒ، مکتبہ تھانوی، دیوبند۔

۱۴۰۔ محمود الفتاویٰ از مفتی احمد خانپوری، مکتبہ انور، ڈابھیل، گجرات۔

۱۴۱۔ مشکوٰۃ المصابیح از امام ولی الدین تبریزیؒ، مکتبہ ابو الحسن علی، سہارنپور۔

۱۴۲۔ معارف القرآن از مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، فرید بک ڈپو، دہلی۔

۱۴۳۔ مصباح اللغات مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ، مکتبہ برہان اردو، دہلی۔

۱۴۴۔ مسند احمد ابن حنبل از امام احمد ابن حنبلؒ، بیت الافکار الدولیۃ، اردن۔

۱۴۵۔ مراقي الفلاح، علامه حسن بن علي شرنبلاليؒ، المكتبة الاسعدى، ديوبند۔

۱۴۶۔ مظاھرِ حق جديد از مولانا عبد اللّٰه جاويد غازيپورى، اداره اسلاميات، ديو بند۔

۱۴۷۔ مختصر القدورى از علامه ابو الحسن احمد قدوريؒ، رضا اكيڈمي، ممبئي۔

۱۴۸۔ مهرِ نبوت از قاضي سيد محمد سليمان منصورپوريؒ، فيروز پبليكيشنز، دهلي۔

۱۴۹۔ نور الايضاح از علامه حسن بن علي شرنبلاليؒ، مكتبه ملّت، ديوبند۔

۱۵۰۔ نمازِ احمد ﷺ از مولانا نديم احمد بن محمد يامين انصارى، ادارة الفلاح، ممبئي۔

۱۵۱۔ نمازيں سنّت كے مطابق پڑھيں از مفتي محمد تقي عثماني، فريد بک ڈپو، دهلي۔

۱۵۲۔ نماز كي پابندى اور اس كي حفاظت از مولانا فضل الرحمٰن اعظمي، اداره اشاعت، دهلي۔

۱۵۳۔ نبوى ليل ونهار از مولانا سعد حسن يوسفي، نصير بک ڈپو، نظام الدين، دهلي۔

۱۵۴۔ نتائج الافكار از علامه ابن حجر عسقلانيؒ، دار ابن كثير، دمشق۔

۱۵۵۔ نشر الطيب في ذكر النبي الحبيب از مولانا اشرف علي تهانويؒ، دار الكتاب، ديو بند۔

۱۵۶ ۔ نبیٔ رحمت از مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ، مجلسِ تحقیقات ونشریات، لکھنؤ۔

۱۵۷ ۔ نسائی از امام محمد بن شعین النسائیؒ، ط: مکتبة الرشد، ریاض ومکتبہ دار السلام۔

۱۵۸ ۔ ہادیٔ عالم از مولانا محمد ولی رازی، فرید بک ڈپو، دھلی۔

۱۵۹ ۔ الھدایہ از علامہ برھان الدین مرغینانیؒ، مکتبہ ابو الحسن علی، سھارنپور۔

۱۶۰ ۔ ھندیہ از جماعتِ علماءِ ھند، دار صادر، بیروت۔

* * *

حضرت مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ
(ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)
کی علمی، دینی کاوشیں

۱ تعلیمِ اسلام

۲ مومن اور اسلامی سال

۳ قرآنیات

۴ نورِ ہدایت

۵ فکر و نظر

۶ رسائلِ ابنِ یامین

۶ نمازِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

۷ نمازِ محمود

۸ صومِ محمود

۹ تراویح و تہجد: دو مختلف نمازیں

۱۰ تراویح کی صحیح تعدادِ رکعات

۱۱ قرآنِ کریم کے حقوق ایمان والوں پر

۱۲ تلاوتِ قرآن کے فضائل و مسائل

۱۳ ختمِ قرآن کتنے دن میں؟

۱۴ قرآنِ کریم کے متن و ترجمے کے نئے مسائل

۱۵ منظوم ترجمۂ قرآن: مسائل و احکام

۱۶ رسمِ قرآن خوانی: شریعت کی نظر میں

۱۷ ایمان و اسلام

۱۸ استویٰ علی العرش: اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک

۱۹ وحدۃ الوجود کی حقیقت

۲۰ التحقیق النجیح فی صلاۃ التسبیح

۲۱ شبِ محمود (شبِ برأت پر محقَّق و مدلل رسالہ)

۲۲ نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ

۲۳ قربانی محض سنت نہیں، واجب ہے

۲۴ ایامِ قربانی کی صحیح تعداد

۲۵ گناہِ صغیرہ و کبیرہ اور ان کی معافی

۲۶ رشوت کا حکم اور اس کی برائیاں

۲۷ مذاق کرنا اور اُڑانا

۲۸ بوڑھوں و ضعیفوں کے چند حقوق

۲۹ نظرِ بد: حقیقت و علاج

۳۰ نفسِ شاعری: قرآن و حدیث کی روشنی میں

۳۱ داڑھی: شریعت و سائنس کی نظر میں

۳۲ امامت کا حق دار کون؟

۳۳ موبائل: کردار و مسائل

۳۴ پیامِ محمود (نکاح سے متعلق چہل حدیث)

۳۵ فضائلِ حج و حاجی (حج سے متعلق چہل حدیث)

۳۶ وارث کو عاق کرنا

۳۷ بچوں کے نام فرشتوں کے نام پر رکھن

۳۸ حج علی التراخی یا علی الفور

۳۹ جمعے کے دن زوال کا حکم

۴۰ شوال کے نفلی روزے: شریعت و سنت کے میزان میں

۴۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک نظر میں

۴۲ شیخ عبدالقادر جیلانی: حیات و تعلیمات

۴۳ مکاتب و مدارس کا مقام و مرتبہ

۴۴ طہارت کے احکام و مسائل

۴۵ مسنون و محمود دعائیں

۴۶ برتھ ڈے کی شرعی حیثیت

۴۷ عیدین کے چند اعمال اور ان کا شرعی حکم

۴۸ حج و عمرہ: احکام و مسائل

۴۹ حج کا مکمل مسنون طریقہ

۵۰ تجوید محمدی

۵۱ محرم کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۲ صفر کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۳ ربیع الاول کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۴ رجب کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۵ شعبان کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۶ رمضان کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۷ شوال کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

۵۸ ذوالحجہ کا مہینہ: تفصیلی احکام و مسائل

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....